الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۳ جمعۃ المبارک ۲۶ جولائی ۱۹۹۶ء شمارہ ۳۰، ۳۱

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تمام آدم زادوں کے لئے اب
کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

"تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے"۔ (کشتی نوح)

— ○○○○○ —

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جاودانی زندگی پر یہ بھی بڑی ایک بھاری دلیل ہے کہ حضرت ممدوح کا فیض جاودانی جاری ہے اور جو شخص اس زمانہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے وہ بلاشبہ قبر میں سے اٹھایا جاتا ہے اور ایک روحانی زندگی اس کو بخشی جاتی ہے"۔ (آئینہ کمالات اسلام)

— ○○○○○ —

"ہم یقیناً جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا نبی اور سب سے زیادہ پیارا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کیونکہ دوسرے نبیوں کی امتیں ایک تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں اور صرف گزشتہ قصے اور کہانیاں ان کے پاس ہیں۔ مگر یہ امت ہمیشہ خدا تعالیٰ سے تازہ بتازہ نشان پاتی ہے"۔ (کتاب البریہ)

— ○○○○○ —

"اگر کسی نبی کی فضیلت اس کے ان کاموں سے ثابت ہو سکتی ہے جن سے بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی سب نبیوں سے بڑھ کر ظاہر ہو تو اے سب لوگو! اٹھو اور گواہی دو کہ اس صفت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں"۔ (تبلیغ رسالت جلد ۶ صفحہ ۱۰)

— ○○○○○ —

ان سب کو جو جلسہ میں شمولیت کے لئے آئے ہیں یا آنے والے ہیں اور ان کو بھی جو نہیں آسکے دعاؤں میں یاد رکھیں اور انتظامات میں جو کمزوریاں ہوں ان سے جہاں تک ہو سکے عفو اور بخشش کا سلوک کریں

ایم ٹی اے کے لئے مختلف پروگراموں کی تیاری سے متعلق تفصیلی ہدایات

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۲ جولائی ۱۹۹۶ء)

لندن (۱۲ جولائی): سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ نے کینیڈا اور امریکہ کے دورہ کی مصروفیات کے مختصر ذکر کے بعد فرمایا کہ اب یو۔ کے۔ کا جلسہ آ رہا ہے۔ احباب ان سب کو جو اس میں شمولیت کے لئے آگئے ہیں یا آنے والے ہیں اور ان کو بھی جو نہیں آسکے، سب کو دعاؤں میں یاد رکھیں اور انتظامات میں جو کمزوریاں ہوں ان سے جہاں تک ہو سکے عفو اور بخشش کا سلوک کریں۔ عفو اور بخشش اپنی ذات میں اعلیٰ خلق ہے لیکن جو خدا کی خاطر عفو سے کام لے اس کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے پر حق قائم فرمالیتا ہے کہ میں بھی اس سے عفو کا سلوک کروں۔

باقی اگلے صفحہ پر

مختصرات

گزشتہ دنوں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کینیڈا اور امریکہ کی جماعتوں کا نہایت کامیاب دورہ فرمایا۔ حضور انور لندن سے ۱۷ جون ۱۹۹۶ء کو روانہ ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت مصروف اور بابرکت دورہ مکمل کرنے کے بعد مورخہ ۶ جولائی ۱۹۹۶ء کی صبح کو واپس لندن مراجعت فرما ہوئے۔ یہ ہفتہ کا روز تھا۔ ہیتھرو ائرپورٹ سے حضور انور صبح قریباً آٹھ بجے مسجد فضل لندن ورود فرما ہوئے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ امریکہ اور کینیڈا سے واپسی پر (وقت کے فرق کی وجہ سے) Jet Lag کے زیر اثر لوگ کئی کئی دن کے بعد اپنے معمولات زندگی کو پہلے کی طرح سرانجام دینے کے قابل ہوتے ہیں لیکن الحمدللہ کہ اس نے اپنے خاص فضل و کرم سے حضور انور کو اس میدان میں بھی غیر معمولی قوت اور صلاحیت عطا فرمائی ہے۔ صبح آٹھ بجے حضور تشریف لائے اور گیارہ بجے معمول کے مطابق حضور انور نے بچوں کی ہفتہ وار کلاس لی اور ساتھ ہی روزانہ کی مصروفیات معمول کے مطابق شروع ہو گئیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ حضور انور کی عمر اور صحت میں نیز حضور کے اوقات اور کاموں میں غیر معمولی برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

— ○○○ —

ہفتہ، ۶ جولائی ۱۹۹۶ء:

حسب معمول حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کی کلاس لی۔ فرمایا کہ اگرچہ میں ابھی تھوڑی دیر پہلے امریکہ کے سفر سے واپس پہنچا ہوں لیکن یہ کلاس مجھے اس قدر پسند ہے کہ میں نے یہی چاہا کہ اس میں ضرور شرکت کروں۔ حضور نے کینیڈا اور امریکہ کے دورہ کا ذکر فرمایا اور .M.T.A کے دوطرفہ رابطہ والے پروگراموں کے بارہ میں گفتگو فرمائی۔ تلاوت و نظموں کے بعد ایک بچے نے تقریر کی اور بعدازاں حضور انور نے نعت "علیک الصلوۃ علیک السلام" کے بعض اشعار کی تشریح بچوں کو سمجھائی۔

اتوار، ۷ جولائی ۱۹۹۶ء:

تاریخی لحاظ سے یہ بات قابل ذکر ہے کہ ۷ جولائی سے .M.T.A انٹرنیشنل کی گلوبل بیم (Global Beam) پر ۲۴ گھنٹے کی نشریات کا آغاز ہوگیا۔ قبل ازیں افریقہ، مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید کے جو چند ممالک ان نشریات سے محروم تھے ان کے لئے بھی آج سے اس روحانی مائدہ سے استفادہ کا سامان ہوگیا۔ اس مناسبت سے محمود ہال لندن میں ایک خصوصی تقریب ہوئی جس کی تفصیل الفضل کے گزشتہ شمارہ میں پیش کی جاچکی ہے۔

حسب معمول آج انگریزی دان احباب کے ساتھ مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں حضور انور نے درج ذیل سوالات کے جوابات دیئے۔

☆ مسلمانوں کے لئے جداگانہ سکولوں کے قیام کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟

☆ سکولوں کے اساتذہ یہ چاہتے ہیں کہ بچوں کے والدین، بچوں کے سکولوں سے بھاگ جانے یا بعض صورتوں میں خودکشی کرنے کے معاملات میں ان کی مدد کریں۔ اس سلسلہ میں آپ اساتذہ اور والدین کو کیا مشورہ دیں گے؟

☆ سکولوں میں بچوں کو موسیقی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس بارہ میں اسلامی نقطہ نظر کیا ہے؟

☆ مغربی دنیا میں یہ تاثر عام ہے کہ مذہب اسلام میں عورتوں سے بدسلوکی کو روا رکھا جاتا ہے اور درست سمجھا جاتا ہے۔ آپ کا اس بارہ میں کیا خیال ہے اور اس تاثر کو، اگر یہ غلط ہے تو کیسے درست کیا جاسکتا ہے؟

☆ کیا اسلام میں مردوں اور عورتوں پر مختلف قوانین کا اطلاق ہوتا ہے یا ایک ہی قانون دونوں پر نافذ کیا جاتا ہے؟

سوموار، منگل۔ ۸، ۹ جولائی ۱۹۹۶ء:

حسب معمول دونوں دنوں میں ترجمۃ القرآن کلاسیں نمبر ۱۳۸ اور ۱۳۹ منعقد ہوئیں۔ ان میں علی الترتیب سورہ النحل کی آیات ۶۲ تا ۷۷ اور آیات ۷۸ تا ۹۴ کا ترجمہ اور بعض تفسیری نکات بیان فرمائے گئے۔

بدھ و جمعرات، ۱۰، ۱۱ جولائی ۱۹۹۶ء:

معمول کے مطابق ہومیوپیتھی طریقہ علاج کی دو کلاسیں منعقد ہوئیں۔ ان کلاسوں کے نمبر علی الترتیب ۱۶۵ اور ۱۶۶ تھے۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

اللہ اکبر خربت خیبر

یہ دور مذاہب کی عالمی کشتی اور مختلف مذاہب کے درمیان ایک عظیم روحانی جنگ کا دور ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ جیسا کہ قرآن مجید واحادیث نبویہ میں خبر دی گئی تھی اس لڑائی میں اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غلبہ نصیب ہوگا۔ ہمارا یہ بھی پختہ ایمان ہے کہ یہ عالمگیر غلبہ اسلام حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ظہور میں آئے گا۔ یہ آپ ہی ہیں جنہوں نے اس زمانہ میں تمام دنیا کو للکارا کہ اسلام اپنے عقائد اور اپنی تعلیم اور اپنے احکام کی رو سے ایسا جامع اور اکمل اور اتم اور ہر ایک قسم کے نقص سے پاک ہے کہ وہ "ہر ایک مذہب کو فتح کرنے والا ہے اور کامل تعلیم کے لحاظ سے کوئی مذہب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا"۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ "دوسری قسم فتح کی جو اسلام میں پائی جاتی ہے جس میں کوئی مذہب اس کا شریک نہیں اور جو اس کی سچائی پر کامل طور پر مہر لگاتی ہے اس کی زندہ برکات و معجزات ہیں جن سے دوسرے مذاہب بکلی محروم ہیں۔ یہ ایسے کامل نشان ہیں کہ ان کے ذریعہ سے نہ صرف اسلام دوسرے مذاہب پر فتح پاتا ہے بلکہ اپنی کامل روشنی دکھلا کر دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے"۔ اس بات کا ایک عظیم ثبوت آپ کا وہ مضمون بھی ہے جو آج سے سو سال قبل ۱۸۹۶ء میں جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں پڑھا گیا اور "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے نام سے دنیا بھر میں معروف و مقبول ہے۔ اس مضمون کے باقی تمام مضامین پر غالب اور بالا رہنے کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو پہلے سے خبر دے دی تھی۔ اور اس تعلق میں "اللہ اکبر خربت خیبر" کے الفاظ میں یہ بھی بتایا گیا کہ "خیبر سے مراد تمام خراب مذاہب ہیں جن میں شرک اور باطل کی ملونی ہے اور انسان کو خدا کی جگہ دی گئی یا خدا کی صفات کو اپنے کامل محل سے نیچے گرا دیا گیا ہے"۔

"اللہ اکبر خربت خیبر" کے پر جلال الفاظ میں معانی و مطالب کا ایک جہان پوشیدہ ہے۔ اس طرز بیان سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کے گیت گاتے ہوئے اور نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے خیبر یعنی تمام خراب اور باطل مذاہب پر چڑھ دوڑنے اور ان پر کاری ضرب لگانے کا مضمون بھی نمایاں ہو کر سامنے آتا ہے۔ ظاہری طور پر "فتح خیبر" کا ایک عظیم الشان معرکہ آج سے ۱۴۰۰ سال قبل حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد میں آپ کے عظیم جرنیل شیر خدا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کمان میں سر ہوا تھا۔ آج مسیح محمدی کے خلیفہ رابع کا مبارک دور ہے اور آپ کی ولولہ انگیز قیادت میں خیبر یعنی تمام خراب اور باطل مذاہب پر دین اسلام کو غالب کرنے کی مہم بڑی قوت اور زور شور سے جاری ہے۔ پس اے غلامان محمد مصطفیٰ! اٹھو اور اپنے آقا کی زیر قیادت اللہ اکبر خربت خیبر کے پر شوکت نعرے بلند کرتے ہوئے اعلائے کلمہ اسلام کے اس عظیم جہاد میں اپنی تمام تر طاقتوں کو صرف کر ڈالو اور یاد رکھو کہ یہ غلبہ "نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد دلوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے" سے ہوگا۔

منزلیں دے رہی ہیں آوازیں — صبح محوِ سفر ہو، شام چلو
تم سے وابستہ ہے جہان نو — تمہیں سونپی گئی، زمام چلو
دل سے اٹھے جو نعرۂ تکبیر — ہو ثریا سے ہم کلام، چلو

بقیہ:۔ مختصرات جمعۃ المبارک ۱۲ جولائی ۱۹۹۶ء۔

ہر جمعہ کے روز اردو دان احباب کے ساتھ اردو زبان میں مجلس سوال و جواب منعقد ہوتی ہے۔ آج کی مجلس میں حضور انور نے درج ذیل سوالات کے جوابات بیان فرمائے:

☆ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب، نزول کی ترتیب سے مختلف کیوں ہے؟

☆ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے۔ یہ مضمون تو سمجھ آتا ہے کیونکہ بہت سے عالم ہیں۔ آنحضرتؐ کو رحمۃ للعالمین کا خطاب دیا گیا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے کیونکہ آپؐ تو اسی دنیا میں مبعوث ہوئے؟

☆ سورہ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ سے جو یہ وعدہ فرمایا ہے کہ میں تیرے ماننے والوں کو انکار کرنے والوں پر قیامت تک غلبہ عطا کروں گا، یہ وعدہ کیا عیسائیوں سے ہے یا اس کی کیا تشریح ہے؟

☆ "قاب قوسین او ادنیٰ" کی تشریح حضور انور نے گزشتہ دنوں کینیڈا میں دئے گئے خطبہ میں بیان فرمائی ہے اس کی مزید تشریح کی درخواست ہے۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عام طور پر خود نماز کی امامت نہیں فرمایا کرتے تھے۔ اس کی وجہ اور حکمت کیا تھی؟

☆ حج اور عمرہ کے موقع پر طواف اور سعی سے پہلے خوشبو لگانے کی ممانعت بتائی جاتی ہے۔ اس کی وجہ اور حکمت کیا تھی؟

☆ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے کیا ثبوت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانا ضروری ہے اور کیا وہ وہی امام مہدی اور مسیح ہیں جن کا احادیث میں ذکر ملتا ہے؟

☆ ایران میں بعض خطیب یہ کہتے ہیں کہ حدیث نبوی میں جو رجل او رجال کے الفاظ آتے ہیں اس سے مراد ہم ہیں؟ اس پر حضور کا تبصرہ!

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب "ایام صلح" میں فرمایا ہے کہ "خالص مہدویت بلا آمیزش وسائل ارضیہ صفت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے" نیچے نوٹ میں یہ درج ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی استاد سے ایک لفظ تک نہ پڑھا تھا۔ سوال یہ ہے کہ کیا مہدی ہونا اور امی ہونا ایک ہی چیز کے دو نام ہیں؟

☆ اکثر و بیشتر ہماری نمازوں میں وہ کیفیت نہیں ہوتی جو صحابہ کرامؓ کی ہم سنتے آئے ہیں۔ اس کیفیت کی تلافی کیسے کی جائے اور نماز میں لذت و سرور حاصل کرنے کا کیا طریق ہے؟

☆ غیر احمدی لوگوں کا امام مہدی کے بارہ میں یہ تصور ہے کہ اس کے زمانہ میں لڑائیاں ہونگی قتل و غارت ہوگی اور پھر جلدی سے اسلام پھیل جائے گا۔ اس بارہ میں اصل حقیقت کیا ہے؟

☆ رسول کے آنے سے پہلے پیش گوئیاں موجود ہوتی ہیں۔ پھر اس کے باوجود رسول کے آنے پر دنیا کے لوگ انکار کیوں کرتے ہیں؟

☆ انبیاء اور اولیاء کی قبروں پر جب دعا کی جاتی ہے کیا اس موقع پر اپنی ذاتی مشکلات کے لئے بھی دعا کر سکتے ہیں۔ اس موقع پر کیا دعا کرنی چاہئے؟

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ میری امت وہ ہوگی جو میرے اور میرے صحابہ کے طریق پر چلنے والی ہوگی۔ عام سادہ مسلمان اس سے یہ سمجھتے ہیں کہ ایک مسلمان میں ظاہری طور پر چند علامات ہونی چاہئیں مثلاً داڑھی لمبی ہو، مونچھیں چھوٹی ہوں، شلوار ٹخنہ سے اونچی ہو۔ کیا یہ تصور درست ہے؟

☆ باغ فدک کا کیا مسئلہ ہے اور اس بارہ میں اصل حقیقت کیا ہے؟

☆ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو فضل عمر کا نام بھی دیا گیا ہے یہ کس وجہ سے ہے؟

بقیہ:۔ ایم ٹی اے کے لئے مختلف پروگراموں کی تیاری سے متعلق تفصیلی ہدایات

(خلاصہ خطبہ جمعہ، ۱۲ جولائی ۱۹۹۶ء)

حضور ایدہ اللہ نے جلسہ امریکہ و کینیڈا کے حوالہ سے بتایا کہ وہاں بعض دوست بہت دور سے لمبے سفر کر کے آئے مگر انہیں ذاتی ملاقات کا وقت نہ مل سکا۔ اگرچہ وہاں ہزاروں ملاقاتیں ہوئیں لیکن جو خاص طور پر دور سے ملاقات کی نیت سے آئے تھے ان میں سے بعض کو انفرادی ملاقات کا موقعہ نہ مل سکا اور یہ امران کے لئے تکلیف کا موجب بنا۔ حضور نے بتایا کہ اتنی بڑی تعداد میں جہاں افراد ہوں وہاں ہر شخص سے ملاقات ناممکن ہے اور جب ہوتی ہے تو اتنی مختصر ہوتی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اتنی جلدی وقت ختم ہو گیا۔ حضور نے فرمایا کہ یہ میری وقت کی بے اختیاریاں ہیں۔ اب جو آنے والے ہیں وہ بھی اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ ملاقاتوں کا سلسلہ بہت بڑھ چکا ہے۔ حضور نے فیملی ملاقاتوں کی ضرورت، اہمیت اور افادیت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ملاقات کوئی ایسا معاملہ نہیں جو انصاف کے دائرے سے تعلق رکھتا ہو۔ جس میں لازم ہو کہ ہر ملاقات کی خواہش رکھنے والے کو ضرور ملاقات کا موقعہ دیا جائے۔ ملاقات ایک ذاتی حق ہے۔ جن سے ملاقات ہو جاتی ہے چونکہ وہ محض للہ ہے اس پر میں شکریہ کا محتاج نہیں۔ مگر جس سے ملاقات نہ ہو اس پر شکوہ کا کوئی موقعہ نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ جلسوں کے موقعہ پر جو اجتماعی ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ ملاقات نہیں۔ سوال و جواب کی مجالس میں جب ہم اکٹھے بیٹھتے ہیں تو وہ بھی ملاقات ہی ہوتی ہے۔ اسی طرح جلسوں میں جو گھنٹوں آپ کے سامنے کھڑے ہو کر تقریر کرتا ہوں وہ بھی ملاقات ہی ہے۔

حضور نے ایک دفعہ پھر ایم ٹی اے کے لئے دلچسپ، معلوماتی، مفید اور متنوع پروگرام تیار کر کے بھجوانے کے لئے تاکید فرمائی اور تفصیل سے اپنے منشاء کو مثالوں کے ساتھ واضح فرمایا۔ حضور نے یوگنڈا کی مثال کو پیش نظر رکھتے ہوئے فرمایا کہ مثلاً وہاں کی تاریخ، جغرافیہ، اقتصادیات، وہاں کی پیداوار۔ اس کے علاوہ وہاں کی مشہور وکٹوریہ جھیل کے متعلق پروگرام بن سکتے ہیں۔ مختلف مناظر کو داخل کرتے ہوئے ٹھوس تحقیقات پر مبنی تبصرے ساتھ ہوں۔ اسی طرح مثلاً وہاں احمدیت کب آئی وہ لوگ کون تھے، کہاں دفن ہیں، وہاں کی زبانیں۔ سیاست کے کن ادوار سے یوگنڈا کو گزرنا پڑا۔ اس پر غیر قوموں نے کب قبضہ کیا۔ اس سے پہلے کیا کیفیت تھی۔ بہت سے مضامین ہیں جن پر فلمیں تیار ہو سکتی ہیں۔ پھر وہاں کے مبلغین کی تاریخ ہے۔ کون کون مبلغ وہاں آئے۔ کن حالات سے گزرنا پڑا۔ کس تنگی ترشی سے گزارے کئے۔ وہاں کے ابتدائی مقامی احمدیوں کے حالات۔ ان کے معاندین کے ساتھ کیا ہوا۔ مختلف مقابلوں کے وقت کس طرح خدائی تائیدات ظاہر ہوئیں۔ یہ سب یوگنڈا کی تاریخ سے تعلق رکھنے والے واقعات ہیں۔ ان کو سجا کر عمدگی سے پیش کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح کہ کوئی انسان یہ نہ سمجھے کہ تقریر ہو رہی ہے۔ اس کے لئے ایسی ٹیموں کی ضرورت ہے جو طوعی طور پر اپنے سپرد کوئی ذمہ داریاں کر لیں۔

حضور نے فرمایا کہ جب ایم ٹی اے کے لئے پروگرام بنائیں تو اس سے پہلے جتنی نصیحتیں پروگراموں کی تیاری کے سلسلہ میں دے چکا ہوں ان کو یکجائی طور پر سامنے رکھیں، غور سے پڑھیں اور اس کی روشنی میں پروگرام بنائیں۔ ہر پہلو سے اپنے اپنے ملک کی تصویر کو اس طرح پیش کریں کہ سننے اور دیکھنے والے کی تشنگی دور ہو۔ پھر اس وقت کے امکانات کو بھی کھول کر سامنے رکھیں مثلاً یوگنڈا کی بات ہو رہی ہے تو وہاں تجارت کے کیا امکانات ہیں۔ اگر وہاں چوری کی عادت ہو تو اس کا سدباب کوئی ہو سکتا ہے یا نہیں۔ وہاں امپورٹ ایکسپورٹ کی کیا کیفیت ہے۔ انڈسٹری کا کام ہو سکتا ہے یا نہیں۔ پھر اگر وہاں جماعت کی وساطت سے بعض تصدیقات حاصل کی جا سکتی ہیں تو اس کا بھی ذکر ہو۔ پھر وہاں کی زبانیں ہیں ان کا تعارف، وہاں کے شعراء اور ادیبوں کا ذکر، ان کی کھیلیں، کھانے کے طریق، وہاں کے پھل، کاشتکاری کے طریقے، بے شمار موضوعات ہیں جن پر فلمیں بنائی جا سکتی ہیں۔ ان میں انسان کی دلچسپی تو ہے لیکن ان میں کوئی بد پہلو نہیں ہے اور علم کے بڑھنے کا جو لطف ہے اگر کسی کو یہ عادت پڑ جائے تو یہ سب سے بڑا نشہ ہے۔ علم میں ایک ایسی لذت ہے جس سے انسان کے اندر وسعتیں پیدا ہوتی ہیں۔ علم کی لذت دل میں جاگزیں ہو جائے تو اس سے کردار کی عظمت بھی پیدا ہوتی ہے۔ پھر ایم ٹی اے کا یہ بھی کام ہے کہ اس ملک کے علم الابدان یا سائینسز کی کیفیات بھی بتائے۔ کس قسم کے سائنس دان اس ملک میں پیدا ہوئے۔ ان کے حالات، ان کے ادب کی تاریخ۔ وہاں کی کہانیاں جو بہت شہرت پا گئیں۔ اپنے ملک کے لطائف بھی بتائیں۔ ہر ملک کا اپنا ایک ذوق ہے۔ پھر تعارف میں یہ بھی بتائیں کہ یہ لوگ کون کون سی باتیں ناپسند کرتے ہیں۔ یہ باتیں ہمارے مبلغین اور داعیان الی اللہ کے لئے بہت ضروری اور مفید ہونگی۔ ہر قوم کے مزاج، ان کی پسند اور ناپسند کا علم ہو تاکہ عالمی حیثیت سے ہم ایک داعی الی اللہ کی حیثیت سے ابھر سکیں۔ شعراء کا ذکر کرتے ہیں تو کبھی بچے اچانک ان کا معروف نغمہ شروع کر دیں۔

حضور ایدہ اللہ نے اس بارہ میں تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ پھر اس کے برعکس اپنی زبانوں میں بھی پروگرام بنائیں تاکہ آپ کے ملک کے لوگوں کو باقی دنیا کے حالات کا علم ہو۔ اور نہ صرف انٹرنیشنل طور پر سمجھی جانے والی زبانوں یعنی اردو اور انگریزی میں پروگرام دیں بلکہ اپنی ملکی زبانوں میں بھی پروگرام تیار کریں۔ حضور نے فرمایا کہ اپنے ملک کی دینی جماعتوں کا تعارف، علماء کے حالات، دینی تعلیم کا معیار، اخلاقی حالت، بین الاقوامی تجارتیں۔ جب ان چیزوں سے باہر کی دنیا کو روشناس کرائیں گے تو اس کے ساتھ ساتھ جب تک اپنی زبانوں میں باہر کی دنیا کے حالات کی فلمیں نہیں بنائیں گے آپ کے ملک میں ایم ٹی اے میں دلچسپی پیدا نہیں ہو سکتی۔

حضور نے افریقن احمدیوں کے خوشی کے مواقع پر فطرت کے پاکیزہ اظہارات کا ذکر کرتے ہوئے ان کے نمونے بھی پروگراموں میں داخل کرنے کا ذکر فرمایا۔ حضور نے ایم ٹی اے کے متعلق فرمایا کہ ہمارے پروگراموں میں جو جذب ہے وہ سچائی کا جذب ہے۔ پروگرام بنانے میں بناوٹ نہ آنے دیں۔ ان خصوصیات کے بغیر ایم ٹی اے دنیا کے دل جیت نہیں سکتی۔

حضور ایدہ اللہ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تمام دنیا کے احمدیوں کو اپنے اپنے ملکوں کی اچھی فلمیں بنانے کی توفیق دے۔ حضور نے فرمایا کہ ہر ٹی وی پروگرام کے لئے پہلے تحقیق ہونی چاہئے۔ صرف ظاہری نظاروں پر اسے کھڑا نہ کریں۔ میں نے ہدایت کی تھی کہ اپنے بچوں اور بڑوں، لڑکوں اور لڑکیوں کو تحقیق کے کاموں میں شامل کریں۔ ان پروگراموں سے گھر بیٹھے دنیا کے ہر احمدی کو تمام دنیا کی وہ باتیں معلوم ہوں جن کا معلوم ہونا اس کے علم میں بھی اضافہ کرتا ہے اور اسے بہترین داعی الی اللہ بنانے میں مفید و مددگار رہے۔ بہترین، دلچسپ، اعلیٰ درجہ کے معلوماتی اور نغماتی پروگرام پیش کرنے ہیں اور جلسہ (برطانیہ) سے پہلے کوئی نہ کوئی نمونے کی فلم ضرور بنا کر لائیں۔

یادوں کے چراغ

سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

(بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) محمد وقیع الزماں خان)

۸ اور ۹ جون ۱۹۸۲ء کی درمیانی رات آج پھر آنکھوں میں پھر رہی ہے۔ رات ساڑھے دس بجے بیت الفضل اسلام آباد فون کیا تو معلوم ہوا کہ اس روز حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی۔ دل کو کچھ ڈھارس ہوئی۔ دوسرے کمرے میں بیٹھے ہوئے عزیزوں کو بتایا۔ رات گئے تک یہی باتیں ہوتی رہیں کہ دل کے اس اچانک اور شدید حملے کا حضور کے آئندہ پروگراموں پر کیا اثر پڑے گا۔ سپین کی مسجد بشارت کا افتتاح مقررہ تاریخ کو ہوگا یا ملتوی کیا جائے گا۔ اٹلی کی مسجد کا سنگ بنیاد حضور اس سال رکھیں گے یا نہیں۔ ڈاکٹر تو فی الحال بستر سے اٹھنے سے بھی منع کر رہے تھے لیکن اس سر بکف غازی نے پہلے کب ڈاکٹروں کی بات مانی ہے کہ اب مان لیں گے غرض ایسی ہی باتیں ہوتی رہیں اگر کسی کو وہم تک نہ آیا تو اس انہونی کا جو اسی رات ہونے والی تھی۔

ایک بجے بستر پر لیٹا۔ ابھی جھپکی ہی آئی تھی کہ میرے لڑکے ماجد نے جگایا "ابا ٹیلیفون آیا ہے۔ آپ ہی کے لئے ہے"۔ مکرم شریف جنجوعہ صاحب ٹیلیفون پر تھے ڈرتے ڈرتے پوچھا "خیریت تو ہے"۔ فرمایا "خود آکر بتاؤں گا۔ آپ گیٹ کھلوادیں" اس سے آگے کچھ بتانے کی ضرورت نہ رہی تھی۔......

اس زندگی مستعار میں اپنا یہی تجربہ ہے کہ جب بھی کسی سے ٹوٹ کر محبت کی وہ داغ مفارقت دے گیا۔ حی و قیوم صرف خدائے واحد کی ذات ہے۔ ابتداء ۱۹۳۶ء میں میری والدہ کی وفات سے ہوئی جبکہ میں چودہ برس کا تھا اور وہی میری کائنات کا محور تھیں۔ پھر اس کے بعد وقفہ وقفہ سے یہی کچھ ہوتا رہا اور ۸ جون ۱۹۸۲ء کو جبکہ میں پورے ساٹھ برس کا تھا دل کو ویسا ہی زخم لگا جیسا کہ والدہ کی وفات پر لگا تھا۔ بڑھاپے نے ذرا بھی فرق نہیں ڈالا۔ وہی دل ناصبور میں درد کی میٹھی میٹھی ٹیسیں۔ وہی کچے زخموں کو بار بار کریدنا۔ وہی رات کی تاریکیوں میں تنہائی کی تلاش۔ وہی ان تاریکیوں میں یادوں کے چراغ جلانا اور یوں جلانا کہ دیکھتے دیکھتے ایک شہر سا جگمگا اٹھے وہی ان جگمگاہٹوں میں کھو جانا اور واپس لوٹنے سے صاف انکار۔

پہلی ملاقات سے پہلے

۳۸-۱۹۳۷ء میں خاکسار مدرسہ احمدیہ میں طالبعلم تھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کا صرف نام ہی سنا ہوا تھا اور اتنا معلوم تھا کہ آپ تعلیم کے لئے آکسفورڈ گئے ہوئے ہیں۔ ابھی واپس تشریف نہیں لائے تھے کہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضرت مصلح موعودؓ کا انتقال ہوگیا ہے۔ انتخاب خلافت ہو رہا ہے اور میں سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے خلیفہ برحق ہونے کے بارے میں پرجوش تقریر کر رہا ہوں۔ آنکھ کھل گئی۔ پھر سویا تو ایک اور خواب دیکھا جس کا تعلق اس اظہاریہ سے نہیں۔ یہ دونوں خوابیں اس قدر واضح اور دل و دماغ کو اپنی گرفت میں لینے والی تھیں کہ میرا لڑکپن کا ذہن ضبط نہ کرسکا اور اگلے ہی دن صبح حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر سنادیں۔ حضور نے دوسرے خواب کی تعبیر تو بتادی جو بعد میں بعینہٖ پوری ہوئی مگر پہلے خواب کو سن کر صرف اثبات میں سر کو جنبش دی۔ جس کا مطلب خاکسار نے یہی لیا کہ خواب واضح ہے اور تعبیر طلب نہیں۔ سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد کی خلافت ثالثہ تو قضاؤقدر کا حصہ تھی۔ مجھ عاصی پر میرے رب کا احسان عظیم یوں ہوا کہ اس خواب کے نتیجے میں خلافت سے قبل کے زمانے میں جو کم و بیش ستائیس سال پر محیط تھا، اس ناچیز کو حضور کی ذات گرامی سے (اپنی محدود استعداد کے مطابق) استفادہ کرنے کی کچھ نہ کچھ توفیق ملتی رہی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انتخاب خلافت کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے ہر وسوسہ اور تذبذب سے کلیۃً محفوظ رکھا۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

جامعہ احمدیہ کا طالبعلم فوج میں

یہ اکتوبر ۱۹۳۹ء کی بات ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اپنی تعلیم مکمل کرکے انگلینڈ سے واپس آچکے تھے آنے کے بعد جامعہ احمدیہ میں پروفیسر متعین ہوئے اور حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحبؓ کی ریٹائرمنٹ کے بعد جامعہ کے پرنسپل مقرر ہوگئے۔ ان ایام میں خاکسار جامعہ احمدیہ کے درجہ اولیٰ کا طالبعلم تھا۔ حضور کی پرنسپل شپ کے تحت زیر تعلیم رہنے کا تجربہ خاکسار کی زندگی کے خوشگوار ترین اور مفید ترین تجربات میں سے تھا جن میں سے بعض واقعات ماہنامہ "خالد" ربوہ کے "سیدنا ناصر نمبر" میں مئی ۱۹۸۳ء میں شائع بھی ہوچکے ہیں۔

ستمبر ۱۹۳۹ء کے آخری یا اکتوبر کے پہلے خطبہ جمعہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کے نوجوانوں کو انڈین ٹیریٹوریل فورس کی احمدیہ کمپنی میں بھرتی ہونے کی تحریک فرمائی۔ جنگ عظیم دوم کے لئے انڈین آرمی کی لام بندی شروع ہوچکی تھی اور حکومت ہند کی طرف سے جماعت کو نوٹس آگیا تھا کہ کمپنی کی نفری فوراً پوری کرو ورنہ احمدیہ کمپنی توڑ کر کوئی اور کمپنی کھڑی کر لی جائے گی۔ اس خطبہ جمعہ کے دوسرے روز حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (جو اب ہمارے پرنسپل تھے) کلاس میں تشریف لائے اور پوچھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے کل جو تحریک فرمائی ہے اس پر کون لبیک کہتا ہے۔ الحمدللہ کہ کلاس میں سب سے پہلے اس خاکسار کو کھڑے ہوکر اپنے آپ کو پیش کرنے کی توفیق نصیب ہوئی۔ میں اس وقت جسمانی لحاظ سے بہت کمزور اور پتلا دبلا تھا۔ ساری کلاس میرے کھڑے ہونے پر ہنس پڑی۔ بعد میں درجہ اولیٰ اور جامعہ احمدیہ کی باقی کلاسوں سے سات آٹھ دیگر طلبہ نے بھی اپنے آپ کو پیش کیا اور یہ سب کبڈی وغیرہ کے کھلاڑی اور اچھے ڈیل ڈول کے مالک تھے مگر کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ فوجی ڈاکٹر کے طبی معائنہ میں باقی سب فیل ہوگئے اور جامعہ احمدیہ سے صرف مجھے ہی بھرتی کیا گیا۔ کچھ طلبہ تعلیم الاسلام ہائی سکول سے اور باقی قادیان کی دیگر آبادی سے لئے گئے اور ہمارا پندرہ سولہ ریکروٹوں کا یہ قافلہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو انبالہ چھاؤنی کے لئے بذریعہ ریل روانہ ہوا۔ جامعہ احمدیہ سے چونکہ میں اکیلا طالب علم بھرتی ہوا تھا اس لئے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے ذاتی التفات اور اعزاز سے نوازا اور لمبی پرسوز دعا کے ساتھ رخصت فرمایا۔

مجھے یاد ہے کہ روانگی سے قبل جب حضرت مصلح موعودؓ کے حضور ہمارے داخلے کی فہرست پیش ہوئی تو حضورؓ نے میرے نام کے آگے تحریر فرمایا "اسکے والد سے پوچھ لیا ہے؟" یہ ریمارک حضورؓ کی خداداد بصیرت اور فراست اور پیش بینی کا عجیب مظہر ثابت ہوا۔ کیونکہ بعد میں جب میرے والد صاحب کو میرے فوج میں بھرتی ہو جانے کی خبر ملی تو انہیں بہت ہی صدمہ پہنچا۔ میں ان کا اکلوتا بیٹا تھا۔ میرا نہ کوئی بھائی تھا نہ بہن۔ والد صاحب نے مجھے میٹرک کے بعد صرف دینی تعلیم کی تکمیل کے لئے قادیان بھیجا تھا۔ اس کے بعد وہ مجھے مزید انگریزی تعلیم دلوانا چاہتے تھے میرے فوج میں چلے جانے سے بظاہر ان کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا تھا۔ چنانچہ حضرت والد صاحب کی طرف سے مجھے کئی عتاب نامے موصول ہوئے۔ ایک روز جبکہ میں دن بھر کی ٹریننگ کے بعد تھکا ہارا واپس اپنی بیرک میں پہنچا تو ان کا تازہ خط اسی مضمون کا ملا جس میں میری "حماقت" کے مختلف پہلوؤں پر خاصی تفصیل سے اور بلا تکلف روشنی ڈالی گئی تھی۔ یہ بھی تحریر تھا کہ اگر فوج میں جانا ہی تھا تو کم از کم بی۔اے کرنے کے بعد کمیشن کے لئے امیدوار بنتے۔ اب جو سپاہی بھرتی ہو گئے ہو تو ساری عمر قواعد پریڈ اور پہرہ دینے میں پندرہ روپے ماہوار تنخواہ پر بسر ہوگی۔ کوئی معقول رشتہ بھی نہیں ملے گا..

....

میں جسمانی طور پر بہت کمزور تھا۔ فوجی ٹریننگ اور دیگر مشقت میری طاقت سے بہت زیادہ تھی۔ اس وقت میں تھکا ہوا نڈھال آیا تھا۔ اس خط کو پڑھ کر عجیب درد اور کرب اور بےبسی کی کیفیت طاری ہوگئی۔ جس کے زیر اثر خاکسار نے حضرت والد صاحب کے حضور اپنا دل کھول کر رکھ دیا اور عرض کیا کہ میں آنمحترم کے جذبات اور احساسات کو جو خالص میری بہبود کے لئے ہیں بخوبی سمجھتا ہوں اور میں خود بھی اپنی فوجی زندگی میں پھولوں کی سیج پر دن نہیں گزار رہا۔ لیکن جس عظیم ہستی کی تحریک پر خاکسار نے لبیک کہا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ بہت غیرت مند ہے۔ وہ آپ کی اور میری اس حقیر قربانی کو ہرگز ضائع نہیں ہونے دے گا۔ نہ انشاء اللہ آپ کو کوئی گلہ رہے گا اور نہ ہی میرے دل میں کوئی حسرت باقی رہے گی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ کے لئے عجیب غیرت دکھائی۔ اور اس کے طفیل مجھ ناچیز پر قدم قدم پر اس کے فضلوں کی ایسی بارش ہوئی کہ اس کا شمار ناممکن ہے۔

جہاں تک فوجی زندگی کا تعلق ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھ ناچیز و ناتواں کو جو سپاہی بننے کے قابل بھی نہیں تھا اور جس کی پیشکش پر پوری کلاس ہنس پڑی تھی۔ میرے وہم و گمان سے بڑھ کر ترقی عطا فرمائی اور وہ جو حضرت والد صاحب نے میرے لئے کسی اچھے رشتے کے حصول کے بارے میں ناامیدی ظاہر فرمائی تھی۔ تو قدرت خداوندی نے ایسا کرشمہ دکھایا کہ بالآخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی پوتی میرے گھر کی زینت اور میرے والد صاحب کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن کر آئیں۔ اور جب میرا لڑکا ماجد جوان ہوا تو حضرت مصلح موعودؓ کی پوتی اس کے گھر کی زینت اور برکت اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں۔ یہ سب کچھ میرے رحیم و کریم خدا کی شان کبریائی تھی اور اس کی غیرت کا جلوہ تھا جو وہ حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے لئے رکھتا تھا۔ ورنہ اس ذرہ بےمقدار کی حیثیت تو وہی تھی جس کا نقشہ میرے والد محترم کمال صحت اور بلاغت کے ساتھ اپنے خط میں رقم فرما چکے تھے۔

آداب طعام کی تربیت

۱۹۴۳ء میں جب مجھے فوج میں کمیشن کے لئے اپنی یونٹ کی طرف سے نامزد کیا گیا تو مجھے آرمی سلیکشن بورڈ راولپنڈی کے سامنے پیش ہونے کے لئے بلایا گیا۔ راولپنڈی جانے سے قبل خاکسار قادیان آیا تاکہ حضرت مصلح موعودؓ اور بزرگان سلسلہ کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کروں۔ سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ نے تو خود مجھے فوج میں بھیجا تھا اس لئے ان کی خدمت میں بھی حاضری دی۔ باتوں باتوں میں یہ ذکر کر بیٹھا کہ آرمی سلیکشن بورڈ میں تین دن کا قیام ہوتا ہے۔ وہاں میس (MESS) میں چھری کانٹے سے کھانے کا اہتمام ہوتا ہے۔ میں نے کبھی ان چیزوں کا استعمال نہیں کیا۔ دعا کریں سبکی نہ ہو۔ حضرت میاں صاحب نے اسی وقت اپنی قیامگاہ پر کھانے کی دعوت دی۔ پہلے اسلامی طریق سے چھری کانٹے کا استعمال بتلایا جس میں کانٹا دائیں ہاتھ میں رکھا جاتا ہے۔ پھر مروجہ مغربی طریق بتایا اور جملہ امور کی ایسے ہلکے پھلکے انداز میں مشق کروائی کہ ایک لمحہ کے لئے بھی میرے اندر کسی طرح کا احساس کمتری پیدا نہیں ہونے دیا۔ دل چاہتا تھا کہ یہ نشست ختم ہی نہ ہو اور سبق اسی طرح جاری رہے۔

من از شوق حضوری طول دادم داستانے را

دعا کی پہلی لذت

سلیکشن بورڈ کا مرحلہ طے کرنے کے بعد ٹریننگ کے لئے کاکول سے انڈین ملٹری اکیڈمی ڈیرہ دون جا رہا تھا۔ امرتسر پر گاڑی بدلنا تھی۔ حسن اتفاق سے امرتسر سٹیشن پر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ سے ملاقات ہوگئی۔ آپؒ حضرت بیگم صاحبہؒ کو آپریشن کے لئے دہلی لے جارہے تھے۔ آپریشن کافی بڑا تھا اور آج سے نصف صدی قبل کے حالات میں خطرناک آپریشنوں میں شمار ہوتا تھا۔ ماحول پر سنجیدگی طاری تھی۔ میری ٹرین بعد میں جاتی تھی۔ جب حضور کی گاڑی چلنے لگی تو رخصتی مصافحہ کرتے ہوئے حضور نے مجھے بھی دعا کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ نہ معلوم حضور اس وقت کس جذب کے عالم میں تھے کہ حضور کے اس فقرہ نے میرے ذہن اور قلب اور روح کو یکدم اپنی گرفت میں لے لیا۔ فرنٹیئر میل کی سرخ بتی جب تک نظر آتی رہی میں پلیٹ فارم پر کھڑا دعا کرتا رہا جس کے دوران ایسی انقطاع اور تضرع کی کیفیت طاری رہی جو مجھ جیسے مبتلائے روزگار فوجی کے لئے بالکل نیا تجربہ تھا۔ پھر جب ٹرین کی سرخ بتی رات کے اندھیرے میں بالکل غائب ہوگئی تو تنہائی کی تلاش میں قدم سٹیشن کے قریب والی مسجد کی طرف اٹھے، وضو کیا اور نماز شروع کرکے دعا میں پھر مصروف ہوگیا۔ میرے اقربا اور دوست سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں لمبی چوڑی دعائیں کرنے والا آدمی کبھی بھی نہیں رہا۔ بلکہ اب بڑھاپے کی منزل میں قدم رکھ کر بھی دعاؤں میں خودکفیل نہیں ہوسکا ہوں۔ دین العجائز اپنا طریق ہے اور مالک یوم الدین کی مالکیت تامہ پر اپنی مغفرت کا کل دار و مدار ہے..

.... اس وقت تو ابھی اکیس سال کا نوجوان تھا۔ مگر یہ عجیب ماجرا میرے ساتھ ہوا کہ امرتسر کی اس مسجد

میں اللہ تعالیٰ نے ایسی دعا کی توفیق اس عاصی کو عطا فرمائی کہ وہ میری زندگی کا سرمایہ بن گئی۔ دل تھا کہ خون ہو کر بہہ رہا تھا اور روح تھی کہ پھڑپھڑا کر جسد عصری سے باہر آنے کو تھی۔ یہ سجدہ میری زندگی کا طویل ترین سجدہ تھا۔ اور یہ سب کچھ عطیہ تھا میرے آقا کے روحانی جذب کا۔ اس دعا کی حضور کو ضرورت نہ تھی، مجھے ضرورت تھی۔ جاتے جاتے میرے خالی کشکول میں ایک خزانہ ڈال گئے۔ اور پھر کبھی اس کا ذکر تک نہ کیا۔

سادگی اور اکرام آدمیت

خلافت سے قبل ربوہ کے گولبازار میں حضور سے ملاقات ہوئی۔ جلسہ سالانہ کے ایام تھے اس وقت حضور صدر انجمن احمدیہ کے صدر، تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل اور افسر جلسہ سالانہ تھے۔ غالباً مہمانوں کو کھانا کھلا کر آ رہے تھے۔ شلوار پر سالن کا ایک بڑا سا تازہ نشان تھا۔ سہ پہر کا وقت تھا اور سائیکل پر کالج لاج کی سمت تشریف لے جا رہے تھے۔ خاکسار کو دیکھ کر سائیکل سے اتر پڑے۔ میں نے سائیکل پکڑنا چاہا تو حکماً مجھے منع فرما دیا۔ پیدل ہی باتیں کرتے ہوئے خاکسار کو اپنی رہائش گاہ تک لے گئے اور اندر بلالیا۔ جلسہ سالانہ کے مہمانوں کو کھانا کھلا کر اب خود تین بجے کے قریب اپنے گھر کھانا کھانے آئے تھے۔ میز پر جو کھانا ملازم نے رکھا وہ گھر کی پکی ہوئی ماش کی دال اور روٹی تھی۔ میں کھانا کھا کر آیا تھا۔ ساتھ بیٹھا باتیں کرتا رہا۔ حضور نے ابھی پہلا لقمہ ہی لیا تھا کہ ملازم نے دفتر کے کلرک کے آنے کی اطلاع دی۔ بلا تامل فرمایا کہ ان کو بھی یہیں بلالو۔ کلرک سے پوچھا "کھانا کھایا ہے؟" جواب ملا "ابھی نہیں"۔ ان کو بھی اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرلیا۔ کھانے کے دوران تمام وقت ان کی لائی ہوئی فائلیں دیکھتے رہے۔ ان پر احکامات لکھتے رہے اور جہاں ضرورت ہوئی زبانی ہدایات بھی دیتے رہے۔ خاکسار پاس بیٹھا سادگی اور وقار کے اس کوہ گراں کے طریق کار اور پرنور متبسم چہرے پر قربان ہوتا رہا۔

ادب گہ محبت

خلافت ثالثہ کے ابتدائی سالوں اور غالباً ۱۹۶۷ء کے اواخر کا واقعہ ہے۔ خاکسار کو بارڈر سکیم میں دو مربع زمین حکومت کی طرف سے الاٹ ہوئی تھی۔ کافی عرصہ بنجر پڑی رہی تھی۔ بالآخر خاکسار کو توفیق ملی اور محکمہ زراعت سے ٹیسٹ رپورٹ حاصل کرنے کے بعد اس کو صرف کثیر سے تیار کروایا۔ ٹیوب ویل لگوایا اور بالآخر محکمہ زراعت ہی کے مشورہ سے کئی سال کی محنت کے بعد اس میں گندم کی پہلی فصل کاشت کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان کی ماہرانہ رائے تھی کہ بیج سیڈ ڈرل (Seed Drill) کی مدد سے ڈالا جائے۔ چنانچہ اس پر بھی عمل کیا۔ بہترین کھاد مطلوبہ مقدار میں حاصل کرکے زمین میں ڈالی۔ اور اپنے سامنے بیجائی کروانے کے بعد وہاں سے پوری طرح مطمئن ہوکر لوٹا۔ انہیں دنوں ضلع سرگودھا میں حضور کی زمینوں پر بھی گندم کی کاشت ہو رہی تھی۔ ایک روز قصر خلافت میں دوران ملاقات گندم بونے کے طریق کا ذکر چھڑ گیا۔ حضورؒ نے اپنے پسندیدہ طریق کار کے فوائد بیان فرمائے۔ خاکسار نے دخل در معقولات کرتے ہوئے سیڈ ڈرل کی حمایت میں کچھ کہا حالانکہ اس ہیچمداں کا زراعت کا کل تجربہ یہ تھا کہ ابھی ابھی زندگی میں پہلی بار لوگوں سے پوچھ پوچھ کر گندم کا بیج اپنی زمین میں ڈلوا کر آ رہا تھا۔ اس گفتگو کے دوران ہی حضور اٹھ کر دفتر کے لئے روانہ ہوچکے تھے۔ ایک دو بار تو حضور نے میری تصحیح فرمانے کی کوشش کی لیکن "کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ" والا معاملہ ہوگیا۔ مجھ جاہل کے اصرار میں کوئی کمی نہیں آئی۔ بالآخر میری شامت اعمال نے مجھے جا لیا۔ حضور چلتے چلتے دفعتہً ٹھہر گئے۔ نظر بھر کے میری طرف دیکھا اور فرمایا "اچھا دیکھیں گے"۔ مجھے فوراً احساس ہوا کہ حماقت کر بیٹھا ہوں۔ لیکن پیشتر اس کے کہ قدموں سے لپٹ کر معافی مانگ سکوں۔ حضور اپنے دفتر کی سیڑھیوں پر قدم رکھ چکے تھے اور تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

خاکسار بسلسلہ ملازمت ان دنوں آزاد کشمیر میں متعین تھا۔ جنوری کے تیسرے ہفتے میں دو تین روز کی رخصت لے کر اپنی فصل دیکھنے آیا۔ بوائی کو پانچ چھ ہفتے گزر چکے تھے۔ بارشیں اس سال اچھی ہوئی تھیں۔ چاروں طرف گندم کے لہلہاتے کھیت بہار دے رہے تھے۔ میں نے راولپنڈی سے آتے ہوئے شاہدرہ پہنچ کر اپنی کار اپنی زمینوں کی طرف جانے والی سڑک (کالاختائی روڈ) پر موڑ دی۔ جب شاہدرہ سے چھٹے میل پر پہنچا اور کچھ دور سے اپنے رقبہ پر نظر ڈالی تو چاروں طرف سرسبز کھیتوں کے درمیان میرے دو مربعے بالکل چٹیل میدان اور ایک خاکی جزیرہ کا منظر پیش کر رہے تھے۔ قریب جاکر دیکھا تو پورے کھیت میں جو پچاس ایکڑ پر محیط تھا ایک دانہ بھی نہیں پھوٹا تھا۔ گھاس کا ایک پتہ بھی نہیں اگا تھا۔ اگر بیج میری اپنی نگرانی میں نہ ڈالا گیا ہوتا تو میں سمجھتا کہ میرے ساتھ دھوکا کیا گیا ہے اور بیج ڈالا ہی نہیں گیا۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار۔**

یہ واقعہ میرے لئے ذاتی طور پر تو ایک سانحہ تھا لیکن اسکی نوعیت ایسی تھی کہ ایک لطیفہ بن گیا۔ میرے جن دوستوں اور عزیزوں نے بلکہ میری اپنی رفیقہ حیات نے جب پہلی بار سنا تو ایک قہقہہ بےاختیار ان کے مونہہ سے نکل گیا۔ لیکن جب حضورؒ نے سنا تو ایسی تکلیف اور غم کے آثار چہرہ مبارک پر رونما ہوئے کہ میں پچھتایا کہ میں نے یہ حادثہ کیوں گوش گزار کیا۔ اصل میں جب حضور نے فرمایا تھا "اچھا دیکھیں گے" تو اس جملہ میں جاری شدہ قضاء و قدر کے بارے میں ایک خبر دی گئی تھی جس کو میرے دل نے اسی وقت پڑھ لیا تھا۔ اور جماعت احمدیہ کے سینکڑوں افراد اس بات کے گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ خاص الخاص سلوک حضور کے ساتھ تھا کہ وہ اپنے تصرف اور قدرت کاملہ سے بظاہر سرسری کلام میں آئندہ آنے والے واقعات کی خبریں حضور کی زبان پر جاری فرما دیا کرتا تھا۔ "اچھا دیکھیں گے" کے الفاظ میں جو "مصفّیٰ غیب" تھا۔ اس کو کچھ میں ہی سمجھ سکتا ہوں۔ میری زمین نے جو نقشہ بعد میں پیش کیا وہ دیکھے بغیر تصور میں بھی نہیں آسکتا تھا۔

دوسری بات جو اس واقعہ سے کھل کر سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مقام خلافت کے لئے ازحد غیرت مند ہے۔ منکرین کے لئے تو اس کی قضا و قدر جاری ہوچکی ہے۔ اس لئے ان کی گستاخیوں پر ڈھیل بھی مل جاتی ہے لیکن مومنوں کا معاملہ مختلف ہے۔ خلافت کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر دن رات رحمت اور نصرت کے نشانات کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ جس کا لازمی اقتضاء یہ ہے کہ وہ اپنے عرفان و آگہی نیز اطاعت، خاکساری اور پاس ادب میں نمایاں پیش رفت کا مظاہرہ کریں۔ اگر اس میں کوتاہی واقع ہو تو بعض دفعہ اسی وقت تادیب کا عمل ظہور میں آتا ہے اور اس کے پیچھے بھی دراصل اللہ تعالیٰ کا پیار کارفرما ہوتا ہے۔"

وہ ادب گہ محبت وہ نگہ کا تازیانہ

السّحاب المسخّر

اوائل جنوری ۱۹۷۹ء میں میرے بیٹے ماجد احمد کی دعوت ولیمہ کی تقریب ہوئی تھی جس میں شرکت کے لئے حضورؒ نے اس ناچیز کی درخواست قبول فرما لی اور اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اس کے لئے ربوہ سے لاہور کا سفر اختیار فرمایا۔ ظہرانہ کی دعوت تھی جس کے لئے باقی انتظامات مکمل تھے۔ اگلے دن صبح صرف کھانا پکنا تھا کہ رات کو بادل گھرنا شروع ہوگئے۔ طبیعت میں سخت گھبراہٹ طاری ہوئی کہ اگر بارش ہوگئی تو کیا ہوگا۔ کھانا پکانے کا انتظام بھی ایک کھلے قطعہ میں تھا۔ وہ بھی نہیں پک سکے گا۔ مہمانوں کی نشست اور طعام کا انتظام شامیانوں میں تھا۔ اگر بارش ہوگئی تو سب کچھ درہم برہم ہو جائے گا۔ حضورؒ اس غریبانہ دعوت میں شرکت کے لئے طویل سفر طے کرکے لاہور پہنچ چکے تھے اور محترم چودھری حمید نصراللہ صاحب کی کوٹھی میں قیام پذیر تھے۔ اگر تقریب منعقد نہ ہوسکی تو حضور کو کیا مونہہ دکھاؤں گا۔ غرض وہ رات ایک عجیب گھبراہٹ کے عالم میں گزری۔ صبح اٹھا تو دیکھا کہ کھانا پکنا شروع ہوچکا ہے۔ مگر آسمان پر سخت کالے بادل چھائے ہوئے تھے اور اپنی گرج اور کڑک سے ہمارے دلوں کو دہلا رہے تھے۔ دعا کے سلسلہ میں ایک اور پیچیدگی یہ پیدا ہوگئی کہ سردیوں کی بارش اس سال کہیں بھی نہیں ہوئی تھی جس کی وجہ سے ملک میں خشک سالی کا دور دورہ تھا اور ربیع کی فصل کو سخت نقصان پہنچ رہا تھا۔ بارانی علاقہ جات میں استسقاء کی نمازیں بھی پڑھی جاچکی تھیں۔ ایسے حالات میں یہ دعا کرنا کہ بارش نہ ہو بڑا ہی سخت دلی کا کام محسوس ہو رہا تھا۔ اگر حضورؒ کو شرکت کی تکلیف نہ دی ہوئی ہوتی تو میں ایسی سو دعوتوں کو ملک کی خوشحالی پر قربان کرسکتا تھا۔ مگر اب معاملہ مختلف تھا اور یہ بھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ دعا کروں تو کیا کروں۔ بالآخر دل بےقرار نے اسی نکتہ سے قرار حاصل کیا جو حضورؒ سے ہی سنا تھا اور وہ یہ تھا کہ جو حالات اور عوامل انسانی اختیار سے باہر ہوں ان کے نتائج اور عواقب کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی حکمت کاملہ اور قدرت مطلقہ کے سپرد کرکے پورے شرح صدر کے ساتھ راضی برضائے الٰہی ہو جانا چاہئے کہ یہی عبد مومن کو سزاوار ہے۔

گیارہ بجے کے قریب ایک ضروری کام سے شہر گیا۔ بیڈن روڈ پہنچا تو بارش بھی شروع ہوگئی اور اتنے زور کی ہوئی کہ دیکھتے دیکھتے پانی ہی پانی ہوگیا۔ واپسی پر بارش کی شدت کی وجہ سے کار چلانا بھی دشوار تھا اور چشم تصور میں جو منظر آنکھوں میں پھر رہا تھا وہ گرے ہوئے شامیانوں، بجھے ہوئے چولہوں اور نشیبی پانی میں تیرتی ہوئی دیگوں کا تھا۔ مگر الحمدللہ کہ اپنے آقا کی تعلیم کے زیر اثر میرا دل اس وقت بالکل پرسکون تھا اور مشیت ایزدی پر راضی۔

مگر پھر میری چشم حیران کو میرے رب نے اپنی قدرت کاملہ کا وہ منظر دکھایا جو میرے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا۔ جونہی میں نے میاں میر کے پل کو عبور کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بادل تو اسی طرح ہیں مگر بارش کا چھاؤنی میں ایک قطرہ بھی نہیں گرا تھا۔

ڈیڑھ بجے کے قریب حضورؒ ظہرانہ میں تشریف لائے۔ باقی مہمان پہلے ہی پہنچ چکے تھے آتے ہی فرمایا موقیع! ان بادلوں کو صرف تمہاری دعوت کے ختم ہونے کا انتظار ہے۔ کھانا لگوا دو"۔ فوراً تعمیل کی گئی مگر اس کے باوجود کھانا لگنے میں اور خور و نوش میں اور مہمانوں سے حضور کی ملاقات میں ایک سے ڈیڑھ گھنٹہ تو لگ ہی گیا۔ دعوت بڑے اطمینان سے دعا پر ختم ہوئی۔ اور حضور دلہن کو (جو حضور کی بھتیجی تھیں) دیکھنے کے لئے مکان کے اندر تشریف لے گئے۔ اور باقی مہمان رخصت ہونے لگے۔ ساتھ ہی ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہوگئی۔ دس پندرہ منٹ تک یہی کیفیت رہی۔ اتنے میں حضورؒ بھی مع حضرت بیگم صاحبہ اندر سے تشریف لے آئے اور واپسی کے لئے کار میں بیٹھ گئے۔ جونہی حضور کی کار ہمارے گیٹ سے باہر نکلی، بارش کا ایسا سخت ریلا آیا کہ چند منٹ میں ہی وہ لان جہاں دعوت ولیمہ ہوئی تھی اور وہ قطعہ جہاں کھانا پکا تھا پانی کے ایک وسیع تالاب میں تبدیل ہوگئے۔ **سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔**

لا ریب کہ زمین و آسمان کے درمیان چلنے والی تمام ہوائیں اور ان کے دوش پر سفر کرنے والے بادل اور ان بادلوں سے ٹپکنے والا بارش کا ہر قطرہ اور ہوا کے جھونکے سے گرنے والا ہر پتہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے اذن کے تابع ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اپنے اقتدار اعلیٰ اور اختیار مطلق کو اپنے برگزیدوں کی حمایت میں استعمال فرماتا ہے۔ اور انسان اپنے ناقص علم اور محدود تجربہ کی کسوٹی پر اس کی لامحدود قدرتوں کا احاطہ کرنے سے یکسر قاصر ہے۔

عالی ظرفی اور سیر چشمی

پندرھویں صدی ہجری کو حضور اذن الٰہی سے اسلام کی فتح کی صدی قرار دیتے آ رہے تھے۔ چودھویں صدی کے آخری ایام میں خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع سے ایک ولولہ انگیز خطاب کرتے ہوئے حضور نے پھر یہ بشارت دی کہ آنے والی صدی میں تمام باطل معبود ختم ہو جائیں گے اور خدائے ذوالجلال و الاکرام کی توحید پوری شوکت کے ساتھ دنیا میں قائم ہو جائے گی۔ انہی دنوں حضور کے فرزند اصغر صاحبزادہ مرزا لقمان احمد کا رشتہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ کی دختر سے طے ہوا تھا۔ چنانچہ حضور کے قلب صافی میں یہ تحریک بھی پیدا ہوئی کہ آنے والی مبارک صدی کا استقبال خوشی کی ایک علامتی تقریب سے کیا جائے۔ اور اس کی صورت یہ ہو کہ پندرھویں صدی کا چاند طلوع ہوتے ہی چند نکاحوں کا اعلان بھی حضور فرما دیں۔

مقررہ تاریخ کو نئی صدی ہجری کا پہلا چاند دیکھ کر جب حضور نکاحوں کا اعلان کرنے کے لئے مسجد مبارک میں کھڑے ہوئے تو تین نکاحوں کے فارم حضور کے سامنے پیش کئے گئے۔ ایک حضور کے بیٹے صاحبزادہ مرزا لقمان احمدؒ کے نکاح کا فارم تھا اور دو اس کے علاوہ تھے۔ ہم سب یہی سمجھ رہے تھے کہ حضور سب سے پہلے اپنے فرزند کے نکاح کا اعلان فرمائیں گے۔ ان کے رشتہ کا فیصلہ ہی اس تقریب کا محرک اول تھا۔ اور یوں بھی ان تینوں نکاحوں میں جن کا اعلان ہونا تھا صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب کا نکاح ہر پہلو سے اولیت کا مستحق تھا۔ مگر ہوا یہ کہ حضور نے دوسرے دونوں نکاحوں کا اعلان پہلے فرمایا اور اپنے لخت جگر کا نکاح سب سے آخر میں رکھا۔ اللہ اللہ! کیا عالی ظرفی۔ کیا سیر چشمی اور کیا حوصلہ تھا میرے آقا کا۔ اس مختصر سی تقریب کی تاریخی اہمیت کا حضور سے زیادہ کس کو شعور ہو سکتا تھا۔ حضور خود ہی اس کے بانی، محرک اور مہتمم تھے۔ لیکن جب تاریخ لکھنے اور خوشیاں تقسیم کرنے کا وقت آیا تو دست سخاوت پہلے اپنے غلاموں کی طرف بڑھایا اور سب سے آخر میں اپنے بیٹے کی طرف۔ **اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْ عَلَیْہِ اَنْوَارَ رَحْمَتِکَ اِلَی الْاَبَدِ۔**

تبرک

روایت ہے کہ امیر خسرو دکن کی ایک مہم سے فتحیاب ہو کر اپنے زیر کمان لشکر کے ساتھ واپس دہلی آ رہے تھے۔ ذاتی اسباب میں مال و دولت۔ زر و جواہر اور دیگر قیمتی تحائف سے لدے ہوئے سینکڑوں گھوڑے، خچر اور رتھ ساتھ تھے۔ آخری پڑاؤ دہلی کے قریب ہی تھا۔ لشکر کی آمد کی خبر سن کر امیر خسرو کا ایک مفلوک الحال پیر بھائی بھی وہاں آگیا۔ اس نے سنایا کہ فاقہ کشی سے مجبور ہو کر اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کی خدمت میں دست سوال لے کر گیا تھا۔ اتفاق سے حضرت اسی وقت اپنا سب کچھ تقسیم کرکے فارغ ہوئے تھے پاؤں میں پاپوش ہی رہ گئی تھی وہی اتار کر مرحمت فرما دی۔ وہ پاپوش یہی ہے جو میں پہنے ہوئے ہوں مگر ناپ میں بڑی ہے۔ چلنے میں دقت ہوتی ہے۔ امیر خسرو نے پوچھا "کیا تم یہ بیچنا چاہتے ہو۔ میں خرید لوں؟" جواب ملا "ضرور خرید لیں"۔ پوچھا "قیمت کیا مانگتے ہو؟" جواب ملا "جو آپ مناسب سمجھیں دے دیں"۔ امیر خسرو نے اسی وقت تمام مال و دولت اور زر و جواہر جو وہ لا رہے تھے مع تمام سواری کے جانوروں کے اپنے پیر بھائی کے حوالے کئے اور جوتیاں خرید لیں اور اپنے سفر کی آخری منزل میں یہی سر پر اٹھائے ہوئے شاداں و فرحاں دہلی میں وارد ہوئے۔

مجھ ذرہ خاک کا ستارہ ایک روز اس طرح چمکا کہ ۱۹۸۰ء کے اواخر میں ایک کام سے حضور کے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے دفتر میں گیا۔ غالباً کچھ تحریری کام وہاں بیٹھ کر مکمل کرنا تھا اور پیش کرنا تھا۔ محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ان دنوں پرائیویٹ سیکرٹری کے فرائض سر انجام دے رہے تھے۔ کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ بوٹوں کے جوڑے پہن پہن کر دیکھ رہے ہیں اور لے جا رہے ہیں۔ خاکسار اپنے کام میں منہمک تھا اس طرف غور نہیں کیا۔ کچھ دیر بعد میں نے یونہی کسی سے پوچھا کہ یہ بوٹ کیسے ہیں۔ بتایا گیا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے مستعمل بوٹ تقسیم ہو رہے ہیں۔ اب میں چوکنا ہوا۔ دیکھا تو آخری جوڑا رہ گیا تھا اور ایک محترم مولانا صاحب اس کو پہن رہے تھے۔ میں حسرت سے دیکھ ہی رہا تھا کہ انہوں نے یہ کہہ کر بوٹ واپس رکھ دیئے کہ "سائز بڑا ہے"۔ میں فورا جھپٹا اور دونوں بوٹ پاؤں میں ڈال لئے۔ ڈھیلے کچھ مجھے بھی تھے مگر میں نے اس صفائی سے اپنی ایڑی پیچھے کرکے پہنے کہ بالکل فٹ آگئے۔ اور محترم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے وہ مجھے عنایت فرما دیئے۔ حضور کے یہ پاپوش مبارک میرا سرمایہ ہیں۔ جب بھی کوئی سخت مرحلہ در پیش آتا ہے تو یہی پہن کر جاتا ہوں۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے ایک محبوب بندہ کی جوتیوں کے صدقے میری عزت رکھ لیتا ہے۔ کسی میں مجال نہیں کہ اس سے پوچھ سکے کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے۔ **لا یسئل عما یفعل و هم یسئلون۔**

میں اپنے ورثاء کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ ہمیشہ اس تبرک کی حفاظت کرتے رہیں اور خواہ کیسا ہی سخت وقت ان پر آئے اسے کسی امیر خسرو کے پاس فروخت کرنے کا خیال بھی دل میں نہ آنے دیں۔

قبولیت دعا کا ہتھیار

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دعا کے لئے لکھنے کی بچپن سے عادت تھی۔ اور اللہ تعالیٰ کا جو سلوک حضور کے ساتھ قبولیت دعا کے سلسلہ میں تھا وہ اس قدر اعجازی تھا کہ حضور کی دعائیں ہم گنہگاروں کی زندگی کا ستون بن گئی تھیں۔ حضور کی زندگی میں کبھی یہ گمان بھی نہیں ہوا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ہم ہوں اور یہ ستون نہ ہو۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی وفات ایک ایسا سانحہ تھا جس نے ایک عرصہ تک دل و دماغ کو ماؤف کئے رکھا۔ باوجودیکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے عقیدت و محبت اور وفاداری کا بہت پرانا، ہمہ جہتی اور جاری و ساری تعلق تھا۔ لیکن ابتدائے خلافت میں ذہن اس طرف گیا ہی نہیں کہ حضور کی دعاؤں سے استمداد کا بھی ویسا ہی تعلق استوار کیا جائے جیسا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے تھا۔ صد حیف کہ پہلے پانچ چھ سال سراسر غفلت میں گزار دیئے لیکن بالآخر جب اس طرف توجہ پیدا ہوئی اور ایک سخت مشکل صورت حال میں حضور کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا تو پہلے خط کے نتیجے میں ہی اللہ تعالیٰ کی ایسی تائید و نصرت نازل ہوئی جس نے کھول کر بتا دیا کہ ہمارا خدا حی و قیوم بھی ہے اور قادر کل بھی۔ اس کی تمام صفات ازلی و ابدی ہیں۔ جن کی رونمائی اور جلوہ گری کے لئے وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ اس کی قدرت کاملہ کے لئے یہ بالکل آسان ہے کہ وہ جب بھی اور جس کسی کو بھی خلافت حقہ کی خلعت سے نوازے اسے قبولیت دعا کا ہتھیار بھی عطا فرمادے۔ تا اس برگزیدہ کی دعاؤں سے ہزاروں لاکھوں بندگان خدا کے مصائب دور ہوں اور بوجھ ہلکے ہوں۔ تا بیمار شفایاب ہوں، اندھے بینا ہوں اور مردے زندہ ہو جائیں۔ تا دنیا پر یہ واضح ہو جائے کہ خدائے قادر و توانا کس کی حمائت میں ہے اور تا مسیح محمدی کی یہ تحدی اذن الٰہی سے ہر زمانے میں پوری شان سے اپنا اعجاز دکھاتی رہے کہ

الا اے منکر از شان محمدؐ
ہم از نور نمایان محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی قبولیت دعا کے نشانات کا بیان اس گنہگار شرمسار کے لئے کوئی آسان کام نہیں۔ خاکسار کسی دینی مہم پر تو تھا نہیں۔ خالصۃً غم روزگار اور کسب معاش کے جھمیلوں میں اور ان سے پیدا ہونے والی مشکلات کی دلدل میں پھنسا ہوا تھا۔ ان کا تفصیلی بیان اپنی ہی غفلتوں، کوتاہیوں، بے مائیگیوں اور شرمساریوں کی داستان ہوگی۔ اور اب جبکہ اپنے پیارے کی دعاؤں کو سن کر میرے رب نے وہ وقت ٹال دیا ہے۔ ہر مشکل کو آسان کیا۔ میرے گناہوں اور خطاؤں سے صرف نظر فرماتے ہوئے زندگی کے ہر کٹھن موڑ پر دستگیری فرمائی۔ ہمیشہ میرا پردہ رکھا۔ تو میں کس طرح اور کس کے آگے ان تفصیلات کو بیان کروں۔ مگر یہ تو مسئلہ کا صرف ایک پہلو ہے۔

خاکسار نے اس اظہاریئے کا عنوان "یادوں کے چراغ" رکھا ہے۔ (نہیں معلوم کہ چھاپنے والے اس عنوان کو رہنے دیں گے یا ایک جنبش قلم سے بدل دیں گے) لیکن حقیقت یہ ہے کہ اب جبکہ اپنے آقا کی قبولیت دعا کے ان نشانات پر نظر ڈالتا ہوں جو اس ناچیز (فرد واحد) کی نجی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ کی حمائت میں نازل فرمائے۔ تو بات ایک دو یا چار چراغوں کی نہیں رہتی۔ یہ تو ایک شہر چراغاں ہے جو چشم تصور میں روشن ہوگیا ہے۔ ایک دریائے نور ہے جو بہہ رہا ہے۔ جو میرے رب کی رحمت اور مغفرت اور ستاری اور مشکل کشائی کے جلووں سے عبارت ہے۔ ان کے شمار کی کوشش بھی ناقدر شناسی کا ایک پہلو یا شائبہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ مختصر یہ کہ بہت دفعہ یوں ہوا کہ حضور کی خدمت میں دعا کے لئے خط لکھا اور جس ڈاک سے حضور کا جواب باصواب آیا اسی ڈاک سے اللہ تعالیٰ نے میری مشکل بھی حل فرما دی۔ ایسا بھی ہوا کہ حضور کا جواب ابھی پہنچا بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مصیبت دور فرما دی۔ ایسا بھی ہوا کہ دعا کی درخواست لکھ کر خط پوسٹ ہی کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد پہنچ گئی۔ ایسا بھی ہوا کہ خط لکھ کر پوسٹ کرنے کی نیت سے بریف کیس میں رکھا ہی تھا کہ ہمارے علیم و خبیر خدا نے حکم "کن" جاری فرما دیا۔ بلکہ ایک دفعہ تو ایسا بھی ہوا اور یہ ناقابل فراموش تجربہ بیان کر ہی دوں کہ خاکسار کو ساٹھ ہزار روپے کی فوری اور اشد ضرورت تھی جس کی ادائیگی صبح دفتر میں پہنچتے ہی کرنا تھی۔ اور اس رقم کی فراہمی کی کوئی صورت نہیں بن سکی تھی۔ میں صبح وقت مقررہ پر تیار ہو کر جب دفتر جانے لگا تو اپنے ڈرائنگ روم میں سے گزرتے ہوئے خیال آیا کہ اب جبکہ سب دروازے بند ہیں اور میری تمام تدبیریں ناکام ہوچکی ہیں تو اپنا آخری حربہ بھی استعمال کرلوں۔ یعنی اپنے پیارے آقا کو بھی دعا کے لئے خط لکھ دوں۔ چنانچہ خاکسار نے اسی وقت حضور کی خدمت میں دعا کے لئے خط لکھنا شروع کیا کہ مجھے ایک فوری ضرورت درپیش ہے۔ حضور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حضور کے اس غلام کی مشکل کشائی فرمائے. .... میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ابھی میرا قلم یہیں تک پہنچا تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ میں قلم خط پر رکھ کر ٹیلیفون سننے کے لئے گیا تو وہ ہمارے مینجر صاحب کا فون تھا۔ جنہوں نے اطلاع دی کہ "ابھی ابھی ہمارا ایک کارندہ ساٹھ ہزار روپیہ لے کر پہنچا ہے۔ میں اس روپے کو بنک میں جمع کرادوں یا نقد اپنی تحویل میں رکھوں" **سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم۔**

اتنے نشانات اس چشم گنہگار نے دیکھے ہیں کہ اب میرے لئے ذاتی طور پر بہت خوف کا مقام ہے۔ ہر خارق عادت نشان دیکھنے کے بعد دیکھنے والے اللہ تعالیٰ کی حجت کے نیچے آ جاتے ہیں۔ اور ان پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے اندر بھی ایک خارق عادت تبدیلی پیدا کریں۔ یہ خاکسار خلافت ثانیہ اور خلافت ثالثہ اور خلافت رابعہ کے ادوار میں بے شمار نشانات کا عینی شاہد رہا ہے۔ مگر اپنے رب سے شرمندہ ہے کہ وہ خارق عادت تبدیلی جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمام خوارق کی جڑ قرار دیتے ہیں ابھی تک اس گنہگار خطاکار کی پہنچ سے بہت دور ہے۔ قارئین کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس عاجز کی شرمندگی کو ہی قبول فرماتا رہے اور تا دم آخر اپنی ستاری اور غفاری کا سلوک جاری رکھے۔

آخری ملاقات

۲۶ مئی ۱۹۸۲ء کو جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بیت الفضل اسلام آباد میں قیام فرما تھے حضور کو دل کی تکلیف ہوگئی اور ۳۱ مئی کو دوبارہ سخت تر حملہ ہوا۔ خاکسار اس وقت لاہور میں تھا۔ اس دوسرے حملے کے بعد سے خاکسار کا یہ معمول تھا کہ سہ پہر اڑھائی بجے کی فلائیٹ سے اسلام آباد چلا جاتا اور خیریت دریافت کرکے رات کی فلائیٹ سے لاہور واپس آ جاتا۔ حضور سے ملاقات کا تو سوال ہی نہیں تھا۔ ڈاکٹروں نے مکمل پابندی عائد کی ہوئی تھی۔ اور نہ ہی یہ ناچیز حضورؒ کے کسی کام آ سکتا تھا۔ لیکن یہ روزانہ کی حاضری میری اپنی ضرورت بن گئی تھی۔ بیت الفضل میں داخل ہوتے ہی حضور کی قربت کے احساس سے ایسا سکون دل مضطرب کو حاصل ہوتا کہ واپس آنے کو دل نہیں چاہتا تھا۔

آخری بار غالباً ۶ جون کو اسلام آباد گیا تھا۔ جب میں بیت الفضل سے واپسی کے لئے اٹھا تو صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب نے اشارے سے مجھے اپنے پیچھے آنے کے لئے کہا اور جس کمرے میں حضور صاحب فراش تھے۔ اس کے سامنے پہنچ کر پیشتر اس کے کہ میں منع کر سکوں۔ انہوں نے حضور کے کمرے کا دروازہ کھول دیا اور مجھے اندر کردیا (بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ میری اہلیہ نے انہیں فون کردیا تھا کہ حضور سے ملوادیں اور انہیں یہ بھی تاکید کی تھی کہ ان کے ٹیلیفون کا مجھ سے ذکر نہ کریں۔)

حضور کروٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے اور دروازے کی طرف پیٹھ تھی۔ چنانچہ خاکسار پلنگ کا چکر کاٹ کر حضور کے سامنے پہنچا اور سلام عرض کیا۔ حضور نے مصافحہ کے لئے بستر پر ہاتھ میری طرف بڑھا دیا جسے خاکسار نے دونوں ہاتھوں میں لے کر بوسہ دیا۔ کیا معلوم تھا کہ یہ اس مقدس ہاتھ کا آخری مصافحہ ہے جو مجھے نصیب ہوگا۔ حضور پر نقاہت اور نیم غنودگی کی سی کیفیت طاری تھی۔ اور میں دل ہی دل میں پشیمان تھا کہ حضور کو میری وجہ سے تکلیف ہوئی۔ کہ اتنے میں حضور نے اہل خانہ سے نحیف آواز میں پوچھا "موقیع کو چائے دی؟" صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب نے تسلی دی کہ انہوں نے چائے پی لی ہے۔ میں تو ویسے ہی شرم سے گڑا جا رہا تھا اور زبان گنگ تھی۔ آہستہ سے سلام عرض کیا اور واپس آ گیا۔

تا دم آخر کبھی وہم بھی نہیں ہوا تھا کہ حضور داغ مفارقت دے جائیں گے۔ اس سے قبل جب کبھی اپنے خاتمہ بالخیر کے بارے میں خیالی پلاؤ پکاتا تو ہمیشہ یہی تصویر سامنے آتی کہ حضور کو خاکسار کی وفات کی اطلاع دی گئی۔ حضور نے فرمایا میں خود جنازہ پڑھاؤں گا۔ قطعات کے نقشے ملاحظہ فرما کر خود میری قبر کی جگہ متعین فرمائی۔ کبھی بہت ہی سرمستگی کے عالم میں ہوتا تو یہ بھی دیکھتا کہ حضور خود بنفس نفیس میری تدفین میں موجود رہے اور دعا کروائی۔ کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ یہ کان حضور کے وصال کی خبر سنیں گے یہ آنکھیں حضور کا آخری دیدار کرنے کے لئے کھلی رہیں گی۔ اور یہ غلام جاں نثار حضور کے آخری سفر میں کاندھا دینے کے لئے موجود رہے گا۔ مگر۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر۔

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

(مینیجر)

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW

FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:

TEL: 0141-777 8568
FAX: 0141-776 7130

پاکستانی ملاؤں کا گھناؤنا کردار

(رشید احمد چوہدری)

پاکستان میں فرقہ مولویاں میں سے ایک طبقہ ایسا ہے جو اپنی ساری طاقتیں احمدیت کے خلاف استعمال کرنے کو خدمت اسلام گردانتا ہے۔ احمدی مسلمانوں کو دیکھ کر اس کی رگ شرارت پھڑک اٹھتی ہے اور وہ انہیں تنگ کرنے کی نت نئی ترکیبیں سوچتا ہے۔ اگر ممکن ہو تو وہ ان پر جھوٹے مقدمات درج کرانے سے بھی دریغ نہیں کرتا پھر عدالتوں کے باہر جلوس نکال کر اپنی طاقت کا مظاہرہ کر کے وہ ان کی ضمانتیں تک نہیں ہونے دیتا اور جھوٹی گواہیاں دے کر عدالت سے ان کو سزا دلوانے میں ایک گونہ خوشی محسوس کرتا ہے اور اپنے تئیں سمجھتا ہے کہ اس نے اسلام کی خدمت کا حق ادا کر دیا ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ پاکستان میں ایک شخص جب چاہے کسی بھی احمدی کو مقدمہ میں الجھا کر گرفتار کروا سکتا ہے۔ ان حالات میں بھی احمدی مسلمان فریضہ تبلیغ سے غافل نہیں اور باوجود بے شمار مشکلات کے اور متعدد مقدمات کے وہ پیغام حق کی اشاعت کا کام کرتے چلے جاتے ہیں اور مقدمات کی پرواہ تک نہیں کرتے۔ مگر بارہا ایسا بھی ہوا ہے کہ راہ چلتے ان کو پکڑ لیا گیا اور جرم یہ بنا دیا گیا کہ انہوں نے فلاں شخص کو تبلیغ کی ہے یا لٹریچر پڑھنے کے لئے دیا ہے۔

ذیل میں چند تازہ واقعات احباب کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں جن میں ان مخالفانہ مولویوں کا گھناؤنا کردار واضح ہوتا ہے:

○ ○

سیالکوٹ۔ جرمنی سے محمد شہزاد صاحب حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں کہ ان کے ایک دوست اعجاز احمد صاحب جو ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں کے رہنے والے ہیں اور ان کو تبلیغ کا بہت شوق ہے۔ ایک دن بس کے سفر کے دوران چند غیر احمدی حضرات سے گفتگو کر رہے تھے اور ملاؤں کی جماعت کے بارہ میں پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کے ازالہ کی کوشش کر رہے تھے تو انہیں محسوس ہوا کہ یہ لوگ بڑی توجہ سے ان کی باتیں سن رہے ہیں اور کافی دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں۔ چنانچہ سفر کے اختتام پر جب انہوں نے اعجاز احمد صاحب سے درخواست کی کہ وہ ان کے شہر آئیں اور مزید باتیں احمدیت کے بارہ میں ان کو بتائیں تو اعجاز احمد صاحب نے بلا حیل و حجت ان کی بات مان لی اور اس سے اگلے دن اپنے ساتھ ایک اور احمدی نوجوان نصیر احمد کو لے کر بس کے ذریعہ ان کے شہر پہنچ گئے جہاں وہ ان کے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ ان کو اپنے گھر لے گئے اور چائے وغیرہ پیش کی۔

دوران گفتگو ایک شخص نے ان کو احمدیہ لٹریچر بھی دکھایا اور بتایا کہ ان کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ اسی دوران ان میں سے ایک شخص باہر چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد ایک مولوی اور ایک پولیس کے سپاہی کو ساتھ لے کر واپس آیا۔ مولوی صاحب نے آتے ہی احمدیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ انہیں گرفتار کر لیا جائے کیونکہ یہ احمدی ہیں اور ہمیں تبلیغ کر رہے ہیں۔ ثبوت کے طور پر انہوں نے وہ احمدیہ لٹریچر بھی دکھایا جو ان کے پاس پہلے سے موجود تھا۔ چنانچہ دونوں احمدیوں کو پولیس گرفتار کر کے لے گئی اور ان پر تبلیغ کے سلسلہ میں مقدمہ قائم کر دیا گیا۔ دونوں آج کل سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں ہیں۔ یہ واقعہ ۱۷ اپریل کو پیش آیا۔

○ ○

ایبٹ آباد۔ ایبٹ آباد، مانسہرہ اور داتا وغیرہ کا علاقہ ایسا ہے کہ جہاں مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولویوں نے ایک عرصہ سے احمدی مسلمانوں کا عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے۔ ان کا مکمل سوشل بائیکاٹ کیا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ اشیائے خوردنی تک حاصل کرنا دشوار ہے۔ سواریوں پر کوئی نہیں بٹھاتا، سکول کے بچوں کو کڑکڑاتی دھوپ میں میلوں پیدل چلنا پڑتا ہے۔ اس علاقہ میں تقریباً سب احمدیوں پر مقدمات ہیں۔ عدالت تاریخ پر تاریخ ڈالتی رہتی ہے اور انہیں اپنے تمام کام چھوڑ کر صبح سے شام تک عدالت کے دروازے پر بیٹھنا پڑتا ہے۔ اور ہر طرح کی جسمانی اور ذہنی اذیت برداشت کرنا پڑتی ہے۔ مخالفین احمدیت جتھے بنا کر اور مسلح ہو کر عدالتوں کے باہر تاریخ پیشی پر جمع ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے احمدی مسلمانوں کا عدالت میں جانا بھی غیر محفوظ ہو گیا ہے۔

وہاں کے ایک احمدی نوجوان جو ائر ٹریفک کنٹرول آفیسر سول ایوی ایشن اتھارٹی میں ملازم ہیں حضور اقدس کی خدمت میں ایک خط میں لکھتے ہیں کہ ایبٹ آباد کے احمدی تنولی ہاؤس میں جمعہ ادا کیا کرتے تھے۔ ۱۲ جنوری ۱۹۹۶ء کو جب وہ حسب معمول جمعہ کی نماز ادا کر کے باہر نکلے تو تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں نے پہلے سے طے شدہ منصوبہ کے تحت ان پر حملہ کر دیا اور کہا کہ تم نماز کیوں پڑھتے ہو، اذان کیوں دیتے ہو۔ ان کے ہمراہ پولیس بھی تھی جو انہیں گرفتار کر کے تھانہ لے گئی اور سب کے خلاف زیر دفعہ ۲۹۸/سی تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ درج کر لیا گیا۔ وہ لکھتے ہیں کہ مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۹۶ء کو جب خاکسار سرکاری کام کے سلسلہ میں اسسٹنٹ کمشنر سے ملنے گیا ہوا تھا کہ پولیس نے مجھے گرفتار کر لیا اور جیل بھجوا دیا۔ ۴۷ دن جیل کاٹنے کے بعد اب رہائی ہوئی ہے۔

مزید بر آں جب میں اپنی ڈیوٹی پر پہنچا تو محکمہ والوں نے مجھے جیل جانے کی وجہ سے نوکری سے معطل کر دیا۔ ایبٹ آباد میں مولویوں کے ایک وفد نے ڈپٹی کمشنر پر دباؤ ڈال کر تنولی ہاؤس کو جہاں احمدی مسلمان نمازیں ادا کرتے تھے سر بمہر کر دیا ہے۔ اس طرح ان کو عملاً نماز با جماعت کی ادائیگی سے روک دیا گیا ہے۔

اوکاڑہ۔ منڈی احمد آباد ضلع اوکاڑہ کے ایک احمدی مسلمان چوہدری نصیرالدین کے خلاف مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۹۶ء کو تبلیغ کی وجہ سے ایک مقدمہ درج کیا گیا جس کی اطلاع دیتے ہوئے "روزنامہ صداقت، لاہور" اپنی ۲۷ فروری ۱۹۹۶ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

"تفصیلات کے مطابق نصیر احمد قادیانی عرصہ دراز سے قادیانیت کی تبلیغ کر رہا ہے اور عید سے چند روز قبل اس نے اپنی بہن اور دیگر دو قادیانی عورتوں کے ذریعہ غریب گھرانوں میں عید گفٹ بھی بھیجے جو ان لوگوں نے سڑک پر پھینک دیئے۔ ممتاز عالم دین اور جامع مسجد حق چاریار کے خطیب جمیل احمد قادری نے نصیر احمد قادیانی کو قادیانیت کی تبلیغ سے منع کیا تو اس نے مولانا جمیل احمد قادری کو گریبان سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے قتل کی دھمکیاں دیں۔ جب شہر میں اس واقعہ کی خبر پھیلی تو شہریوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی اور وہ ہزاروں کی تعداد میں تھانہ منڈی احمد آباد پہنچ گئے جن میں تمام مکتبہ فکر کے علمائے کرام بھی شامل تھے۔ پولیس نے نصیر احمد قادیانی کے خلاف مقدمہ درج کر کے اسے گرفتار کر لیا"۔

واقعات کے مطابق مولوی محمد جمیل جو مسجد کا امام ہونے کے ساتھ قہوہ خانہ بھی چلاتا ہے جماعت کے سخت مخالفین میں سے ہے اس نے پولیس کو ایک درخواست دی جس میں لکھا:

"۲۲/۲۳ ماہ رمضان کے دوران نصیرالدین گجر قادیانی نے دو نامعلوم قادیانی عورتیں جو اوکاڑہ سے آئی ہوئی تھیں ان کے ہمراہ اپنی ہمشیرہ کو ساتھ ملا کر عبداللطیف موچی مرحوم کے گھر تبلیغ کے لئے بھجوائیں اور وہ ان کے گھر راشن وغیرہ بھی لے گئیں۔ محمد اصغر والد عبداللطیف موچی نے راشن وغیرہ جو قادیانی عورتیں ان کے گھر دے گئی تھیں باہر پھینک دیا اور وہ عورتیں منڈی احمد آباد کے کئی گھروں میں جاتی دیکھی گئیں اور تبلیغ کرتی رہیں"۔

"نصیرالدین نے مجھے جان سے مار دینے کی دھمکی دی اور مجھے بازو سے جھنجھوڑتے ہوئے کہا کہ میں تمہیں آج قتل کر دونگا"۔

"علاوہ ازیں نصیرالدین نے اپنے مکان کے باہر قرآنی آیت "الیس اللہ بکاف عبدہ" نمایاں کر کے تحریر کیا ہوا ہے"۔

نصیرالدین اس وقت ساہیوال جیل میں ہیں۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ ان پر آشوب حالات میں پاکستان میں بسنے والے احمدی مسلمانوں کے لئے خاص طور پر دعائیں کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ان نامساعد حالات میں بھی فریضہ تبلیغ بجالا رہے ہیں اور یہ انہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے اور حضور ایدہ اللہ کی دعاؤں کا ثمر ہے کہ آج پاکستان میں بھی احمدیت پہلے سے کہیں زیادہ مستحکم ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ پاکستان میں بسنے والے مظلوم احمدی مسلمانوں کو دشمن کے ہر شر سے محفوظ رکھے اور ایسے ملاں جو کذب بیانی سے کام لیتے ہیں اور عوام الناس کو احمدیت کے خلاف گمراہ کرنے میں پیش پیش ہیں انہیں اپنے عذاب کی چکی میں پیس ڈالے تاکہ حق کا جلد بول بالا ہو۔

قدغنیں نماز پر
زیارت حجاز پر
شکست ہر محاذ پر
گزر بسر نیاز پر
تہمتیں ایاز پر !!!
یہ قوم ہے محو سفر
موت کے جہاز پر
سوچتا ہے ہر بشر
ہے دل میں اب یہی فکر
کہ کیا اسی سراب کو
اس آتشیں عذاب کو
وہ کہہ رہے ہیں زندگی
درندگی !! درندگی !!

BUSINESS
SYSTEMS
LIMITED

SOFTWARE DEVELOPMENT AND SALES

COMPUTER SCIENCE GRADUATES
ARE INVITED TO JOIN COMPUTER
PROFESSIONALS ASSOCIATION

TEL: 0181 946 5301
FAX: 0181 946 1275

Ask for N. Ahmad or H. Rehman

خطبہ جمعہ

اپنی تبلیغ میں وہ کردار پیدا کریں جس کردار کو آپ الٰہی صفات کی جھلک قرار دے سکتے ہیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۷ جون ۱۹۹۶ء مطابق ۷ احسان ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم.
﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۳۴﴾

(سورہ حٰم سجدہ آیت ۳۴)

اور اس شخص کے قول سے زیادہ خوبصورت کس کا قول ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے مگر شرط یہ ہے کہ خود نیک اعمال بجالانے والا ہو اچھے اعمال کے نمونے دنیا کے سامنے پیش کرے پھر یہ کہے "وقال انی من المسلمین" اور کہے میں تو مسلمان ہوں، مسلمانوں میں سے ہوں۔

یہ وہ آیت کریمہ ہے جس کے متعلق میں نے ہالینڈ کی جماعت کے سالانہ اجلاس سے خطاب کیا تھا اور یہ وہ آیت کریمہ ہے جس کے پہلو لامتناہی ہیں، جو ختم ہوتے ہی نہیں۔ اس پر آپ جتنا غور کرتے چلے جائیں آپ کو مزید اس کے گہرے راز دکھائی دینے لگتے ہیں اور وہ موتیوں کی طرح چمکتے ہیں اور ماحول کو روشن کر دینے کی طاقت رکھتے ہیں اور اس آیت کا تعلق ہی ماحول کو روشن کرنے سے ہے۔ دعوت الی اللہ کے مقاصد بھی بیان ہوئے، اس کے طریق بھی بیان ہوئے، اس کے سربستہ راز بھی اس میں کھولے گئے اور ہر اس پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے جس کی ایک داعی الی اللہ کو ضرورت پیش آتی ہے۔ آج کل چونکہ دعوت الی اللہ کا کام دنیا میں زوروں پر ہے کیونکہ اس دعوت کا نتیجہ ہمارے جلسہ سالانہ یو۔ کے۔ کے اختتامی دن میں نکلتا ہے اور پچھلے کچھ عرصے سے یہ روایات بن رہی ہیں کہ جتنے بھی تمام نئی بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوتے ہیں ان کو اس آخری روز یہ موقع دیا جاتا ہے کہ وہ ٹیلی ویژن کے ذریعے عالمی بیعت میں شامل ہو جائیں اور یہ درست ہے کہ سب کے لئے تو ناممکن ہے مگر ان کے نمائندے ضرور دنیا کی ہر قوم میں سے، ہر ملک میں سے، ہر فرقے میں سے نمائندگی کے ذریعے بیعت کرتے ہیں اور یہ بیعت واقعتہً کل عالم میں ہو رہی ہوتی ہے اور ان کی اپنی اپنی زبان میں ہو رہی ہوتی ہے۔

پس یہ ایک ایسا خوبصورت نظارہ ہے اور ایسا روح پرور نظارہ ہے جس کی مثال اس سے پہلے سوائے بائبل کی پیش گوئی کے اور کسی جگہ دکھائی نہیں دیتی۔ عہد نامہ جدید میں پیش گوئی کے رنگ میں تو یہ بات بتائی گئی تھی مگر واقعتہً جو بات بیان کی گئی وہ حضرت مسیح کے زمانے میں کبھی رونما نہیں ہوئی اس لئے آئندہ مسیح کے متعلق پیش گوئی تھی اور اس کو چونکہ پیش گوئی سے تصدیق حاصل ہے اس لئے اس سنت کو کوئی بدسنت قرار نہیں دے سکتا۔ ایک ایسی سنت حسنہ ہے جس کی دو ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے بنیاد رکھی تھی اور پیش گوئی کے ذریعے اس پر صاد فرمایا تھا کہ ایک بہت عظیم واقعہ ہونے والا ہے کہ بے شمار زبانیں بولی جائیں گی، بے شمار زبانوں میں خدا کی تسبیح و تحمید کی جائے گی اور لوگوں کو یہ عجیب دکھائی دے گا کہ وہ زبانیں جو وہ جانتے نہیں ہیں وہ کچھ نہ کچھ پیغام کسی نہ کسی سننے والے کو ضرور دے رہی ہیں۔ یعنی سننے والے کے لئے اگر وہ اردو جانتا ہے تو اردو میں تو پیغام مل رہا ہے باقی شور سنائی دیتا ہے۔ اگر وہ انگریزی جانتا ہے تو اردو بھی شور میں شامل ہو جاتی ہے اسے صرف انگریزی کی سمجھ آتی ہے۔ اگر وہ کوئی غانین زبان جانتا ہے تو وہی معنی خیز آواز بن کر اس کے کانوں میں پڑتی ہے باقی سب زبانیں انگریزی اردو ہر چیز محض ایک شور بن جاتی ہے۔ تو یہ جو واقعہ ہے یہ الٰہی تائید یافتہ واقعہ ہے۔ اس لئے یہ جب جلسے کے دن قریب آتے ہیں تو میں جماعت کو یاددہانی کراتا ہوں کہ امسال پھر کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ نے جو جماعت کو اس سے پہلے چند سالوں میں توفیق بخشی ہے کہ ہر سال عالمی بیعت کی تعداد دگنی ہو رہی ہے تو خدا تعالیٰ امسال بھی اسے دگنا کر دے۔ مگر جب دگنا کرے تو اس کے تقاضے بھی ہیں جو پورے کرنے پڑتے ہیں۔ اس لئے گزشتہ سال چونکہ ایک ایسی جگہ تعداد پہنچ چکی تھی جہاں دگنے کے تصور سے جہاں لطف آتا تھا وہاں خوف بھی پیدا ہوتا تھا۔ اس لئے میں نے جماعت سے یہ درخواست کی تھی کہ آپ یہ دعا کریں کہ اے اللہ اگر یہ دگنا پھل ہمیں سنبھالنے کی توفیق ملنی ہے تو پھر دگنا کر دے ورنہ پھر ہماری توفیق بڑھا۔ جب تک توفیق نہ بڑھائے پھل سمیٹنے کی طاقت ہی انسان کو نہیں ہو سکتی۔ اس لئے پھل پیدا کرنا تو اس کا کام ہے۔ پھل سمیٹنے کی توفیق تو ہماری توفیق ہے۔ جب تک ہمیں عطا نہیں کرے گا اس وقت تک ہم ان ذمہ داریوں کو پورا نہیں کر سکتے جو آنے والے مہمانوں کی ذمہ داریاں ہیں۔

پس یہ جلسہ جو آنے والا ہے یہ کچھ مہمان تو لے کے آئے گا، کچھ کل عالم میں آنے والے خدا کے مہمان ہیں جو اس پہلو سے عزت کے لائق بھی ہیں، خدمت کے حقوق بھی رکھتے ہیں مگر تربیت کے بھی محتاج ہیں۔ اور تربیت کے پہلو سے جماعت احمدیہ پر اس کی اولین ذمہ داری ہے۔ یہ آیت کریمہ جس کی میں نے تلاوت کی ہے اس میں یہ تربیت کا راز بھی سکھا دیا گیا۔ فرمایا بات تو بہت خوبصورت ہے کہ خدا کی طرف بلاتے ہو اور ہر بلانے والا جو مذہب سے تعلق رکھتا ہے خدا ہی کی طرف بلاتا ہے۔ لیکن اس قول کی خوبصورتی تمہارے عمل کے حسن سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر تمہارا کردار حسین ہے تو پھر بلانے والا بھی حسین دکھائی دے گا اور جس طرف بلایا جا رہا ہے وہ بھی حسین دکھائی دے گا۔ اور پھر اس بات میں حسن پیدا ہوتا ہے۔ مگر بلاؤ اس نام پر کہ وہ بہت ہی پیارا اور کامل خدا ہے تمام قدرتوں کا مالک ہے، سب حسن کا منبع ہے اور تم خود بدیوں کے منبع بنے ہو، تم سے بداخلاق پھوٹ رہے ہیں، تمہاری ادائیں ناپسندیدہ ہوں، تمہارا معاشرے میں کردار ناپسندیدہ ہو، تمہارا گھر میں کردار ناپسندیدہ ہو، تمہارا دوستوں سے لین دین میں معاملات میں کردار ناپسندیدہ ہو اگر یہ حالت ہے تو خدا کی طرف بلانے کا تمہیں حق بھی کیا پہنچتا ہے۔ اور اگر بلاؤ گے تو ناواقف سمجھیں گے کہ ایسے خدا کا مرید ہے جیسا یہ آپ ہے اور اس خدا میں کس کو دلچسپی پیدا ہوگی۔ پس لازم ہے کہ تم بلانے کے ساتھ اپنے کردار کو شایان شان بناؤ۔ جس ذات کی طرف بلا رہے ہو اس کی کچھ صفات اپنے اندر جلوہ گر کرو۔ **اور کوئی سننے والا تمہاری دعوت پر کان نہیں دھرے گا جب تک اس کی آنکھیں تمہاری ذات میں وہ حسن نہیں دیکھتیں جو حسن اس خدا کی طرف منسوب ہوتا ہے جو کل عالم کا خالق ہے۔**

پس یہ وہ مضمون ہے "عمل صالحا" والا جس کی طرف توجہ دلانا اس لئے بھی مقصود ہے کہ تربیت کے لئے یہ بہت ضروری ہے۔ دنیا میں تربیت کے لئے قول اور عمل یہ دو ہی چیزیں ہیں جو کام کیا کرتی ہیں۔ مگر ہر وہ قول جو عمل کی تائید سے خالی ہو وہ تربیت میں بھی ناکام رہتا ہے اور تبلیغ میں بھی ناکام رہتا ہے۔ پس تبلیغ کی کامیابی کا راز بھی جہاں ایسے عمل میں ہے جو خوبصورت قول کی تائید کرنے والا ہے وہاں تربیت کی کامیابی کا راز بھی اس نیک عمل میں ہے جو خوبصورت قول کی تائید کرنے والا ہے۔ یہ جب کرو پھر تمہیں یہ حق پہنچتا ہے کہ کہو میں مسلمان ہوں۔ اب اس میں دیکھیں آج کی دنیا کی کتنی خرابیوں کا حل موجود ہے جو عالم اسلام کے راہنماؤں کی طرف سے دنیا میں پھیل رہی ہیں۔ جو مرضی کردار ہو، قتل و غارت کی تعلیم دے رہے ہوں، دنیا کے امن برباد کر رہے ہوں اور بڑے زور سے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ اگر عمل بد ہوں تو کم سے کم چھپانے ہی کی کوشش کرو۔ حیا کا تقاضا یہ ہے کہ اس وقت اپنے رشتے ظاہر نہ کرو۔ وہ لوگ جو جرموں میں پکڑے جاتے ہیں بسااوقات اپنے ماں باپ کا نام نہیں بتاتے اگر ان کو علم ہو کہ ماں باپ کی عزت کو خطرہ ہے۔ ان کا بڑا نام جو ہے وہ گلیوں میں رسوا ہو جائے گا تو اس سے آپ لاکھ پوچھیں وہ کہے گا نہیں میں نے کچھ نہیں بتانا۔ جو احمق ہیں وہ ماں باپ کے اونچے نام کی حفاظت میں آنے کی خاطر اپنی بدیوں کے وقت بھی ان کو استعمال کر لیتے ہیں۔

تو دیکھنا یہ ہے کہ تمہاری تبلیغ کیا رنگ رکھتی ہے۔ کیا تم خدا کے نام کے اندر، اس کی حفاظت میں اپنی بدیاں لا رہے ہو اور خدا کا نام لے کر، اس کی طرف دعوت دے کر اپنے اعمال سے دنیا کی نظروں میں پوشیدہ ہو رہے ہو یا دنیا کی نظروں سے اپنے اعمال پوشیدہ کر رہے ہو کہ یہ تو خدا کی طرف بلانے والا ہے یہ تو اچھا ہی ہوگا۔ اگر یہ بات ہے تو یہ منافقت ہے۔ اس کا حقیقت سے سچائی سے اور آپ کے خدا کی طرف

دعوت دینے سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے بلکہ ایسے معاملات ہمیشہ دین کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس لئے تبلیغ کے ساتھ ساتھ یا دعوت الی اللہ کا جو معاملہ ہے۔ دعوت الی اللہ ہی کے ساتھ ساتھ میں کہوں گا، تربیت کے وہ تقاضے بھی پورے کرنے ہونگے جو آپ کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور وہ تقاضے بھی پورے کرنے ہونگے جو آنے والوں کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور وہ تقاضے بھی پورے کرنے ہونگے جن کے نتیجے میں آنے والے آتے ہیں۔ وہ تقاضے پورے نہ ہوں تو آتے ہی نہیں۔ پس یہ وہ تین پہلو ہیں "عمل صالح" کے جو میں ایک دفعہ پھر اختصار کے ساتھ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

ہر وہ قول جو عمل کی تائید سے خالی ہو وہ تربیت میں بھی ناکام رہتا ہے اور تبلیغ میں بھی ناکام رہتا ہے

وہ تقاضے جو بلانے والے تقاضے ہیں ان میں یاد رکھیں کہ تب تک کسی تبلیغ میں کسی سننے والے کو کوئی دلچسپی پیدا نہیں ہوتی جب تک تبلیغ کرنے والے کی ذات میں دلچسپی پیدا نہ ہو۔ ذات میں دلچسپی ضروری ہے۔ اور اگر ایسا کوئی شخص بداعمالیوں میں مشہور ہے تو اس کی ذات میں بھی دلچسپی لینے والے ہونگے اور جو نیکیوں میں شہرت پا جاتا ہے اس کی ذات میں بھی دلچسپی لینے والے ہوتے ہیں۔ لیکن "کند ہم جنس باہم جنس پرواز" جو ایک تھیلی کے چٹے بٹے ایک ہی جگہ اکٹھے ہو جایا کرتے ہیں۔ پس خدا کی طرف بلانے والے کے لئے اگر وہ خدا کی صفات سے عاری ہے کامیابی سے تبلیغ کرنے کا کوئی بھی امکان نہیں ہے۔ کیونکہ جب تک کوئی شخص خدا کی صفات کسی ذات میں جلوہ گر نہ دیکھے اس کو خدا کی طرف توجہ نہیں ہو سکتی۔ اور اگر صفات کو جلوہ گر دیکھے گا تو وہ لوگ جو بد ہیں وہ اس طرف رخ بھی نہیں کر سکیں گے۔ سوائے ان بدوں کے جن کے دلوں میں اس کے حسن کردار کی وجہ سے ایک انقلاب برپا ہو رہا ہے۔ پس سب سے پہلے تو تبلیغ Selective ہو جاتی ہے اور یہ بہت ہی اہم کام ہے۔ ورنہ لوگ عمل کی تائید کے بغیر جو تبلیغ کرتے ہیں تو اینٹ پتھر روڑے کو بھی تبلیغ کرتے چلے جاتے ہیں اور کہیں اتفاق سے اچھی زمین بھی مل جاتی ہے۔ اور وہ بیج پتھریلی زمینوں پہ بھی پھینکتے رہتے ہیں اور عام بیج کو قبول کرنے والی زمینوں پر بھی کبھی کوئی بیج پڑ جاتا ہے۔ مگر انہیں تمیز کوئی نہیں ہوتی اور کوئی ذریعہ تمیز ان کو میسر نہیں ہوتا۔ اگر ایک احمدی سوسائٹی میں اس طرح مل جل کر رہ رہا ہے کہ اسے کوئی وجہ امتیاز نصیب نہیں ہوئی، اس کے عمل کی خوبی نے اسے اپنی ذات میں ایک Class بنا کر، ایک پہچان بنا کر اسے ابھارا نہیں ہے تو اس کے گرد ہر قسم کے لوگوں کا اجتماع ویسے ہی رہے گا جیسے ہر شخص کے گرد روزمرہ کے کاموں میں کچھ نہ کچھ لوگوں کا اجتماع ہو ہی جایا کرتا ہے۔ دفتر میں جاتا ہے، سکول میں جاتا ہے، کالج میں جاتا ہے جیسا بھی زندگی بسر کر رہا ہے وہ لوگوں میں سے ایک انسان ہے اور نیک و بد ہر قسم کے اس کے گرد موجود رہیں گے۔ اب وہ تبلیغ کرے گا تو نیک و بد سب کو ہی کرے گا۔ اور چونکہ اس کی ذات میں نہ نیک کو دلچسپی ہے نہ بد کو دلچسپی ہے اس لئے سارے ہی سنی ان سنی کریں گے۔ اور خصوصیت کے ساتھ جو بد ہیں وہ پھر بسا اوقات ایسے شخص کی کوششوں میں روک ڈالنے کے لئے شرارت بھی شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن یہ پہلو وہ ہے جو میں ایک دفعہ پہلے بھی بیان کر چکا ہوں۔ اس وقت پیش نظر نہیں ہے۔ پیش نظر یہ ہے کہ اگر ایک انسان کا کردار اچھا ہو اور نمایاں طور پر اچھا ہو تو لازماً معاشرے کے بہترین لوگ اس کے گرد اکٹھے ہونے لگتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو عملاً اصلاح شدہ نہ بھی ہوں مگر دل میں نیکی کا بیج ہے وہ بھی اس کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ دیکھو گند کی مکھی گند ہی کی طرف جاتی ہے اور شہد کی مکھی پھولوں کا رس چوستی ہے۔ یہ فطری تقاضے ہیں جو ان دونوں کی ان آماجگاہوں کی تفریق کرتے ہیں جہاں انہیں جا کر اترنا ہے اور وہاں سے کچھ پھل یا گندگی کا رس چوسنا ہے۔ تو اس پہلو سے پہلی تفریق تو آپ کے اعمال اس طرح کریں گے کہ آپ کے گرد اگر آپ اچھے ہیں تو اچھے لوگ اکٹھے ہونگے۔ اگر بد ہیں تو بد لوگ اکٹھے ہونگے۔ اور بد کے لئے تو تبلیغ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جب نیک انسان اچھے ماحول میں نیک لوگوں کو تبلیغ کرتا ہے تو اس کے لئے پھل پیدا ہونے کے، پھل لگنے کے امکانات بہت زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ پس ایک نیک عمل کا یہ نتیجہ ہے۔ دوسرا یہ کہ باوجود نیک ہونے کے لوگوں کو عملاً آج کی دنیا میں خدا میں دلچسپی نہیں رہی اور اس عدم دلچسپی کی وجہ محض ذاتی بدی نہیں ہے نیکوں میں بھی عدم دلچسپی پائی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا ان کے لئے ایسی حقیقت ہے جو دنیا سے دور ہٹ چکی ہے۔ اس کا دنیا کے روزمرہ کاموں سے تعلق نہیں رہا۔ اور تمام مذاہب میں یہ بدبختی آ چکی ہے کہ ان کے رہنما عقائد کے لئے تو بھڑتے ہیں اور فرقوں کو فرقوں سے اور مذاہب کو مذاہب سے لڑا دیتے ہیں مگر نیک اعمال کے لئے ان کے اندر کوئی حرکت پیدا نہیں ہوتی، کوئی ہیجان پیدا نہیں ہوتا، کوئی فکر لاحق نہیں ہوتی۔ ایسے فرقے جہاں نیکی پر اس قدر زور ہو کہ اگر کوئی شخص اصلاح نہ کرے تو ایک پورا نظام اس کے ساتھ اس کے اوپر اپنے آپ کو وقف کر دے، اس کا گھیرا لے لے، اس کی برائیاں دور کرنے کی کوشش کرے۔ ایسے فرقے کہاں ہیں سوائے جماعت احمدیہ کے۔ صرف جماعت احمدیہ ہے جہاں یہ ایک نظام کے طور پر کل عالم میں کام ہو رہا ہے کہ بدی کی بیخ کنی کرنی ہے، نیکی کو نافذ اور ثابت کرنا ہے اور نیکی کی نشوونما کے لئے انفرادی اور اجتماعی کوششیں کرنی ہیں۔ دنیا کے جتنے مذاہب ہیں ان کے ماننے والے اکیلی اکیلی بھیڑوں کی طرح ہیں جو ایک ہی جنگل میں ملتی ہیں۔ مگر کوئی ان بھیڑوں کا نگہبان نہیں ہے، کوئی گڈریا نہیں ہے جو ان کی حفاظت کرے۔ پس اس پہلو سے لوگوں کے اندر عملاً نیکی اور نیکی کے منبع یعنی خدا تعالیٰ کی ذات میں دلچسپی کم ہوتے ہوتے تقریباً مٹ چکی ہے۔ پس جن لوگوں کو میں نے نیک کے طور پر تعارف کروایا تھا میری مراد عرف عام کی نیکیاں ہیں۔ عرف عام میں نیکیاں طبیعت کا حصہ ہوتی ہیں۔ بعض لوگ ایسے خاندانوں میں پیدا ہوتے ہیں جہاں سلیقے والی مائیں، سلیقے والے باپ ان کو میسر آتے ہیں، خاندانی روایات ہیں جو بڑی دیر سے بعض اخلاق کی حفاظت کر رہی ہیں اور ان کا خود بخود بڑے ہو کر نیک ہو جانا کوئی تعجب کی بات بھی نہیں اور نہ ان کے خدا رسیدہ ہونے کی علامت ہے۔ پس نیکیوں میں بھی ضروری نہیں کہ خدا رسیدگی پائی جائے نیکیوں میں بھی ایک ایسی کیفیت پائی جا سکتی ہے جو نیکیاں دنیا کے اتفاقات کے نتیجے میں معاشرے کے از خود پیدا ہونے والے امن کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہیں اور ان کا مذہب اور خدا سے براہ راست تعلق نہیں ہوتا۔ تو ایسے نیک لوگ بھی آپ کو دکھائی دیں گے جن کو آپ تبلیغ کریں گے تو نیکی کی وجہ سے۔ مزاج کی ہم آہنگی کی وجہ سے آپ کی طرف آئے تو ہیں لیکن جب آپ تبلیغ کریں گے تو وہ کہہ دیں گے کہ ہم تو سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہیں اور تم ہمیں کیا بنا لوگے۔ جھوٹ ہم نہیں بولتے، کسی کا مال نہیں کھاتے۔ جہاں تک خدمت کا تعلق ہے بنی نوع انسان کی جو خدمت ہے وہ ہم کرتے ہیں اور اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ تمہارے خلاف بھی جب کوئی بدتمیزی یا غلط بات کریں تو ہم ہمیشہ تمہاری حمایت کرتے ہیں تو اور انسانیت کیا ہے۔ پس یہ سب کچھ ہم میں ہے۔

تب تک کسی تبلیغ میں کسی سننے والے کو کوئی دلچسپی پیدا نہیں ہوتی جب تک تبلیغ کرنے والے کی ذات میں دلچسپی پیدا نہ ہو

مگر خدا تعالیٰ نے جو نیکی کی تعریف کی ہے وہ محض عمل تک محدود نہیں رکھی دعوت الی اللہ کو اس میں شامل کر دیا ہے۔ پس نیکی کا ایک اور مضمون اس سے ابھرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ شخص جو خدا سے نیکیاں پاتا ہے اسے تو ایک جنون سا لگ جاتا ہے کہ اتنی حسین ذات ہے اور اتنی دلکشی اس میں پائی جاتی ہے کہ میں نے جو کچھ پایا اس سے پایا ہے، میں لوگوں کو بھی اس کی طرف بلاؤں۔

اب اس مضمون کو سمجھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کی آپ کو سمجھ آئے گی ورنہ اس کا کوئی شعور آپ کو میسر نہیں آ سکتا۔ درثمین اردو پڑھیں یا فارسی پڑھیں یا عربی پڑھیں بے اختیار دعوتیں پائی جاتی ہیں۔ اس قدر بے اختیار ہیں اور نثر میں بھی کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک انسان تڑپ رہا ہے بے چینی سے کہ جو کچھ میں نے پایا ہے میں لوگوں کو کیوں نہ دکھاؤں۔ وہ دوا کہاں سے لاؤں جو کانوں کو شفا بخشے کہ وہ آوازوں کو سن سکیں۔ اس قسم کے غیر معمولی قوت کے جذبے کہ سب کچھ ہم نے خدا سے پایا ہے، ہم اس خدا کو تمام دنیا سے روشناس کرا دیں یہ وہ دعوت الی اللہ ہے جو نیک عمل کے ساتھ ملحق ہو جاتی ہے۔ اور چونکہ نیک عمل ممنون احسان ہے اللہ کا، اللہ کے نتیجے میں ہے اس لئے ایسا نیک عمل کرنے والا ضرور خدا کی طرف بلائے گا۔ اور اس کے اعمال کا اور عام دنیا دار کے اعمال کا یہ فرق ہو گا کہ دنیا دار کی نیکیاں کسی خدا کے تصور کو دنیا کے سامنے پیش نہیں کرتیں اور ان کی نیکیاں ان کی ذات کے ساتھ مر جاتی ہیں اور ان میں بقاء اور استحکام کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ ایک یہ بھی فرق ہے جس کا تعلق استقرار اور استحکام سے ہے۔

خدا کی طرف سے جو نیکیاں آتی ہیں چونکہ خدا کی ذات کو دوام ہے اور ہمیشگی پائی جاتی ہے اس لئے انسان کی وہ نیکیاں جو خدا سے سیکھتا ہے ان میں بھی ایک دوام ہے اور ایک استقلال پایا جاتا ہے۔ انفرادی ہوں یا قومی ہوں، حالات گردوپیش خواہ کیسے ہی بدلتے رہیں ان کی نیکیوں میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ لیکن وہ قومیں جو دنیا میں نیکیاں دنیا کے اطوار سے سیکھتی ہیں یا اپنی خاندانی روایات سے سیکھتی ہیں ان کی نیکیوں میں کوئی استقلال نہیں ہوا کرتا۔ جب قومی ابتلا آتے ہیں تو ان میں سے سچے سے سچا بھی جھوٹ بولنے لگ جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے قوم کی خاطر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ وہ جو عام دنیا میں روزمرہ کے کاموں میں کسی شخص کو دھوکہ نہیں دیتا جب قوم کی کسی مسند پر براجمان ہو اور باقی دنیا کے ساتھ معاملات میں دھوکے کی ضرورت پیش آئے تو اس کا دھوکہ نہ دینا قوم سے دھوکہ سمجھا جاتا ہے۔ اگر وہ غیر قوموں کو دھوکہ نہیں دیتا تو اس کی قوم اسے دھوکہ باز کہے گی کہ اس نے قوم کے حقوق کو جیسا کہ ادا کرنے کا حق تھا ادا نہیں کیا۔ تو ساری تعریفیں بدل جاتی ہیں اور نیکی کے ساتھ استقلال کا کوئی جوڑ دکھائی

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-478 6464 | 0181-553 3611

نہیں دیتا۔ صرف ایک ذات ہے جس سے پیدا شدہ نیکی میں استقلال اس شان کے ساتھ پایا جاتا ہے کہ کائنات الٹ پلٹ جائے تب بھی نیکی کی تعلیم وہی رہے گی۔ انبیاء علیہم السلام اس کی بہترین مثال ہیں۔ ان کی نیکیاں وقت سے آزاد ہیں اور حالات سے بالا ہوتی ہیں۔ وہ امن کے حالات ہوں یا جنگ کے حالات ہوں ان کی سچائی ہمیشہ سچائی رہے گی۔ سچائی ان کے خلاف جائے گی تب بھی سچ ہی بولیں گے اور یہ خدائی نیکی کی پہچان ہے۔ اس لئے تبلیغ کے دوران ایسے لوگوں سے جب آپ گفتگو کرتے ہیں جو نیک مزاج کی وجہ سے آپ کے گرد اکٹھے ہوئے ہیں تو آپ کو یہ فرق ان کو دکھانا ہو گا۔ ورنہ ان کو خدا میں کوئی دلچسپی پیدا نہیں ہوگی۔ ان کو بتانا ہو گا کہ تمہارے اور میرے درمیان یا تمہارے اور خدا والوں کے درمیان ایک فرق ہے اور بڑا نمایاں فرق ہے۔ اور جب تک وہ فرق پیدا نہ ہو کسی انسان کی نیکی، کسی معاشرے کی نیکی بھی بنی نوع انسان کو بچانے کے کام نہیں آ سکتی۔

خدا تعالیٰ نے جو نیکی کی تعریف کی ہے وہ محض عمل تک محدود نہیں رکھی، دعوت الی اللہ کو اس میں شامل کر دیا ہے

پس دیکھئے انبیاء کا آغاز ہی ایک ایسی نیکی سے ہے جس کے ساتھ جتنا تعلق جوڑیں ان کے خلاف جاتی ہے۔ سچائی کا اعلان کرتے ہیں۔ توحید کامل کا اعلان کرتے ہیں اور یہ نیکی کا اعلان ہی ہمارے لئے ابتلا کا موجب بن جاتا ہے۔ جس نے سچائی کی خاطر ہر مصیبت سہیڑ لی اس کے متعلق کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی نیکی عارضی تھی اور وقت بدلنے کے ساتھ بدل سکتی تھی۔ اور یہی انبیاء کی اپنی صداقت کا ایک ثبوت ہے اور خدا کی ہستی کا ثبوت ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی ہستی کو ثابت کرنے کے لئے ایک نیک وجود کا ہونا ضروری ہے۔ انبیاء کے بغیر کوئی دنیا کی دلیل خدا تعالیٰ کی ہستی کو اس طرح لوگوں کے دلوں میں جانشین نہیں کر سکتی یعنی حقیقت کے طور پر جانشین نہیں کر سکتی کہ جو ان کے اعمال اور اخلاق کی کایا پلٹ دیں۔ یہ ایمان جو خدا کی ذات پر پیدا ہوتا ہے اس کے لئے ثبوت ضروری ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو وسیلہ قرار دیا ہے۔ اور ہر شخص جو یہ سمجھتا ہے کہ میں خدا کا قائل ہوں اور وسیلے کے بغیر بھی گزارا ہو سکتا ہے، جھوٹا ہے۔ کیونکہ سچے خدا کا یقین کامل اسی ہستی کے ذریعے ممکن ہے جس کی سچائی کو بار بار زلزلے درپیش آئے ہوں، ہر قسم کے جھٹکے ملے ہوں اور وہ سچائی یوں لگے جیسے ان کی جان لے کر رہے گی وہ جان دینے پر آمادہ رہے مگر سچائی کو ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ وہ سچائی اگر آسمان سے تعلق رکھتی ہے تو آسمان بھی ایک حقیقت بن کے آپ کو دکھائی دینے لگے گا۔ اگر اخروی دنیا سے تعلق رکھتی ہے تو اخروی دنیا بھی ایک حقیقت بن کے آپ کو دکھائی دینے لگے گی۔ انہیں معنوں میں شہید کو شہید کہا جاتا ہے۔ گواہی وہ جس میں غائب کی خاطر حاضر کو قربان کر دیا جائے۔ اس سے بڑی قوی گواہی اور ممکن ہی نہیں ہے۔ ورنہ تمام دنیا کا تجربہ یہ ہے اور دنیا کی حکمتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جو ہاتھ میں آ جائے وہی حق ہے اور جو ہاتھ میں نہیں ہے اس کی خاطر خواہ وہ ہزار بھی ہو ہاتھ میں آئے ہوئے ایک کو بھی نہیں چھوڑو۔ کیونکہ جو موجود ہے وہ غیر موجود کے لئے قربان نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر کیا جاتا ہے تو یا تو وہ شخص سب سے بڑا پاگل ہے یا وہ شخص سب سے زیادہ سچا ہے۔ اس نے کچھ ایسی بات دیکھ لی ہے جس کے نتیجے میں موجود کوئی حقیقت نہیں کیونکہ غیر موجود زیادہ یقینی ہے۔ اور ان معنوں میں زیادہ یقینی ہے کہ موجود کے اوپر تو کبھی بھی موت وارد ہو سکتی ہے اور ہونی ضروری ہے لیکن وہ دنیا جو لامحدود ہے وہ غیر فانی ہے۔ اس لئے وہ جانتا ہے کہ اس فانی کیفیت کو جو مجھے نصیب ہے اس لافانی کیفیت پر قربان کرنا عقل اور میرے ذاتی منافع کا طبعی تقاضا ہے۔ پس جسے لوگ بے غرضی سمجھتے ہیں وہ حقیقت کی دنیا میں سب سے بڑی خود غرضی یعنی معقول خود غرضی ہے۔ ایک شخص کو جہاں فیصلہ کرنا ہو کہ یہ ایک لاکھ کی رقم وصول کرنی ہے یا ایک روپیہ لینا ہے تو ظاہر بات ہے اگر اسے واقعۃً دکھائی دے رہا ہے ایک لاکھ تو ایک لاکھ ہی لے گا روپے کو چھوڑ دے گا مگر روپیہ اس کی جیب میں ہے تو جیب سے نکال کر پھینکنا ہو گا یہ شرط ہے پھر وہ لاکھ بھی ملے گا۔ لیکن اگر لاکھ دکھائی نہ دے رہا ہو اور لوگوں کو بھی دکھائی نہ دے رہا ہو اور ایک شخص ایک چھوڑ کر ہزار بھی پھینک دیتا ہے جیب سے نکال کے تو اس سے بڑا یقینی گواہ اس لاکھ کے حق میں میسر نہیں آ سکتا۔ عدم ہونے کے باوجود اتنا حقیقی ہو گیا کہ جو موجود چیزیں تھیں وہ اس کی خاطر قربان کر دی گئیں۔

پس انبیاء کی امتیں جب اخروی دنیا کی شہادت اس طرح دیتی ہیں کہ وہ زندگی جو ہاتھ میں ہے جو رگوں میں دوڑ رہی ہے اسے اس یقین پر کہ ہم نے لازماً زندہ ہونا ہے اور ہمیشہ کے لئے زندہ ہونا ہے اس طرح نکال کر پھینک دیتے ہیں جیسے کوئی گلی سڑی چیز کو اٹھا کر باہر پھینک دیتا ہے کچھ بھی پرواہ نہیں کرتا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو شہید کہا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے اخروی دنیا کو دیکھ لیا ہے اور ان کی گواہی قابل قبول ہوگی۔ اب دیکھیں نبی نے جو کچھ بھی قربان کیا ہے وہ ایک غیر مرئی ذات کی خاطر کیا ہے۔ اور وہ لوگ جو اس سے مقابلہ کر رہے ہیں وہ دیکھی ہوئی چیزوں کو اور دیکھی جانے والی چیزوں کو اس غیر مرئی چیز پہ ترجیح دیتے ہیں۔ سورج کی عبادت کرنے والے ہیں، چاند کی عبادت کرنے والے ہیں، دنیا کے بتوں اور دنیا کے بڑے بڑے طاقتور انسانوں کی عبادت کرنے والے ہیں، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ سب چیزیں ہمارے پاس ہیں موجود ہیں ان کی ایک حقیقت ہے۔ یہ کس طرف بلا رہے ہیں وہ غیر مرئی ذات جس کو نہ چھو سکے، نہ سونگھ سکے، نہ چکھ سکے، نہ دیکھ سکے، نہ ہاتھ ملا سکے۔ اس کی خاطر پاگل اپنے ان مفادات کو قربان کر رہا ہے جو سب اس کو میسر ہیں۔ اور جو میسر نہیں ہیں وہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ دیکھو تمہیں ہم دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کے سربراہ بنانے پر آمادہ ہیں۔ دنیا کی سب سے خوبصورت عورت مہیا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تمہیں دنیا کا سب سے زیادہ مال دار انسان بنانے پر تیار ہیں مگر یہ پاگلوں والا ذکر چھوڑ دو کہ کوئی غیر مرئی چیز ہے اس کی خاطر ہم اپنے ہاتھ میں آئی ہوئی چیزوں کو قربان کر دیں۔ لیکن وہ ان سب کو رد کر دیتا ہے۔ پس ایسا شخص ہی ہے جو حقیقت میں خدا کی ہستی کا قائل ہے اور ایسا شخص ہی ہے جو پھر یہ حق رکھتا ہے کہ خدا کی طرف بلائے کیونکہ جس کی طرف بلایا اس کے وجود کے متعلق اس نے اپنی تمام قربانیوں کے ذریعے ثابت کر دیا کہ اس کا یقین درست ہے اور فرضی اور وہمی یقین نہیں ہے۔

اور بلایا ہے پھر یہ کہہ کر "انی من المسلمین" میں تو مسلمان ہو چکا ہوں۔ میں نے تو اپنی فرمانبرداری کی گردن اس رب کے حضور جھکا دی ہے جس کی طرف تمہیں بلا رہا ہوں۔ اس لئے میرا حق ہے اب تمہیں بھی اس طرف بلاؤں۔ آؤ اور پھر کیسے اس کو پاؤ گے۔ "انی من المسلمین" میں ہوں جو مسلمان ہوں، تمہیں مجھ جیسا بننا ہو گا۔ اگر مجھ جیسا بننے میں دلچسپی ہے تو پھر دعوت کو قبول کرو ورنہ نہ کرو۔ تو وسیلے کی اہمیت جو انبیاء کے تعلق میں ہے وہی اہمیت ہر داعی الی اللہ کو حاصل ہو جاتی ہے۔ اگر وہ وسیلہ بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا تو دعوت الی اللہ کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا۔ پس آپ جب مجھ سے یہ پوچھتے ہیں کہ ہماری دعوت کو پھل نہیں لگ رہے۔ لوگ دلچسپی نہیں لے رہے، لوگ دنیا دار ہو گئے ہیں تو اپنی ذات سے کیوں نہیں پوچھتے کہ آپ کی ذات میں کیوں دلچسپی نہیں لیتے۔ جب آپ کوئی دنیا کا فن حاصل کرتے ہیں اور ایسی چیز میں کمال حاصل کرتے ہیں جو دنیا کو دکھائی دیتی ہے تو ضرور آپ میں دلچسپی لیتے ہیں۔ تو انبیاء نے وہ کیا کر کے دکھایا جس سے غیر مرئی، مرئی سے بھی بڑھ کر حیثیت اختیار کر گیا۔ انہوں نے خدا کی صفات کو اپنی ذات میں جاری کیا ہے اور ان صفات کی طاقت ہے جو ایک وجود میں دکھائی دینے لگتی ہے اور وجود سے دوسرے وجودوں پر اثر پذیر ہو جاتی ہے۔

اخلاق کی تعریف سچائی کے سوا ممکن ہی نہیں ہے اور سچائی کی تعریف خدا کے حوالے کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی

پس "انی من المسلمین" کے دعوے تک پہنچنے سے پہلے "عمل صالحا" کی جو منزل ہے اس میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اور جب اس میں سے گزرتے ہیں تو آپ میں خدائی صفات کا جلوہ گر ہونا لازم ہے۔ اور صفات باری تعالیٰ ضرور طاقت رکھتی ہیں۔ ان میں صلاحیت ہے کہ وہ دوسرے پر غالب آ سکیں۔ تبلیغ میں میرا تجربہ، میرے گردوپیش جو تبلیغ کرنے والے تھے ان کا تجربہ، جن اداروں سے میں منسلک رہا ہوں، جو تبلیغ کے لئے وقف تھے ان کا تجربہ، مسلسل بلا استثناء یہی ہے کہ وہ لوگ جو حقیقت میں کچھ خدائی صفات کو اپنا کر باعث کشش بن جاتے ہیں خواہ وہ ان پڑھ ہوں، خواہ وہ سادہ لباس رکھنے والے ہوں، غریب ہوں، ضعیف ہوں، بات کرنے کا سلیقہ بھی نہ آتا ہو، ان کے اندر، ان کی تبلیغ میں لوگ زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔ اور وہ جو علم کی شوخیاں دکھانے والے ہیں اور اچھے لباس پہن کر یا اپنے دولت کے برتے پر خدمتیں کرتے ہیں تبلیغ کی خاطر لیکن اندر سے وہ صفات باری تعالیٰ سے عاری ہوتے ہیں ان کی ان سب کوششوں کو خدا رائیگاں کر دیتا ہے۔ اس کو کوئی بھی پھل نہیں لگتا۔ چنانچہ ضیافت کرنے والے دو قسم کے میں نے دیکھے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے تو مہمان نوازی کی بھی حد کر دی، بڑا خرچ کیا ان لوگوں پر، بڑی خدمتیں کی ہیں، کوئی سنتا ہی نہیں، کسی کو دلچسپی ہی نہیں ہے۔ ایک صاحب جن کا میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں ان پڑھ یا قریباً ان پڑھ اپنے آپ کو تو کہتے تھے میں تو کورا چٹا بالکل لیکن غیر قوموں کو جن کی زبان بھی وہ نہیں جانتے ان کو کامیابی سے تبلیغ کرنے والے یہاں تک کہ ایک سال میں خدا تعالیٰ کے فضل سے تیس پھل انہوں نے جماعت کی خدمت میں پیش کر دئے۔ بڑے مخلص اور باعمل اور نیک لوگ۔ ان سے میں نے پوچھا میں نے کہا کیا بات ہے آپ کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا آتا جاتا مجھے کچھ نہیں صرف پیار کے ساتھ کہتا ہوں جی بات سچی سن لو، ہماری بات۔ یہ کہہ دیتا ہوں مجھے بات نہیں آتی ہماری ویڈیو دیکھ لو، ہمارے گھر کھانا کھا لو یہی میری تبلیغ ہے۔ لیکن چونکہ ان کے اندر نیکی اور سچائی ہے اس لئے ان دو تین باتوں کا اتنا گہرا اثر پڑ جاتا ہے ان لوگوں پر کہ وہ گھر کا کھانا کھاتے ہیں تو دراصل وہ اسلام کی غذا کھا رہے

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
Muslim TV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TEL: 01276-20916 FAX: 01276-678 740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

ہوتے ہیں۔ ویڈیو دیکھتے ہیں تو وہ اسلام کو جلوہ گر دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ ورنہ دیکھنے والے غلط نظریں لے کر آئیں تو وہی ویڈیو ان کو اور متنفر کر دیتی ہے۔ غلط ذوق لے کر آئیں تو وہی کھانا ان کو دھکیل دیتا ہے کہ یہ کیسا کھانا پکا ہوا ہے اس میں مرچوں نے میرا ستیاناس کر دیا۔ مگر وہاں کے جو لوگ ہیں جن کو مرچوں کی عادت نہیں پیار سے پیش کئے ہوئے کھانے کو بڑی محبت سے کھاتے ہیں اور پھر بہت تیزی کے ساتھ ان کی دعوت الی اللہ ان کے دل پر اثر کرنے لگتی ہے۔

ہر وہ خلق سچا ہے جو سچائی اپنے اندر رکھتا ہے اور ہر وہ خلق سچا ہے جس کی سچائی کا خدا کی ذات سے تعلق ہے

پس وسیلہ بننے کے لئے ظاہری اخلاق کام نہیں آتے وہ گہرے اخلاق کام آتے ہیں جو ذات باری تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہوں۔ اور خدا تعالیٰ کے تصور میں ان کی جڑیں ہوں۔ اور ظاہراً ان کی تمیز کرنا، ان کا فرق کرنا الفاظ میں ممکن نہیں ہوتا۔ ایک آدمی "جی آیاں نوں" کہہ کے بات کرتا ہے۔ "حاضر سائیں" کہتا ہے۔ ایک دوسرا بھی کہتا ہے۔ ایک کے کہنے میں تصنع دکھائی دیتا ہے، بناوٹ کی بات نظر آتی ہے اور انسان ذرا بھی اس کی طرف توجہ نہیں دیتا۔ بعض بڑے بڑے لفاظیاں کرنے والے، بڑے بڑے جھک کر کلام کرنے والے ایسے ہمارے ملک میں موجود ہیں جن کا وہ جھکنا، جن کا کلام کرنا ہی نہایت ہی کراہت پیدا کرتا ہے اور دل متنفر ہو جاتا ہے کہ ان کی صحبت سے کسی طرح نجات ملے۔ بات بات پہ وہ حضور کہیں گے۔ کہیں گے ہم حاضر ہیں، ہم خدمت کے لئے، ہم حقیر چیز ہیں ہمارا کچھ بھی نہیں ہے جناب ہی جناب ہیں، جناب والا ہی کی سرکار ہے آپ کا ہی حکم چلتا ہے اور جتنا وہ کہتے ہیں اتنا دل متنفر ہوتا چلا جاتا ہے کناروں تک بھر جاتا ہے اور لگتا ہے قے کر دے گا آدمی۔ اور کچھ لوگ سادہ سی ایک آدھ بات کرتے ہیں جی جیسا فرمائیں گے۔ اتنی اس میں طاقت ہوتی ہے کہ انسان جانتا ہے کہ اگر ان سے جان پیش کرنے کا کہیں گے تو جان ہی پیش کریں گے۔ اب کہاں ان کی بات کہاں ان پہلوں کی بات زمین و آسمان کا فرق ہے ان کے نتائج میں اور اخلاق کی تعریف سچائی کے سوا ممکن ہی نہیں ہے۔ اور سچائی کی تعریف خدا کے حوالے کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی۔ پس ہر وہ خلق سچا ہے جو سچائی اپنے اندر رکھتا ہے اور ہر وہ خلق سچا ہے جس کی سچائی کا خدا کی ذات سے تعلق ہے۔ وہ سچائی غیر مبدل ہے اس سچائی کو کسی اور کی لالچ نہیں۔ اس کا استغناء بھی اپنے اندر ایک عجیب شان رکھتا ہے۔ ورنہ کوئی شخص آپ سے مستغنی ہو جائے تو آپ کو اس میں دلچسپی نہیں رہے گی۔ مگر خدا مستغنی ہے اور پھر بھی دلچسپی ہے۔ وہ مستغنی ہے آپ کے ظلموں سے، آپ کی بد کرداریوں سے۔ آپ ٹھوکر والی بات بھی کرتے ہیں تو وہ پھر بھی احسان کا سلوک جاری رکھتا ہے۔ تو استغناء کیا ہے؟ اس کی حقیقی تعریف بھی اللہ کے حوالے سے ہی سمجھ آتی ہے۔ بعض لوگ آپ سے زیادتی کرتے ہیں آپ اس کے باوجود ان سے حسن سلوک کرتے چلے جاتے ہیں اور دکھاوے کی خاطر نہیں بلکہ آپ کے مزاج میں یہ بات داخل ہے۔ میرے سامنے بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ لوگ حیران ہوتے ہیں ہمیں غصہ آتا ہی نہیں جتنا وہ کوشش کر لیں وہ ہمیں چھیڑتے ہیں کہ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ تمہیں غصہ کیوں نہیں آ جاتا۔ تو ان کو ہم کیسے سمجھائیں کہ ہمارے مزاج میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات رکھی ہی نہیں ہوئی۔ ہم ہنس کر برداشت کر لیتے ہیں، بے عزتی بھی برداشت کر جاتے ہیں اور ایسے لوگ پھر ہر دلعزیز ہوتے چلے جاتے ہیں۔ پس آپ کی ذات میں جو دلچسپی ہے حسن خلق سے تو ہے لیکن اس حسن خلق سے جو اللہ کی طرف بلانے والے کے اندر ہونا چاہئے۔ جس ذات کی طرف سے کوئی آیا ہے، اس کا پیمبر بن کے آتا ہے اور اس کا پیمبر بنتا ہے تو پھر اس کے ہر حسن کی جس کی وہ تعریف کرتا ہے کوئی جھلک اس کی ذات میں ملنی چاہئے۔ اور وہ جھلک جو ہے وہ دنیا کے حسن سے ممتاز اور بالکل الگ ہے، کوئی ان میں اشتباہ نہیں ہو سکتا۔ پس وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ دنیا میں بھی بڑے نیک لوگ موجود ہیں وہ کیوں ہم سے افضل یا بہتر نہیں ہیں جبکہ وہ بعض خوبیوں میں ہم سے بڑھ گئے ہیں تو ان کو علم نہیں ہے کہ ان کا حسن ایک خالی حسن ہے جس کے اندر خدا کے نور کی سچائی نہیں ہے۔ اور اگر خدا کے نور کی سچائی نصیب ہو جائے تو ضرور وہ چمک اٹھیں گے۔ اس میں کوئی شک کی بات نہیں۔

پس اپنی تبلیغ میں وہ کردار پیدا کریں جس کردار کو آپ الٰہی صفات کی جھلک قرار دے سکتے ہیں۔ الٰہی صفات کا پوری طرح جلوہ گر ہونا تو آپ کے بس کی بات نہیں ہے۔ مگر کوشش کرنا آپ کے بس کی بات ہے۔ یہ کہہ دینا کہ ہم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نہیں بن سکتے یہ کہنا نیکی بھی ہو سکتا ہے اور ظلم اور گناہ بھی بن سکتا ہے۔ بعض لوگ یہ اس لئے کہتے ہیں کہ ہر بدی کے لئے ایک Licence حاصل کر لیں۔ آپ ان سے کہیں کہ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو یوں کیا کرتے تھے۔ کہ چھوڑو جی کون رسول اللہ بن سکتا ہے اور تم کون سے بن گئے ہو۔ یہ بات محبت کی نہیں بے ادبی کی ہے۔ اس بات میں گہری گستاخی پائی جاتی ہے اور استغناء ہے وسیلے سے۔ یہ مستغنی اور ہے اور خدا کی ذات کے حوالے سے مستغنی بننے والا بالکل اور شخص ہوا کرتا ہے۔ ایسے شخص کو جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کردار کا حوالہ دیا جائے جو حقیقت میں آپ سے پیار اور محبت رکھتا ہے تو وہ اس حوالے کے بعد یہ کبھی نہیں کہے گا کہ جی کون رسول اللہ بن سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے آپ کے سامنے آبدیدہ ہو جائے ہو سکتا ہے، راتوں کو اٹھ کے روئے اور عرض کرے کہ اے خدا میں بننا تو چاہتا ہوں مگر میری مجبوری ہے، بے اختیاریاں ہیں، تو میری مدد فرما کہ میں ویسا بن سکوں۔ یہ وہ شخص ہے کہ وہ جتنا بھی بنتا ہے اتنا ہی خدا اسے زیادہ مقبول بناتا چلا جاتا ہے۔ حسن کی تھوڑی جھلکی بھی اگر سچائی کی خاطر قبول کی جائے، سچائی سے قبول کی جائے اس میں طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس ہر داعی الی اللہ اگرچہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نہیں بن سکتا مگر اگر دل کی گہرائی سے بننا ضرور چاہتا ہے تو پھر اس کا تھوڑا بننا بھی بہت ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کے تھوڑے میں بھی بہت برکت رکھ دیتا ہے۔ پس اس پہلو سے آپ کو دعوت الی اللہ کی حکمتوں کو تو سمجھنا ہو گا اس کے بغیر آپ کیسے دعوت الی اللہ کر سکیں گے۔ حکمتیں سمجھیں، ان کو اپنانے کی کوشش کریں۔ ان کو اپنی ذات میں جاری کریں اور پھر یہ دیکھیں کہ آپ کے اندر کوئی ایسی تبدیلی پیدا ہوئی بھی ہے کہ نہیں کہ آپ کی بات میں کشش پیدا ہو جائے۔ اگر گھر میں ہی نہیں ہو رہی تو باہر کیسے ہو گی۔ حلقہ احباب اگر محسوس نہیں کرتے تو دوسرے کیسے محسوس کریں گے۔ اس لئے تبدیلی ہونا ایک فرضی قصہ نہیں ہے یہ روزمرہ کے حساب کی بات ہے۔ وہ مومن جو اپنی ذات میں تبدیلی کرتا ہے وہ ہر وقت دیکھتا رہتا ہے، پرکھتا رہتا ہے۔ اس کی برائیاں کھل کر اس کے سامنے ہوتی ہیں۔ جو نہیں ہوتیں ان کی تلاش میں رہتا ہے، ان کی کھوج میں رہتا ہے اور پھر وہ ان کو اپنے سامنے رکھتا ہے کہ اس سے بھی میں نے نجات حاصل کرنی ہے، اس سے بھی حاصل کرنی ہے۔ پھر ان بھدے نقوش کو دور کر کے ان کی جگہ خوبیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے، ان داغوں کو مٹانے کی کوشش کرتا ہے، دھوتا چلا جاتا ہے۔ اور یہ جو زندگی بھر کا کام ہے یہ ہے وہ دعوت الی اللہ جس کا قرآن کریم کی اس آیت میں ذکر فرمایا گیا ہے۔

"وعمل صالحا" میں ہرگز یہ مضمون نہیں کہ کامل عمل صالح پر اسے اختیار نصیب ہو گیا ہے۔ دعوت الی اللہ دے کر عمل صالح کی طرف توجہ کرنا اور کرتے چلے جانا یہ وہ مضمون ہے جو اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا کہ "عمل صالحا" کو پہلے رکھتا اور پھر کہتا کہ دعوت الی اللہ دے رہا ہے۔ پھر ہم سمجھتے کہ دعوت الی اللہ دینے کا حق اس وقت قائم ہو گا جب آپ عمل صالح کا حق ادا کر چکے ہونگے۔ مگر اس طرح تو پھر دنیا کی اکثریت دعوت الی اللہ سے محروم ہو جائے گی۔ دعوت الی اللہ عمل صالح کا احساس اور شعور بیدار کرتی ہے اور جب یہ شعور بیدار ہوتا ہے تو اس کی آواز پر لبیک کہنے والے وہ ہیں جو "عمل صالحا" کا تعریف میں داخل کئے جاتے ہیں۔ اس شعور کی بیداری کے ساتھ ساتھ آپ کی ذات میں ایک ارتقائی عمل شروع ہو جاتا ہے۔ اور جب آپ اس عمل کے نتیجے میں اپنے آپ کو ایک خوبی پر پوری طرح مستحکم دیکھتے ہیں تو دل کی بے اختیار یہ آواز نکلتی ہے "انی من المسلمین" کہ میں تو مسلمانوں میں سے ہو گیا ہوں۔ پس اس کیفیت کے ساتھ دعوت الی اللہ کو سمجھ کر آپ تبلیغ کریں تو پہلے اپنی تربیت کی توفیق ملے گی پھر دعوت الی اللہ کی توفیق ملے گی، پھر وہ جو دعوت الی اللہ میں آپ کی آواز پر لبیک کہہ کر آئے ہیں ان کی تربیت کی بھی آپ کو توفیق ملے گی۔ یہ وہ تیسری بات ہے جس سے میں نے آغاز کیا تھا مگر پہلی دو باتیں سمجھائے بغیر اس تک پہنچ نہیں سکتا تھا۔

نئے آنے والے کثرت سے آ رہے ہیں اور ان کی تربیت کے تقاضے پھیلتے جا رہے ہیں۔ اور سب سے زیادہ مشکل وہاں ہے جہاں قومیں داخل ہو رہی ہیں۔ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں لوگ خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ ان سب کو عمل صالح کی تلقین کرنا محض تلقین کے طور پر کافی نہیں۔ وہ نیک نمونہ جس نے ان کو کھینچا تھا اس نیک نمونے کو ان میں جاری کرنا اور ان کے لئے اس نمونے کو ان کا "عرضہ" بنا دینا وہ مقصود بنا دینا، جو اس کی پیروی کریں یہ ضروری ہے۔ مگر انفرادی تبلیغ میں تو یہ مسئلہ آسانی سے حل ہو سکتا ہے اگر ایک انسان نیت رکھتا ہو۔ لیکن اجتماعی تبلیغ میں مشکل پیش آ جاتی ہے۔ اور اس وقت میرے پیش نظر صرف انفرادی تبلیغ نہیں بلکہ وہ دنیا کے علاقے ہیں جو امریکہ میں تو ابھی نہیں مگر افریقہ میں، کثرت سے ہیں اور بعض مشرقی ممالک میں بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ یعنی غیر افریقی

The Hahnemann College of Homoeopathy

Venues: London and Birmingham; Contact: The Secretary, 164 Ballards Road, Dagenham, Essex. RM10 9AB. Tel / Fax: 0181-984-9240

The Hahnemann College of Homoeopathy (est. 1980) teaches classical Hahnemann principles. The college offers two courses for the mature student leading to the professional Diploma qualification : D.Hom.Med. and gives eligibility for professional registration with the U.K. Homoeopathic Medical Association (UKHMA).

FOUR YEAR PART TIME DIPLOMA COURSE

This course is open to any candidate who have a strong desire to learn homoeopathy to relieve the suffering of mankind.

TWO YEAR PART TIME DIPLOMA COURSE

This course is open to the following medical practitioners.

Acupuncture, Pharmacy, Chiropractice, Osteopaths, Naturopathy, SRN's, Physiotherapy, Dental Surgeons, Veterinary Surgeons.

Courses include: practical clinical studies / Patient management / renowned international speakers. For prospectus please apply above.

ممالک میں بھی اور یورپ میں بھی بعض علاقے ایسے ابھر رہے ہیں جہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے بکثرت لوگ احمدیت کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ جن کا رجوع فوج در فوج کہلا سکتا ہے۔ ان کی تربیت کا کیا طریق ہے؟ کیونکہ ان تک تو آواز پہنچانے والے چند ہیں اور ان چند کے لئے ممکن نہیں ہے کہ اپنے نمونے ان سب کو عملاً دکھا کر ان کا مزہ ان کو چکھا سکیں اس لئے وہ ان کی نظر میں اجنبی رہتے ہیں۔

دعوت الی اللہ عمل صالح کا احساس اور شعور بیدار کرتی ہے اور جب یہ شعور بیدار ہوتا ہے تو اس کی آواز پر لبیک کہنے والے وہ ہیں جو "عمل صالح" کی تعریف میں داخل کئے جاتے ہیں

ابھی حال ہی میں البانیہ ہم نے ایک وفد بھجوایا اور اسی غرض سے کہ وہاں کے تبلیغی اور تربیتی تقاضوں کو زیادہ گہری نظر سے دیکھا جائے تو پتہ چلا کہ اکثر لوگ جو ہیں وہ احمدیت کو قبول تو کر چکے ہیں لیکن ان کے سامنے وہ احمدیت کا عملی زندہ نمونہ موجود نہیں ہے جو دراصل اب ان کو سنبھالنے کے لئے ضروری ہے۔

سوال یہ ہے کہ قرآن کریم اس مسئلے کا کیا حل پیش فرماتا ہے۔ اس مسئلے کا حل قرآن کریم نے یہ بیان فرمایا ہے کہ تم ان تک پہنچتے رہو گے تو یہ کافی نہیں ہوگا۔ اب ان کا فرض ہے یا تمہارا یہ فرض ہے کہ یہ انتظام کرو کہ وہ تم تک پہنچیں اور انہی میں سے کچھ لوگ پیدا ہوں جو نیک اعمال کے نمونے دکھا سکیں اور پھر نیکی کی طرف بلا سکیں۔ یہ وہ حیرت انگیز نظام ہے جو قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔ اور جہاں تک میرا مذہب کا مطالعہ ہے مجھے کہیں اور دکھائی نہیں دیا کہ باہر سے لوگ آئیں، وفود کی صورت میں آئیں، تمہارے پاس ٹھہریں، تربیت حاصل کریں اور پھر واپس اپنی قوم کی طرف جا کر ان کے سامنے وہ پختہ باتیں دکھائیں جن کی تائید ان کے عمل کر رہے ہوں۔ یہ وہ طریق ہے۔ ایک یہ طریق ہے جو آج جماعت احمدیہ کے کام آسکتا ہے۔ چنانچہ اس طریق پر عمل کروانے کے لئے گزشتہ سال جن جماعتوں کو میں نے ہدایت دی ان میں سے جنہوں نے عمل کیا وہ حیران رہ گئے کہ کتنا حیرت انگیز پاک نتیجہ ظاہر ہوا۔ اور دہشت زدہ ہو گئے یہ دیکھ کر کہ اگر یہ نہ ہوتا تو ہماری تبلیغ ساری بے حقیقت ثابت ہو جاتی۔ بعض علاقے تھے جہاں ستر ہزار، ایک علاقے کے لوگ ہیں جنہوں نے اکٹھے احمدیت کو قبول کر لیا۔ اور جماعت یہ سمجھی کہ الحمدللہ بہت بڑی کامیابی ہوئی۔ چونکہ واقعتہً وہ احمدی ہوئے تھے اس لئے اس میں کوئی جھوٹ نہیں تھا کوئی مبالغہ نہیں تھا، رپورٹ بھیجنے کا حق بھی تھا۔ لیکن جب یہ نصیحت میں نے کی کہ ان کے آدمی بلائیں اور ان کی تربیت کا انتظام کریں پھر ان کو سکھائے ہوئے پرندوں کی طرح جو ابراہیمی طیور ہیں واپس اپنی جگہ بھیج دیں پھر وہ ہمیشہ آپ کے رہیں گے۔ پھر جب آپ ان کو بلائیں گے تو ضرور لبیک کہیں گے اور جہاں جہاں جا کر ٹھہریں گے وہاں اپنے جیسے پاک نمونے پیدا کریں گے۔ جب یہ انتظام شروع کیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی خود آنکھیں کھل گئیں کہ یہ جو لوگ جو تربیت کے لئے آئے تھے اور وہ تھے جو چنیدہ تھے، جو اپنی قوم میں سے خاص اچھے سمجھے گئے تھے ان کو بلایا گیا تھا اکثر خالی تھے ان کو بعض بنیادی باتوں کا علم ہی کوئی نہیں تھا۔ اور پھر نظام جماعت کے آداب کا علم نہیں تھا۔ کیونکہ نظام جماعت کے آداب کا علم تمام نیکیوں کی حفاظت کے لئے ضروری ہے۔ تقویٰ کی حفاظت کے لئے ضروری ہے۔ اور مستقل تسلیم و رضا کے نظام کو زندہ رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے اس کا فقدان بہت ہی خطرناک فقدان ہے۔ جب وہ آئے تو اس کے بعد دیکھتے دیکھتے رپورٹوں سے پتہ چلا کہ ان کی تو کایا پلٹ گئی، ان کے آثار ہی بدل گئے اور واپس اس حال میں جا رہے تھے کہ اچھلتے کودتے۔ اب مزہ آئے گا ہمیں تبلیغ کرنے کا۔ اب ہمیں لوگوں کی تربیت کا لطف آئے گا پہلے تو ہمیں پتہ ہی نہیں تھا کہ یہ کیا چیز ہوتی ہے۔

چنانچہ چونکہ یہ بھی اب ممکن نہیں رہا کہ ہر ملک کے مرکز میں تمام ایسے لوگوں یا قوموں کے نمائندوں کو ایک جگہ اکٹھا کیا جا سکے جنہوں نے واپس جا کر پھر قرآن کے بیان کے مطابق یا قرآن کے سکھائے ہوئے طریق کے مطابق اپنی اپنی قوم کی تربیت کرنی ہے۔ اب ہم نے یہ حل نکالا ہے کہ ہر علاقے میں ایک مرکز بنایا جائے اور وہ احمدیت کا مرکز ہو جہاں ہمہ وقت تربیت کے دور چلتے چلے جائیں۔ وہاں کچھ لوگ ایسے تربیت یافتہ بٹھا دئے جائیں جن کا کام یہ ہے کہ لوگ باہر سے آئیں، ان کے پاس رہیں، پندرہ پندرہ دن، بیس بیس دن کے لئے مہینہ دو مہینے ٹھہر سکتے ہیں تو اور بھی بہتر ہے۔ ان کی رہائش کا انتظام ہو، ان کے کھانے کا انتظام ہو اور وہ تربیت حاصل کر کے پھر اپنی قوم کی طرف لوٹیں۔ ورنہ آپ کے تصور میں بھی نہیں آسکتا کہ افریقہ کے ممالک میں رسل و رسائل کی کیا حالت ہے اور ایک علاقہ جس کو میں ستر ہزار کا علاقہ کہتا ہوں وہ ایک جگہ نہیں ہے، وہ پھیلا پڑا ہے جنگلوں میں۔ ان میں سے ہر گاؤں ہزار بارہ سو یا آٹھ سو افراد پر مشتمل ہے وہ آپس میں کئی کئی میل کے فاصلے پر بھی ہو سکتا ہے۔ اور دشوار گزار رستے ہیں ان کو باہر سے جانے والا طے بھی نہیں کر سکتا آسانی سے۔ اور پھر رستے کے خطرات کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتا۔ وہ اس طرح احمدی ہوئے کہ ان کے لیڈرز ایک جگہ اکٹھے ہوئے تھے اور بات سنی اور پورے اطمینان سے احمدیت کی تائید کی اور اپنے سارے علاقے کے نمائندے بلوائے اور ان سے پوچھا اور سب نے جب توثیق کی تب وہ احمدی شمار ہوئے۔

لیکن تربیت کے لئے اب احمدی مبلغین جو تربیت یافتہ ہیں ان کی تعداد کیا ہے اور حیثیت کیا ہے۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ۔ وہ اتنے بڑے قافلوں کے کام آسکتا ہے؟ وہ اتنی بڑی فوجوں کی بھوک مٹا سکتا ہے؟ ممکن ہی نہیں ہے۔ مگر قرآن نے یہ مضمون سکھا کر کتنا آسان کر دیا۔ فرمایا ان کو کہو وہ آئیں اور ان کے لئے مراکز قائم کرو۔ وہ تربیت پائیں اور پھر واپس جائیں۔ وہ جانتے ہیں اپنی قوم کے اسلوب کو، اپنی قوم کی زبان کو، اس کے اطوار کو، وہ جانتے ہیں کہ ان کے اندر کیا کیا برائیاں ہیں۔ وہ اگر ان کی برائیاں کہیں کہ یہ برائیاں ہیں تو وہ مان جائیں گے اور بسا اوقات تم کہو گے تو وہ برا منائیں گے۔ پس ان وفود کو بلا کر یہ بھی تجربہ ہوا کہ بڑے بڑے نیک لوگ جو بڑے اخلاص سے احمدی ہونے والے تھے جب بعض رسموں کے خلاف ان سے بات کی تو بھڑک اٹھے ابتداء میں، کہ نہیں نہیں یہ غلط ہے ہمیں تو یہی سکھایا گیا ہے، یہی اسلام ہے کہ جب کوئی فوت ہو تو اتنے بکرے لوگوں کو کھلاؤ اور اتنے پیسے آئمہ کو تقسیم کرو اور ساتویں دن یہ کرو اور بارھویں دن یہ کرو۔ یہ سارے قصے اپنے اپنے خیالات کے مطابق مختلف ملکوں میں رائج ہیں۔ اور بعض ظالمانہ ایسی رسوم بھی ہیں جو محض یہ نہیں کہ سنت نہیں ہے بلکہ سراسر سنت کے مخالف ہیں۔ تو ان کی تربیت میں وہاں پتہ چلا جب وہ چند تھے کہ اگر ان کی قوم کے اندر رہتے ہوئے ان سے یہ ساری بات کی جاتی تو ساری قوم نے ان کی تائید میں اٹھ کھڑے ہونا تھا۔ اور ہرگز بعید نہیں تھا کہ یہ تربیت ارتداد کا موجب بن جاتی۔ مگر چونکہ احمدی ماحول جو مرکزی ماحول تھا اس کے غلبے کے اندر آئے ہوئے تھے، مہمان ٹھہرے ہوئے تھے، اپنی حدود کو سمجھتے تھے اور سارا ماحول جو ارد گرد تھا جو ان کی کلاسوں میں آیا بھی کرتا تھا جن سے روز ملاقاتیں ہوتی تھیں وہ سارے انہی عقائد کے قائل تھے جو جماعت ان کو سکھا رہی تھی تو اس سے وہ مرعوب ہو گئے اور زیادہ پھر اصرار نہیں کیا بدیوں پر۔ جب ان لوگوں نے جا کر ان کو سکھایا کہ ہم یہ سیکھ کر آئے ہیں ہم واقعتہً غلط سمجھتے تھے تو ان کی باتوں کا نیک اثر ہوا۔

اور قرآن کریم جب یہ تعلیم دیتا ہے تو اس کی مثالیں بھی ہمارے سامنے رکھتا ہے اور عجیب کامل کتاب ہے۔ کوئی بھی ایسی تعلیم نہیں جس کی ایک نہایت ہی اعلیٰ اور پاکیزہ مثال ہمارے سامنے نہ رکھ دی ہو۔ اس مضمون کی مثال ان جنوں کے واقعات میں دی گئی جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بعض لوگ انہیں جنوبی عرب کے قبائل قرار دیتے ہیں مگر زیادہ مستند تحقیق یہ ہے کہ وہ افغانستان کا ایک وفد تھا اور پٹھان قبائل تھے۔ چونکہ یہ روایت سارے افغانستان میں تمام قبائل میں موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں ہمارا ایک وفد مخفی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور انہوں نے واپس آکر جب تعلیم دی تب ہم مسلمان ہوئے ہیں۔ اب یہ اگر ایک فرضی روایت ہوتی تو چند قبائل کی ہو سکتی تھی ساری قوم کی متفق علیہ گواہی نہیں بن سکتی تھی۔ اور قرآن کریم نے جو ذکر فرمایا ہے وہاں یہ بات بطور خاص ہے کہ ان کی Identity مخفی رکھی گئی، ان کے تشخص کو ظاہر نہیں فرمایا گیا۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایک صحابی کو ساتھ لے کر چلے تو اسے دور کھڑا کر دیا کہ اب یہاں سے آگے تم نے قدم نہیں

سب کچھ تیری عطا ہے — گھر سے تو کچھ نہ لائے

با اعتماد ادارہ

DAUD TRAVELS

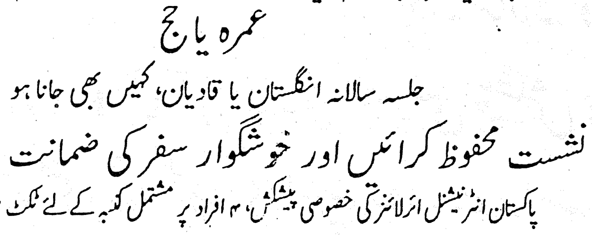

آپ بھی آئیے اور آزمائیے

دنیا کے کسی بھی ملک میں جب چاہیں رخت سفر باندھیں

آپ ہمیں اپنا پروگرام دیں، اسے خوبصورت انداز میں فریم کریں گے

عمرہ یا حج

جلسہ سالانہ انگلستان یا قادیان، کہیں بھی جانا ہو

نشست محفوظ کرائیں اور خوشگوار سفر کی ضمانت حاصل کریں

پاکستان انٹرنیشنل ائرلائنز کی خصوصی پیشکش، ۴ افراد پر مشتمل کنبہ کے لئے ٹکٹ میں ۱۰٪ رعایت

بذریعہ فیری جلسہ سالانہ انگلستان میں شمولیت کرنے والوں کے لئے خصوصی رعایت ۵ افراد بمعہ کار کرایہ ۱۴۰ مارک صرف بس کے سفر کا بھی انتظام موجود ہے۔ بذریعہ ہوائی جہاز سفر کے لئے پیشگی بکنگ جاری ہے

اس کے علاوہ

ہر قسم کے سرکاری و غیر سرکاری دستاویزات کے جرمن ترجمہ کا بارعایت انتظام بھی موجود ہے

Bilal Daud Kahlon

Daud Travels

Otto Str. 10,60329. Frankfurt am Main

Direkt vor dem, Intercity Hotel

Telefon: (069) 23 3654, Fax: (069) 25 93 59, Residence: (069) 5077190

MOBILE: 01716221046

رکھنا۔ میں اکیلا جاؤں گا اور پھر ساری رات ان سے تبلیغ کی ہے۔ وہ زبان سمجھنے والے ہونگے، کوئی ایسے مترجمین ان کے ساتھ ہونگے۔ جو بھی صورت تھی وہ جب واپس گئے ہیں تو قرآن کریم فرماتا ہے یہ باتیں کر رہے تھے کہ ہم بھی کیسے پاگل تھے یہ یہ رسمیں، یہ یہ خیالات ہم میں پائے جاتے تھے۔ اب عرب وفد اگر کوئی جا کے افغانستان میں جن کے آغاز ہی سے شدید مزاج ہیں باتیں کرتا تو شاید زندہ بچ کے واپس نہ آتا۔ مگر قوم نے جو وفد بھیجا تھا جب وہ سیکھ کر واپس گیا ہے تو قرآن کہتا ہے کہ بڑے عزم کے ساتھ وہ یہ کہتے ہوئے واپس جا رہے تھے کہ ہاں، ہم جا کے قوم کی اصلاح کریں گے۔ بتائیں گے کہ پاگل تھے وہ ہمارے آباؤ اجداد جو یہ یہ باتیں کیا کرتے تھے یہ یہ سوچا کرتے تھے. اصل حقیقت یہ ہے اور اسی وقت، انہی باتوں کے درمیان ختم نبوت کا مسئلہ بھی حل کر جاتے ہیں۔ وہ جو بیوقوفیاں آباؤاجداد کی تھیں ان میں ایک یہ بھی بیان کرتے ہیں۔ عجیب بےوقوف لوگ تھے کہتے تھے اب نبی کبھی خدا نہیں بھیجے گا اور دیکھو نبی سے مل کر آ رہا ہے۔ تو یہ جو ختم نبوت کا عقیدہ ہے مولوی جھوٹ بولتے ہیں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد جاری ہوا۔ قدیم سے اس قسم کے عقیدے مختلف رنگوں میں قوموں میں پائے جاتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس کی تردید فرمائی اور یہ بات اپنے پلے باندھ کر وہ واپس لوٹے کہ اس قسم کی ختم نبوت کوئی چیز نہیں کہ جس کے نتیجے میں اللہ کی طرف سے ہدایت دینے والے ہی بند ہو جائیں۔ نئے مذہب کی بات اور ہے مگر ہدایت دینے والے خدا کی طرف سے آنے لازم ہیں۔

تو دیکھو وہ وفد کا طریق جو خدا نے ہمیں سکھایا اس کی ایک سچی حقیقی مثال ہمارے سامنے تاریخ اسلام سے رکھ دی کہ اسی طرح تم سے بھی ہو گا۔ تم اس طرح تربیت کے انتظام کرو گے تو پھر یہ لوگ بڑے اعتماد کے ساتھ واپس جا کر اپنی قوم کی بدیوں کو دور کریں گے۔ الحمدللہ غانا نے بڑی ہی سعادت مندی سے اس سکیم پر عمل کیا ہے اور ان کے خطوط سے پتہ چلتا ہے کہ حیرت انگیز فائدے پہنچے ہیں۔ پس باقی دنیا کی جماعتوں کو بھی خواہ وہ مغرب کی ہوں یا مشرق کی ہوں میں یقین دلاتا ہوں کہ دعوت الی اللہ اگر آپ ڈھب سے کریں گے تو جب تک قرآن کے بیان کردہ طریق پر آنے والوں کی تربیت کا انتظام نہیں کریں گے ہو سکتا ہے کہ جو بیج آپ بوتے چلے جائیں وہ اگ بھی جائے تو پیچھے جانور اسے چر جائیں یا پرندے کھا جائیں آپ کے ہاتھ کچھ نہ آئے۔ پس یہ وہ منظّم مربوط نظام ہے جو قرآن نے پیش کیا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ جو بقیہ وقت ہے ہمارا تبلیغی سال پورا ہونے میں اس میں جماعتیں پورے زور سے کوشش کریں گی اور افراد بھی۔ اور افراد کی ذمہ داری اس لئے اہم ہے کہ جب تک وہ اپنے اخلاق اور اعمال میں تبدیلی پیدا نہیں کریں گے جماعت میں طاقت پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔ جماعت نام ہے افراد کے مجموعے کا اور جو اجتماعی حسن ہے اس میں بڑی طاقت پیدا ہو جاتی ہے مگر وہ حسین قطروں سے بن کر بنا کرتا ہے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

نرم شعلوں کی لپک یاد آئی
تیری عارض کی دمک یاد آئی

کہکشاں پر جو نظر آج پڑی
تیرے آنچل کی دھنک یاد آئی

گل و گلزار کا جب ذکر آیا
تیری سانسوں کی مہک یاد آئی

ساز و آہنگ کے ہنگاموں میں
تیری باتوں کی کھنک یاد آئی

چار سو دیکھ کے بیباکی حسن
پھر مجھے تیری جھجک یاد آئی

شاخ گل جب بھی صبا سے کھیلی
تیرے پیکر کی لچک یاد آئی

جب بھی موزوں ہوا اک مصرعہ تر
کیوں تری نوک پلک یاد آئی

جب کبھی بجھ سا گیا دل کا چراغ
تیری آنکھوں کی چمک یاد آئی

جاگ اٹھے سوئے ہوئے غم ناہید
ایک خوابیدہ کسک یاد آئی

(عبدالمنان ناہید)

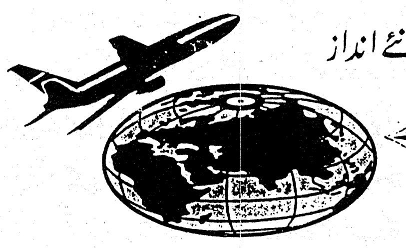

خدمت کے نئے انداز

ہوائی سفر کے لئے

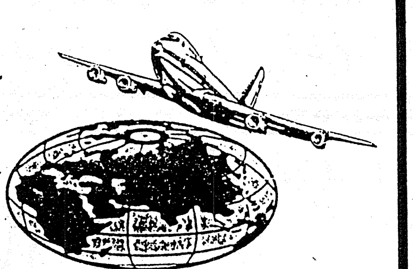

احمدی بھائیوں کی اپنی قابل اعتماد ٹریول ایجنسی

INDO-ASIA REISEDIENST

دنیا کے گرد پھیلے ہوئے پانچ براعظموں میں کسی بھی ملک میں سفر کرنے کے لئے مناسب داموں پر ہوائی جہاز کے ٹکٹ حاصل کریں

اسی طرح پاکستان کے مختلف شہروں کے بارعایت ٹکٹ کے حصول کے لئے
ہماری خدمات سے ضرور فائدہ اٹھائیں

جلسہ سالانہ قادیان کے لئے بکنگ جاری ہے

P.I.A پی آئی اے کی خصوصی پیشکش چار افراد پر مشتمل کنبہ کے لئے ٹکٹ میں ۱۰ فیصد رعایت

آپ جرمنی کے کسی بھی ائرپورٹ سے براستہ فرینکفرٹ ڈائریکٹ لاہور اور اسلام آباد فضائی سفر کر سکتے ہیں

ہمارے ہاں انگریزی اور اردو کا جرمن زبان میں ترجمہ کروانے کا بندوبست
بھی موجود ہے آپ کی خدمت کے منتظر

منیر احمد چوہدری —— عبدالسمیع

Indo-Asia Reisedienst
Am Hauptbahnhof 8
60329 Frankfurt
Tel: 069 - 236181 Fax: 069 - 230794

لیکچر ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے متعلق

برطانوی ہند کے پریس اور دانشمندان مشرق و مغرب کے تاثرات

(دوست محمد شاہد، مورخ احمدیت)

''جلسہ اعظم مذاہب'' منعقدہ لاہور (دسمبر ۱۸۹۶ء) میں دیگر مذاہب عالم کے مضامین پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیکچر کی فیصلہ کن برتری دنیا کی مذہبی تاریخ کا ایک حیرت انگیز واقعہ ہے۔ یہ واقعہ کئی پہلو رکھتا ہے اور ہر پہلو کئی نشانوں کا حامل ہے اور ہر نشان بہت سے معجزات پر مشتمل ہے۔ جن کا لطیف ترین خلاصہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک الفاظ میں پیش کرتا ہوں۔ یہ خلاصہ حضور کی مختلف کتابوں سے تیار ہوا ہے اور حضور ہی کے الفاظ میں ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ ایک ہندو صاحب قادیان میں میرے پاس آئے جن کا نام سوامی شوگن چندر تھا اور کہا کہ میں ایک مذہبی جلسہ کرنا چاہتا ہوں، آپ بھی مذہب کی خوبیوں سے متعلق کچھ مضمون لکھیں۔ میں نے عذر کیا پر اس نے بڑے اصرار سے کہا کہ آپ ضرور لکھیں۔ چونکہ میں جانتا ہوں کہ میں اپنی ذاتی طاقت سے کچھ بھی نہیں کر سکتا بلکہ مجھ میں کوئی طاقت نہیں۔ میں بغیر خدا کے بلائے بول نہیں سکتا اور بغیر اس کے دکھانے کے کچھ دیکھ نہیں سکتا۔ اس لئے میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ وہ مجھے ایسے مضمون کا القاء کرے جو اس مجمع کی تمام تقریروں پر غالب رہے۔ میں نے دعا کے بعد دیکھا کہ ایک قوت میرے اندر پھونک دی گئی ہے۔ میں نے اس آسمانی قوت کی ایک حرکت اپنے اندر محسوس کی اور میرے دوست جو اس وقت حاضر تھے جانتے ہیں کہ میں نے اس مضمون کا کوئی مسودہ نہیں لکھا۔ جو کچھ لکھا صرف قلم برداشتہ لکھا تھا اور ایسی تیزی اور جلدی سے میں لکھتا جاتا تھا کہ نقل کرنے والے کے لئے مشکل ہو گیا کہ اس قدر جلدی اس کی نقل لکھے۔ جب میں مضمون ختم کر چکا تو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ ''یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا''۔ چنانچہ میں نے قبل از وقت اس بارے میں اشتہار دے دیا۔ یہ اشتہار [۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء] لاہور کے جلسہ مذاہب سے پہلے، نہ صرف لاہور میں مشتہر کیا گیا تھا بلکہ جلسہ مذکورہ کی تاریخوں سے کئی دن پیشتر پنجاب کے اکثر شہروں میں اور ہزارہا لوگوں میں بکثرت شائع ہو چکا تھا۔ پس ایسا ہی ہوا کہ اس جلسہ میں جس قدر مضامین پڑھے گئے ان سب پر ہمارا مضمون فائق رہا۔ اس مضمون کا جلسہ مذاہب پر ایسا فوق العادت اثر ہوا تھا کہ گویا ملائک آسمان سے نور کے طبق لے کر حاضر ہو گئے تھے۔ ہر ایک دل اس کی طرف ایسا کھینچا گیا تھا کہ گویا ایک دست غیب اس کو کشاں کشاں عالم وجد کی طرف لے جا رہا ہے۔ سب لوگ بے اختیار بول اٹھے کہ آج اسلام کی فتح ہوئی۔ اس جلسہ میں اکثر لوگ زار زار روتے تھے۔ یہ جلسہ اس مضمون کے پڑھنے سے گویا ایک صوفیاء کرام کی مجلس تھی۔ تمام زبانیں سکتہ کی عالم میں تھیں اور آنسو جاری تھے اور لذت اور وجد سے دل رقص کر رہے تھے۔ خود اس جلسہ میں غیر مذاہب کے وکلاء نے بھی پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر گواہیاں دیں کہ مرزا صاحب کا مضمون سب پر غالب رہا۔ اختتام تقریر کے بعد سب لوگوں نے مسلمانوں کو مبارک باد دی۔ مضمون چونکہ پانچ سوالات مشتہرہ کے ہر ایک پہلو کے متعلق تھا اس لئے اس کے پڑھنے کے لئے مقررہ وقت کافی نہ تھا۔ لہذا تمام حاضرین کے انشراح صدر سے درخواست کرنے پر اس کے پڑھنے کے لئے ایک دن اور بڑھایا گیا۔ یہ بھی عام قبولیت کا نشان ہے۔ [انعقاد جلسہ کی تاریخیں ۲۶، ۲۷، ۲۸ اور ۲۹ دسمبر ۱۸۹۶ء)۔ لاہور شہر میں دھوم مچ گئی کہ نہ صرف مضمون اس شان کا نکلا جس سے اسلام کی فتح ہوئی بلکہ ایک الہامی پیش گوئی بھی پوری ہو گئی۔ اس روز سے ہماری جماعت کے بہادر سپاہی اور اسلام کے معزز رکن حبی فی اللہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے مضمون پڑھنے میں وہ بلاغت فصاحت دکھلائی کہ گویا ہر لفظ میں ان کو روح القدس مدد دے رہا تھا۔

جلسہ مذاہب کے بعد حق کے طالبوں کے دلوں پر اس پیش گوئی کا بہت ہی اثر ہوا کیونکہ جب انہوں نے دیکھا کہ درحقیقت یہی مضمون دوسرے مضمونوں پر غالب رہا اور تمام فرقوں کی عام توجہ اور رغبت اسی مضمون کی طرف ہو گئی۔ تب انصاف پسند لوگوں کے دلوں پر الہامی پیش گوئی کی سچائی نے عجیب اثر کیا۔ یہاں تک کہ ایک صاحب نے سیالکوٹ سے مبلغ سو روپیہ اپنے جوش خوشی سے بھیجا کہ خدا تعالیٰ نے اس مضمون کو ایک نشان کے رنگ میں ظاہر فرمایا۔ یعنی اس نے ایک تو ذاتی خاصیت اس مضمون میں ایسی رکھی کہ ہر ایک فرقہ کا انسان باوجود مذہبی روکوں کے بے اختیار اس مضمون کی تعریف کرنے لگا۔ اور قریباً پنجاب کی تمام اخباریں ایک زبان سے بول اٹھیں کہ جلسہ مذاہب کے تمام مضامین کی جان یہی مضمون ہے۔ اور سول ملٹری جو ایک نیم سرکاری اخبار سمجھی جاتی ہے اس نے بھی یہی گواہی دی کہ اسی مضمون کی قبولیت ظاہر ہوئی۔ اور آبزرور نے لکھا کہ یہ مضمون اس لائق ہے کہ انگریزی میں ترجمہ ہو کر یورپ میں شائع کیا جائے۔ اس سے ظاہر ہے کہ کس شوکت اور شان سے یہ پیش گوئی پوری ہوئی''۔

(حقیقۃ الوحی طبع اول صـ ۲۷۸، ۲۷۹۔، ضمیمہ انجام آتھم صـ ۱۵، ۱۶، ۱۷ اور ۳۲۔، نزول المسیح طبع اول صـ ۱۹۵۔، تریاق القلوب طبع اول صـ ۴۴، ۴۵)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ انقلاب انگیز، روح پرور اور وجد آفریں مضمون جو خدا تعالیٰ کے پاک کلام کی ایک جامع تفسیر اور انیسوی صدی کی ایک زبردست یادگار ہے پہلی بار ۱۸۹۷ء میں ''رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب'' (مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور) میں شائع ہوا۔ یہی مضمون جولائی ۱۹۰۵ء میں مطبع ضیاء الاسلام قادیان سے ''اسلامی اصول کی فلاسفی یا اسلام اور اس کی حقیقت'' کے نام سے منظر عام پر آیا۔ اسی دوران میں مولانا محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ کے قلم سے اس کا انگریزی ترجمہ انگریزی رسالہ ''ریویو آف ریلیجنز'' قادیان میں مارچ تا اکتوبر ۱۹۰۲ء کی اشاعتوں میں چھپا جس کا عنوان تھا Islam (اسلام)، یہی ترجمہ ۱۹۱۰ء میں The Teachings of Islam کے نام سے لیڈن (Leden) ہالینڈ میں چھپا اور لندن کے نشریاتی ادارہ .Luzac & Co نے شائع کیا۔ اب تک اس شاندار تالیف کے دنیا کی مشہور ۲۷ زبانوں میں تراجم شائع ہو کر قبولیت عامہ کی سند حاصل کر چکے ہیں۔ یہ زبانیں مندرجہ ذیل ہیں:۔

انگریزی، عربی، نارویجئن، البانین، بلگیرین، چینی، فرانسیسی، یونانی، اٹالین، پرتگیزی، روسی، ترکی، جرمن، ڈینش، یوروبا، ہاؤسا، سواحیلی، سپینش، انڈونیشین، بنگالی، برمی، ہندی، گورمکھی، ملیالم، جاپانی، نیپالی، پولش۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ منفرد تصنیف ہے جو ۲۷ زبانوں میں چھپ کر لاکھوں بلکہ کروڑوں انسانوں کے مطالعہ میں آئی اور سات براعظموں میں آباد اقوام عالم میں اس کی اشاعت ہوئی۔ اس کے علاوہ ۳۰ زبانوں میں تراجم مکمل ہو چکے ہیں اور مزید کئی زبانوں میں تراجم کئے جا رہے ہیں۔

ذیل میں اس شہرہ آفاق مضمون سے متعلق جلسہ اعظم مذاہب کے ناظمین، برطانوی ہند اور یورپ و امریکہ کے پریس اور مشرق و مغرب کے دانشوروں اور مفکروں کی اہم آراء اور تاثرات مختصر طور پر نمونۃً ہدیہ قارئین کئے جاتے ہیں:

Maulana Dost Muhammad Shahid

(۱)

سیکرٹری جلسہ اعظم مذاہب

''پنڈت گوردھن داس صاحب کی تقریر کے بعد نصف گھنٹہ کا وقفہ تھا لیکن چونکہ بعد از وقفہ ایک نامی وکیل اسلام کی طرف سے تقریر کا پیش ہونا تھا اس لئے اکثر شائقین نے اپنی اپنی جگہ کو نہ چھوڑا۔ ڈیڑھ بجنے میں ابھی بہت سا وقت رہتا تھا کہ اسلامیہ کالج کا وسیع مکان جلد جلد بھرنے لگا اور چند ہی منٹوں میں تمام مکان پر ہو گیا۔ اس وقت کوئی سات اور آٹھ ہزار کے درمیان مجمع تھا۔ مختلف مذہب و ملل اور مختلف سوسائٹیوں کے معتدبہ اور ذی علم آدمی موجود تھے۔ اگرچہ کرسیاں اور میزیں اور فرش نہایت ہی وسعت کے ساتھ مہیا کیا گیا لیکن صدہا آدمیوں کو کھڑا ہونے کے سوا اور کچھ نہ بن پڑا۔ اور ان کھڑے ہوئے شائقینوں میں بڑے بڑے رؤسا۔ عمائد پنجاب، علماء، فضلاء، بیرسٹر، وکیل، پروفیسر، اکسٹرا اسسٹنٹ، ڈاکٹر، غرض کہ اعلیٰ طبقہ کے مختلف برانچوں کے ہر قسم کے آدمی موجود تھے۔ ان لوگوں کے اس طرح جمع ہو جانے اور نہایت صبر کے عمل کے ساتھ جوش سے برابر پانچ چار گھنٹہ اس وقت ایک ٹانگ پر کھڑا رہنے سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ان ذی جاہ لوگوں کو کہاں تک اس مقدس تحریک سے ہمدردی تھی۔ مصنف تقریر اصالتاً تو شریک جلسہ نہ تھے لیکن خود اونہوں نے اپنے ایک شاگرد خاص جناب مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی مضمون پڑھنے کے لئے بھیجے ہوئے تھے۔ اس مضمون کے لئے اگرچہ کمیٹی کی طرف سے صرف دو گھنٹے ہی تھے لیکن حاضرین جلسہ کو عام طور پر اس سے کچھ ایسی دلچسپی پیدا ہو گئی کہ موڈریٹر صاحبان نے نہایت جوش اور خوشی کے ساتھ اجازت دی کہ جب تک یہ مضمون نہ ختم ہو تب تک کارروائی جلسہ کو ختم نہ کیا جاوے۔ ان کا ایسا فرمانا عین اہل جلسہ اور حاضرین جلسہ کی منشا کے مطابق تھا۔ کیونکہ جب وقت مقررہ کے گزرنے پر مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب نے اپنا وقت بھی اس مضمون کے ختم ہونے کے لئے دے دیا تو حاضرین اور موڈریٹر صاحبان نے ایک نعرہ خوشی سے مولوی صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ جلسہ کی کارروائی ساڑھے چار بجے ختم ہو جانی تھی۔ لیکن عام خواہش کو دیکھ کر کارروائی جلسہ ساڑھے پانچ بجے تک جاری رکھنی پڑی۔ کیونکہ یہ مضمون قریباً چار گھنٹہ میں ختم ہوا۔ اور شروع سے آخیر تک یکساں دلچسپی و مقبولیت اپنے ساتھ رکھتا تھا۔

(۲)

اخبار ''سول اینڈ ملٹری گزٹ''، لاہور

"The sources of divine knowledge, particular interest entered in the lecture of Mirza Ghulam Ahmed of Qadian, a master in the apologetics of Islam, an immense gathering of sects far and assembled to hear the lecture,

FOR GERMANY
THE ASIAN CHOICE FOR TV
GET CONNECTED !!
MTA - ZEE TV - ASIA NET
RECEIVER. DECODER. DISH. SMART CARD ARE AVAILABLE.
JUST CALL
KHAN SATELLITE NTECHNIK
OFFICIAL ZEE TV AGENT
TEL. & FAX : 08257 / 1694

which as the Mirza himself was unable to attend in person, was read by one of his able scholars Maulana Abdul Karim of Sialkot. The lecture on the 27th lasted about three and a half hours, and was listened to with rapt attention, though so far it dealt only with the first question. The speaker promised to treat the remaining question if time was allowed. So the president and the executive committee reserved to extend their sitting to the 29th".

اس جلسہ میں سامعین کی دلی اور خاص دلچسپی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے لیکچر کے ساتھ تھی جو اسلام کی حمایت اور حفاظت کے کامل ماسٹر ہیں۔ اس لیکچر کے سننے کے لئے دور و نزدیک سے لوگوں کا جم غفیر جمع ہو رہا تھا اور چونکہ مرزا صاحب خود تشریف نہ لا سکتے تھے اس لئے یہ لیکچر ان کے ایک لائق شاگرد مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھ کر سنایا۔ ۲۷ دسمبر کو یہ لیکچر ساڑھے تین گھنٹے تک ہوتا رہا اور حاضرین نے پوری توجہ سے اس کو سنا۔ لیکن ابھی صرف ایک ہی سوال ختم ہوا۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے وعدہ کیا کہ اگر وقت ملا تو باقی کا بھی سنا دوں گا۔ اس لئے اگزکٹو کمیٹی اور پریذیڈنٹ نے یہ تجویز کر لی کہ ۲۹ کا دن بڑھا دیا جائے۔ چنانچہ سارے مضمون کے لئے بخوشی ایک دن اور بڑھا دیا گیا اور باقی مضمون بھی سامعین نے اسی ذوق و شوق سے سنا۔

(۳)

اخبار چودھویں صدی راولپنڈی

(یکم فروری ۱۸۹۷ء)

اخبار "چودھویں صدی" راولپنڈی نے لکھا.

"ان لیکچروں میں سب سے عمدہ اور بہترین لیکچر جو جلسہ کی روح رواں تھا مرزا غلام احمد قادیانی کا لیکچر تھا جس کو مشہور فصیح البیان مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے نہایت خوش اسلوبی سے پڑھا۔ یہ لیکچر دو دن میں تمام ہوا۔ ۲۷ دسمبر کو قریباً چار گھنٹے اور ۲۹ کو ۲ گھنٹے تک ہوتا رہا۔ کل چھ گھنٹہ میں یہ لیکچر تمام ہوا جو حجم میں سو صفحہ کلاں تک ہوگا۔

غرضیکہ مولوی عبدالکریم صاحب نے یہ لیکچر شروع کیا اور کیسا شروع کیا کہ تمام سامعین لٹو ہو گئے۔ فقرہ فقرہ پر صدائے آفرین و تحسین بلند تھی اور بسا اوقات ایک ایک فقرہ کو دوبارہ پڑھنے کے لئے حاضرین سے فرمائش کی جاتی تھی۔ عمر بھر کانوں نے ایسا خوش آئندہ لیکچر نہیں سنا .... ۔

ہم مرزا صاحب کے مرید نہیں ہیں نہ ان سے ہمارا کوئی تعلق ہے لیکن انصاف کا خون ہم کبھی نہیں کر سکتے اور نہ کوئی سلیم فطرت اور صحیح کا اس کو روا رکھ سکتا ہے۔ مرزا صاحب نے کل سوالوں کے جواب (جیسا کہ مناسب تھا) قرآن شریف سے دئے اور تمام بڑے بڑے اصول و فروع اسلام کو دلائل عقلیہ اور براہین فلسفہ کے ساتھ مبرہن اور مزین کیا۔ پہلے عقلی دلائل سے الٰہیات کے ایک مسئلہ کو ثابت کرنا اور اس کے بعد کلام الٰہی کو بطور حوالہ پڑھنا ایک عجیب شان دکھاتا تھا۔

مرزا صاحب نے نہ صرف مسائل قرآن کی فلاسفی بیان کی بلکہ الفاظ قرآنی کی فلالوجی اور فلاسوفی بھی ساتھ ساتھ بیان کر دی غرض کہ مرزا صاحب کا لیکچر بہ ہیئت مجموعی ایک مکمل اور حاوی لیکچر تھا جس میں بے شمار معارف و حقائق و حکم و اسرار کے موتی چمک رہے تھے اور فلسفہ الٰہیہ کو ایسے ڈھنگ سے بیان کیا گیا تھا کہ تمام اہل مذاہب ششدر رہ گئے۔ کسی شخص کے لیکچر کے وقت اتنے آدمی جمع نہیں تھے جتنے کہ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت۔ تمام ہال اوپر نیچے سے بھرا ہوا تھا اور سامعین ہمہ تن گوش ہو رہے تھے۔ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت اور دیگر سپیکروں کے لیکچروں میں امتیاز کے لئے اس قدر کافی ہے کہ وقت خلقت اس طرح آگری جیسے شہد پر مکھیاں .... بہرحال اس کا شکر ہے کہ اس جلسہ میں اسلام کا بول بالا رہا اور تمام غیر مذاہب کے دلوں پر اسلام کا سکہ بیٹھ گیا۔

(۴)

اخبار "جنرل و گوہر آصفی"

(کلکتہ)

اس اخبار نے ۲۴ جنوری ۱۸۹۷ء کی اشاعت میں صفحہ ۲ پر "جلسہ اعظم منعقدہ لاہور" اور "فتح اسلام" کے دوہرے عنوان سے لکھا۔

"جلسے کے پروگرام کے دیکھنے اور نیز تحقیق کرنے سے ہمیں یہ پتہ ملا ہے کہ جناب مولوی سید محمد علی صاحب کانپوری، جناب مولوی عبدالحق صاحب دہلوی اور جناب مولوی احمد حسین صاحب عظیم آبادی نے اس جلسہ کی طرف کوئی جوشیلی توجہ نہیں فرمائی اور نہ ہمارے مقدس زمرہ علماء سے کسی اور لائق فرد نے اپنا مضمون پڑھنے یا پڑھوانے کا عزم بتایا۔ ہاں دو ایک عالم صاحبوں نے بڑی ہمت کر کے مانحن فیھا میں قدم رکھا۔ مگر الٹا۔ اس لئے انہوں نے یا تو مقرر کردہ مضامین پر کوئی گفتگو نہ کی۔ یا بے سروپا کچھ ہانک دیا۔ جیسا کہ ہماری آئندہ کی رپورٹ سے واضح ہوگا۔ غرض جلسہ کی کارروائی سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ صرف ایک حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان تھے۔ جنہوں نے اس میدان مقابلہ میں اسلامی پہلوانی کا پورا حق ادا فرمایا ہے اور اس انتخاب کو راست کیا ہے جو خاص آپ کی ذات کو اسلامی وکیل مقرر کرنے میں پشاور، راولپنڈی، جہلم، شاہ پور، بھیرہ، خوشاب، سیالکوٹ، جموں، وزیر آباد، لاہور، امرتسر، گورداسپور، لودھیانہ، شملہ، دہلی، انبالہ، ریاست پٹیالہ، کپور تھلہ، ڈیرہ دون، الٰہ آباد، مدراس، بمبئی، حیدرآباد دکن، بنگلور وغیرہ بلاد ہند کے مختلف اسلامی فرقوں سے وکالت ناموں کے ذریعہ مزین بدستخط ہو کر وقوع میں آیا تھا۔ حق تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر اس جلسے میں حضرت مرزا صاحب کا مضمون نہ ہوتا تو اسلامیوں پر غیر مذاہب والوں کے روبرو ذلت و ندامت کا قشقہ لگتا۔ مگر خدا کے زبردست ہاتھ نے مقدس اسلام کو گرنے سے بچا لیا۔ بلکہ اس کو اس مضمون کی بدولت ایسی فتح نصیب فرمائی کہ موافقین تو موافقین مخالفین بھی سچی فطرتی جوش سے کہہ اٹھے کہ یہ مضمون سب پر بالا ہے۔ بالا ہے۔ صرف اسی قدر نہیں بلکہ اختتام مضمون پر حق الامر معاندین کی زبان پر یوں جاری ہو چکا کہ اب اسلام کی حقیقت کھلی اور اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔

(۵)

دی اینگلو بیلجیئن ٹائمز

(برسلز)

"The teachings of Islam " turns out a wonderful commentary on The Qur'an (The Muslim scripture) itself. The author's method has a further moral, and this is one which, to our mind, all writers on religion will do well to consider. It is that a religious treatise should be affirmative rather than negative in character. It should insist on the beauties of one system rather than on the defects of another. "The Teachings of Islam" demonstrates the principle in a pre-eminent degree, and the result is that the author has been able, without being in the least bitter towards any non- Muslim system, to guide the reader to an appreciation of Muslims fundamentals such as would have been impossible otherwise. The book rings with sincerity and conviction.

(The Anglo Belgian Times, Brussels)

"ٹیچنگ آف اسلام" مسلمانوں کی الہامی کتاب قرآن کی ایک نہایت عمدہ تفسیر ہے۔ مصنف کا اسلوب بیان ایک مزید اخلاقی معیار قائم کرتا ہے جسے ہمارے نزدیک مذہب پر لکھنے والے تمام مصنّفین کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک مذہبی تصنیف کا انداز منفی نہیں بلکہ مثبت ہونا چاہئے۔ اسے کسی بھی سسٹم کی خوبیاں واضح کرنی چاہئیں نہ کہ محض دوسرے کی خامیاں۔ کتاب "ٹیچنگ آف اسلام" یہ اصول نہایت واضح طور پر قائم کرتی ہے۔ جس کی بناء پر اس کا مصنف قاری کو اسلام کے بنیادی اصولوں کی ستائش کی ترغیب کی خاطر کسی اور غیر مسلم سسٹم کے خلاف تلخ رویہ اختیار نہیں کرتا اور یہ بات کوئی اور طرز بیان اختیار کرنے سے ممکن نہ تھی۔ الغرض یہ کتاب خلوص اور حق الیقین کا مرقع ہے۔

(۶) دی ڈیلی نیوز (شکاگو)

"The devout and earnest character of the author is apparent"

(The Daily News, Chicago, 16 March 1912)

اس مصنف کا نہایت پرخلوص اور حقیقت پر مبنی کردار بالکل عیاں ہے۔

(۷) دی برسٹل ٹائمز اینڈ مرر

"Clearly it is no ordinary person who thus addresses himself to the west."

(The Bristol Times and Mirror)

یقیناً وہ شخص جو اس رنگ میں مغرب کو مخاطب کرتا ہے کوئی معمولی آدمی نہیں۔

(۸) دی انگلش میل

"A summary of really Islamic ideals."

(The English Mail 27 Oct.1911)

"حقیقی اسلامی خیالات کا خلاصہ"

(۹) تھیوسافیکل بک نوٹس

"Admirably calculated to appeal to the student of comparative religion, who will find exactly what he wants to know as Mohammedan doctrines on souls and bodies, divine existence, moral law and much else."

(Theosophical Book Notes, March 1912)

قابل تعریف۔ جچا تلا انداز جو مقابلہ مذاہب کے ایسے طالب علم کو بہت متاثر کرتا ہے جسے اس میں وہ سب کچھ مل جاتا ہے جو وہ محمدی قوانین کی روشنی میں روح، جسم، روحانی زندگی، اخلاقی قوانین اور دیگر بہت سے متعلقہ امور کے بارے میں جاننا چاہتا ہے۔

(۱۰)

نامور روسی مفکر کاؤنٹ ٹالسٹائی

"The ideas are very profound and very true."

یہ خیالات نہایت گہرے اور سچے ہیں۔

شاندار مستقبل

اسلامی اصول کی فلاسفی کے تراجم کی وسیع پیمانہ پر اشاعت اور اس کے متعلق مذکورہ بالا عالمی تاثرات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس معرکہ آراء کتاب نے دنیائے افکار و خیالات میں کس طرح زبردست تہلکہ مچا دیا ہے مگر یہ تو اس عظیم اور بین الاقوامی روحانی انقلاب کا نقطہ آغاز ہے جس کی جھلک سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک صدی قبل جناب الٰہی کی طرف سے دکھلائی گئی تھی۔ چنانچہ حضور نے اشتہار ۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء میں تحریر فرمایا:

"خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ..... اس کی پاک کتاب کا جلوہ ظاہر ہو۔ میں نے عالم کشف میں اس کے متعلق دیکھا کہ میرے محل پر غیب سے ایک ہاتھ مارا گیا اور اس ہاتھ کے چھونے سے اس محل میں سے ایک نور ساطع نکلا جو ارد گرد پھیل گیا اور میرے ہاتھوں پر بھی اس کی روشنی پڑی۔ تب ایک شخص جو میرے پاس کھڑا تھا وہ بلند آواز سے بولا کہ اللہ اکبر خربت خیبر۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس محل سے میرا دل مراد ہے جو جائے نزول و حلول انوار ہے اور وہ نور قرآنی معارف ہیں اور خیبر سے مراد تمام خراب مذہب ہیں جن میں شرک اور باطل کی ملونی ہے اور انسان کو خدا کی جگہ دی گئی یا خدا کی صفات کو اپنے کامل محل سے نیچے گرا دیا ہے۔ سو مجھے جتلایا گیا کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائے گا اور قرآنی سچائی دن بدن زمین پر پھیلتی جائے گی جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے"۔

(ضمیمہ انجام آتھم صـ ۱۶، ۱۷)

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۸۲)

رسٹاکس، ہائڈروسٹس، ہائیوسی مس، لیلیم ٹیگرینم

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۹ مئی ۱۹۹۵ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن (۹ مئی ۱۹۹۵ء) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام ملاقات میں ہومیو پیتھک کلاس میں رسٹاکس، ہائیڈروسٹس، ہائیوسیمس اور لیلیم ٹیگرینم پڑھائیں۔

رسٹاکس (Rhus. Tox.)

حضور نے فرمایا آرنیکا کی ایک بے چینی سارے بدن کی بجائے صرف ٹانگوں سے بھی تعلق رکھتی ہے۔ رات کے وقت ٹانگوں میں بے چینی جو خاص طور پر زنکم کی علامت ہے۔ زنکم میٹ اس میں چوٹی کی دوا ہے۔ ٹانگوں میں بے چینی ہو۔ خاص طور پر عورتوں میں زیادہ ملتی ہے یہ تکلیف۔ دیر سے اعصابی تناؤ ہو۔ پھر وہ رات کو باہر پاؤں بستر سے نکال کر آپس میں رگڑتی رہتی ہیں دونوں پاؤں کو۔ یہ بے چینی کا مظہر ہے۔ اس میں اگر رومیٹک تکلیفوں کی وجہ سے ایسا ہو تو پھر رسٹاکس دوا ہے۔ اگر محض اعصابی وجہ سے ہو تو زنکم میٹ ۲۰۰ میں۔

رسٹاکس میں باقی بدن کے مقابل پر زیادہ بوجھل بے جان سا ہلکا دردوں کا احساس بھی رہتا ہے۔ رسٹاکس کی Typical علامت ہے۔ اور بھی بہت سی دواؤں میں ہے۔ اس لئے رسٹاکس سے اگر باقی علامتیں ملتی ہوں تو یہی دوا کافی ہو سکتی ہے۔

ٹانگوں کی جو بے چینی ہے وہ روماٹزم کے علاوہ بعض دفعہ دبا دئے گئے ایگزیما وغیرہ یا خارش کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے۔ اگر رسٹاکس آپ دیں گے تو ہو سکتا ہے کہ مریض کی ٹانگوں پر خارش شروع ہو جائے یا ایگزیما اچھل آئے تو اس سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی سے پھر ٹھیک ہوتے ہیں۔

ارٹی کیریا (Urticaria) جس کو چھپاکی کہتے ہیں۔ یہ مختلف بخاروں سے تعلق رکھتا ہے۔ بعض دفعہ بغیر بخاروں کے بھی آ جاتا ہے۔ یعنی بغیر کسی بخار کے بھی۔ لیکن ملیریا میں اکثر میں نے دیکھا ہے کہ رسٹاکس کے مریض کو ارٹی کیریا کا رجحان ہوتا ہے۔ بعض ایسی دوائیں ہیں جن کے اثر سے ایلوپیتھک میں ملیریا روکنے کے لئے دی جاتی ہیں، بخار ٹوٹنے کے بعد شدید ارٹی کیریا شروع ہو جاتا ہے، ہتھیلی وغیرہ میں جسم کے اور حصوں میں خاص طور پر ہاتھوں میں سوجن کا احساس بھی ہوتا ہے اس کا علاج فاسفورس ہے۔

اس کی خارش میں کوئی لذت نہیں۔ کوئی مزا نہیں۔ بالکل بدمزہ بے ذوق سی چیز۔ محض تکلیف اور گہرا ہوتا ہے۔ اس تک انسان کا ہاتھ بھی نہیں پہنچتا۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ چھری سے کاٹا جائے تو شاید اندر تک اثر پہنچ جائے اور یہ چھری سے کاٹ کے اندر اثر پہنچانے کا جو رجحان ہے، بے بسی کا اظہار، یہ ایک اور دوا میں بہت ہے۔ اس کا نام ہے اینا کارڈیم اینا کارڈیم میگ نٹ سے بنتی ہے۔ یہ وہ چیز ہے جس سے دھوبی نشان ڈالتے ہیں کپڑوں کے اوپر یہ سیاہی جس چیز سے نکلتی ہے اس مگ سے جو ان مٹ ہے۔ کپڑا پھٹ جائے گا اس کا نشان نہیں مٹے گا۔ اور اس کی خارش بھی بڑی بدبخت چیز ہے اگر اس کا زہر کوئی کھا لے غلطی سے تو اس کے سارے جسم پر ورم ہو جائے گی اور ورم کے اندر خارش چھپی ہوئی ہوگی۔ وہ جتنا مرضی رگڑے درد ہوگی اوپر اور اندر خارش تک ناخن نہیں پہنچتے۔ دباؤ کی لکیریں اندر تک نہیں جاتیں۔ یہ ہے اینا کارڈیم۔ پس اس پہلو سے فاسفورس کی خارش عموماً ہاتھوں کی ہتھیلیوں میں اور تلووں میں ہوتی ہے۔ اس کا جو ارٹی کیریا ہے وہ سارے بدن پر ظاہر نہیں ہوتا۔ سب سے زیادہ یہاں زور مارتا ہے۔ اور سارے بدن پر عموماً بے چینی سی بدمزگی سی پھیل جاتی ہے۔ اس میں اگر فاسفورس کام نہ کرے تو اینا کارڈیم کو ٹرائی کرنا چاہئے۔ اور سلفر میں نے استعمال نہیں کی مگر ہو سکتا ہے وہ بھی مفید ہو۔ اصل میں اینا کارڈیم کو لوگ عموماً چھوٹے چھالوں سے ایسا باندھ دیتے ہیں کہ جب تک چھالے نہ دیکھ لیں وہ سمجھتے ہیں اینا کارڈیم کا کیس نہیں ہے۔ حالانکہ چھالے بعد کی سٹیج ہے یا بعض خاص قسم کے حملوں میں دیکھتے ہیں۔ ورنہ عموماً اس کی سب سے پہلی علامت یہی ہے۔ گہری خارش جس تک کھجلانے کی کوشش پہنچتی نہیں۔

رسٹاکس کے شنگلز کا بھی اچھا علاج ہو جاتا ہے۔ اور اس کے علاوہ ہرپیز ہر قسم کی، ہرپیز کو شنگلز کہتے ہیں۔ ہرپیز میں رسٹاکس چوٹی کی دوا ہے۔

ہائیڈروسٹس (Hydrastis)

یہ جگر کی بعض بیماریوں میں بہت ہی اہمیت رکھتی ہے۔ اس کا جگر سے بھی تعلق ہے اور جلد سے بھی تعلق ہے۔ اس سے اللہ کے فضل سے Malignent Ulcers بھی قابو آ جاتے ہیں۔ Malignent پھوڑوں میں اور آنکھ کے ضدی السرز میں خالص شہد بھی بہت مفید ہے۔

ہائیڈروسٹس جگر سے گہرا تعلق رکھتی ہے اس لئے بھوک پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ ایک عجیب سی علامت پیدا کرتی ہے کہ گہری کھرچن سی بھوک کی لگتی ہے اور اس کے ساتھ ہی کھانے سے سخت نفرت ہوتی ہے۔ کھانے کا نام بھی نہیں سنا جاتا۔ اور متلی کوئی نہیں۔ یہ عجیب سی علامتیں بعض دوسری دواؤں سے بھی ملتی ہیں مگر دوسرے طریق پر مثلاً لائیکوپوڈیم میں تھوڑا سا کھایا (حالانکہ بھوک بہت لگتی ہے) اور بھوک بند۔ اور کولچیکم میں کھانے کی خوشبو سے بھوک بند۔

اس کی جو نزلاتی کیفیات ہیں ان میں لیس دار اور زردی مائل گاڑھا مواد ہوتا ہے جو مستقل ناک میں موجود رہتا ہے اور اس سے چوہے بنتے رہتے ہیں۔ اور اکثر بچے جب نوچتے ہیں تو بعض دفعہ زخم ہو جاتے ہیں اور خون بھی رسنے لگتا ہے۔ ناک میں السرز پیدا کرتا ہے اس لئے یہ مستقل کرانک نزلہ سا بن جاتا ہے۔ اور چونکہ یہ کینسر کے السر میں مفید ہے اس لئے ناک کے بھی اس قسم کے السر میں مفید ہے۔ لیکن ناک کے کینسر میں ابھی اس کو میں نے استعمال کر کے نہیں دیکھا۔ بعید نہیں کہ ہائیڈروسٹس کو بھی ناک کے کینسر میں استعمال کیا جائے تو مفید ہو۔

اس کا جو ناک بہنا ہے اس کو کمرے میں آرام آتا ہے اور باہر نکل کے کھلی ہوا میں وہ بہہ جاتا ہے۔

بھوک کے باوجود کھانے سے نفرت اور وہ کھانا ہضم بھی نہیں ہوتا۔ سوائے دودھ اور پانی کے۔ پس یہ جو ہائیڈروسٹس کے مریض ہیں ان کو زیادہ تر دودھ پر رکھنا پڑتا ہے۔ Cramps پڑتی ہیں، تشنج، کڑل (پنجابی میں کہتے ہیں) اصل میں اینٹھن کہتے ہیں۔ اردو میں کہتے ہیں اینٹھ جاتی ہے چیز۔ اور تشنج ہو جاتا ہے بعد میں۔ اس کا السریشن کا تعلق مریضوں کی پائلز سے بھی ہے۔ جن مریضوں کو پائلز ہوں اور السریٹر پائلز ہوں ان میں ضد ہو، لمبا عرصہ چلنے والی۔ ان میں یہ دوا بھی غور کے لائق ہے۔ پیٹ میں ہوا بہت ہوتی ہے۔ پیشاب اس میں عموماً دبا دبا سا ہوتا ہے۔ اور بدبو آتی ہے سارے جسم میں۔ پیشاب کم آنے کی وجہ سے پیشاب کی بدبو بھی زیادہ اور سارا جسم بدبودار ہو جاتا ہے۔ کسی کو لیکوریا ہے اس میں بھی یہی علامتیں سب ملتی ہیں۔ Larynx کی Tickling اس میں بھی نمایاں ہے۔ Tickling میں نمایاں رسٹاکس، ایلیم سیپا، ہیپر سلف ہیں۔ فاسفورس کی جو Tickling ہے اس میں ہنسنے سے اضافہ ہوتا ہے۔ ہنسنا عام طور پر کھانسی کو بڑھاتا ہے مگر فاسفورس میں یہ بات ہے کہ اگر نہ ہنسے انسان تو کافی بہتر رہتا ہے۔ ہنستے ہی ایک دم کھانسی چھڑ جاتی ہے اور بعض لوگوں کو کھانسی چھڑی رہتی ہے۔ Tickling ہوتی رہتی ہے اور ہنسنے سے مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ فاسفورس اور برائیونیا بعض دفعہ لنگز کی بیماریوں میں بدل بدل کر دیتے ہیں لوگ روٹین کے طور پر اور اچھا فائدہ اٹھاتے ہیں۔

روٹین کے طور پر فاسفورس کا دینا مضر ہے کیونکہ اس کے اثرات بہت گہرے ہوتے ہیں اور محض آنکھیں بند کر کے روٹین دواؤں میں شامل کرنا جائز نہیں ہے۔ اس کی علامتیں دیکھ کر اس کے مطابق دینا چاہئے۔ فاسفورس مثلاً بعض دفعہ بلڈ کو گاڑھا کر دیتی ہے۔ اور یہ چیز جو ہے یہ بعض اور خطرناک چیزوں پر منتج ہو سکتی ہے۔

ہائیڈروسٹس میں روماٹزم بھی ہوتا ہے اور بڑھتی ہوئی کمزوری ٹانگوں وغیرہ میں۔ آہستہ آہستہ بڑھنے والی کمزوری اور اس پہلو سے یہ رسٹاکس سے ملتا ہے۔ لیکن روماٹزم میں ہلکا چلنے سے رفتہ رفتہ ہائیڈروسٹس کے مریض کو بھی آرام آ جاتا ہے۔ ہائیڈروسٹس کے مریض کے پاؤں سوجے ہوئے ہوتے ہیں اگر وہ جگر کو زیادہ متاثر کر چکا ہو۔ تو جگر کا جو ورم ہے وہ اکثر چہرے پر ظاہر ہوتا ہے۔ یا پیٹ پر۔ پھر چہرے اور پاؤں پر بھی۔ اور گردے کا ورم سب سے زیادہ چہرے پر ظاہر ہوتا ہے تو اس میں جو ہائیڈروسٹس کا ورم ہے وہ پاؤں پر زیادہ اثر ڈالتا ہے۔

ہائیوسی مس (Hyoscyamus)

یہ بہت اہم دوا ہے۔ اگر ٹائفائیڈ میں ہو تو ٹائفائیڈ میں جو ہذیانی علامات ہیں یہ ہائیوسی مس کی بہت نمایاں ہوتی ہیں۔ پاگلوں کی طرح سوتے میں بکنا، بے ہوشی میں اور اس کے ساتھ ایک علامت اس میں یہ ہے پہچان والی جیسے سلفر اور پائروجینم میں بھی ہے اور ٹائفائیڈینم میں بھی یہ علامت ملتی ہے۔ لیکن ہائیوسی مس کی پہچان یہ ہے کہ مریض کپڑے چنتا ہے۔ بستر کی چادر چنتا ہے یا اپنی قمیض چنے گا۔ انگلیوں کو کچھ ہوتا ہے تو یہ چنے گا۔ یہ ہائیوسی مس کی خاصی پہچان ہے۔

اور دوسرے اس میں گندی قابل شرم باتیں ضرور ہوتی ہیں کیونکہ اس کی اس ہذیانی علامت کا اعضاء کی سوزش سے تعلق ہے۔ اس کا کوئی تعلق بھی بالارادہ بے راہ روی سے نہیں۔ یہ ہائیوسی مس کی خاص علامت ہے کہ یہ جو سوزش پیدا کرتا ہے تو ایسے اعضاء میں سوزش پیدا کرتا ہے جن کا دماغ سے یہ رشتہ ہے کہ ایکسائیٹ ہو کر وہ باتیں ایسی بے ہودہ کرتا ہے جو باتیں اس کے جذبات سے تعلق نہیں رکھتیں۔ یہ ایکسائٹ منٹ جو ہے یہ بیماری کی ہے۔

ہائیوسی مس کی ایک اور علامت جو عام ہے ہر جگہ پٹھے پھڑکتے رہتے ہیں۔ کبھی یہاں پھڑکا، کبھی وہاں پھڑکا۔ اور اس کے ساتھ مریض وہاں ہاتھ مارنے کی کوشش کرتا ہے۔ کیونکہ اس Twitching میں بے چینی ہے۔ اعصاب کی جگہ شعلہ سا اٹھتا ہے۔ اس طرح سوئی کا جیسے ٹانکہ لگاتے ہیں اس سے یہ احساس پیدا ہوتا ہے اور مقعد میں بڑے تشنج بھی پیدا ہوتے ہیں۔ تو ہائیوسی مس کے سارے مریض میں یہ علامتیں بڑی نمایاں ہیں۔

Convulsions Twitching اور اعصاب کا دھڑکنا، بعض جگہ اعصاب دھڑکنے لگ جاتے ہیں۔ اس کے مریض بھی جس طرح میوریٹک ایسڈ کا مریض کمزوری کی وجہ سے کھسک کر تکیہ سے نیچے آ جاتا ہے۔ یہ باتیں زیادہ تر میوریٹک ایسڈ کے مریض میں اور ہائیوسی مس کے مریض میں نمایاں پائی جاتی ہیں۔ کیونکہ وہ بار بار جسم کو تکیے پر اونچا کرے گا اور وہ سرک کر نیچے آ جائے گا۔

اس میں سوتے میں بھی Cunvulsions ہوتی ہیں خاص طور پر عورت جب وہ لیبر میں بیٹھی ہے،

Continental Fashions

گروس گیراؤ شہر کے عین وسط میں خواتین کی اپنی دوکان جس پر جدید طرز کے دیدہ زیب ملبوسات، ہر رنگ کے دوپٹے، چوڑیاں، بندیا، پازیب، بچوں کے جدید طرز کے گارمنٹس، فیشن جیولری اور کھلا کپڑا مناسب قیمت پر دستیاب ہے۔

آپ کی تشریف آوری کے منتظر

Continental Fashions
Walther rathenau Str. 6
64521 Gross Gerau
Germany
Tel: 06152-39832

پیدائش کے وقت، اس وقت اگر ہائیوسیمس کا پتہ نہ ہو اور اس کو پہلے دی نہ گئی ہو تو خطرہ ہے کہ بہت خطرناک قسم کا تشنج اور Convulsions پیدا ہو جائیں گی۔

دماغی بیماریوں میں ہر قسم کی بیماریاں اس میں ملتی ہیں۔ اس میں وائلینس نسبتاً کم ہے۔ بیلاڈونا میں وائیلنس (شدت) بہت زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن کبھی کبھی اس میں بھی وائلنس آ جاتی ہے۔ لیکن Hellucination, Delirium جتنے بھی نام آپ کو یاد ہیں استعمال کریں تو اس دوا میں مل جائیں گے۔ تصور اس طرح کہ بعض دفعہ مریض سمجھتا ہے کہ میرے پاس کھڑا ہے کوئی آدمی، مڑمڑ کے دیکھے گا۔ اور اس وقت جانتا ہے کہ کوئی نہیں ہے۔ اس کو کہتے ہیں وہم۔ Illusion اور Illusion جو ہوتے ہیں کہ سامنے آدمی آ جائے آنکھوں کے سامنے اور جانتا ہے کہ وہ نہیں ہے۔ اور Hallucinations وہ ہوتی ہیں جن میں واقعتہً سمجھتا بھی ہے کہ آ گیا ہے۔ اس سے باتیں کرتا ہے۔ سمجھتا ہے کہ میرے پاس موجود ہے۔ اس کو Hallucination کہتے ہیں۔ یہ تینوں قسم کی ذہنی بیماریوں ہائیوسی مس میں پائی جاتی ہیں۔

اس کی Suspicion لیکسز کی یاد کراتی ہے۔ اور شکی مزاج بہت ہو جاتا ہے۔ ہائیوسیمس بھی اس معاملے میں بہت نمایاں ہے۔ اگر کوئی مریض دوا نہ استعمال کرے ڈر کے مارے کہ اس میں کچھ ملا دیا ہو گا تو اس کو یہ دوا ملنی چاہئے۔

جو توہمات دل میں بیٹھتے ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ میری بخشش کا زمانہ اب گزر گیا ہے کبھی نہیں بخشا جا سکتا۔ بعض دفعہ فرضی جرائم کا بھی خیال آتا ہے۔

ایک اور چیز بھی لیکسز سے ملتی ہے۔ لیکسز کا مریض بعض دفعہ رستے چلتے بھول جاتا ہے کہ میں کہاں ہوں۔ یعنی لیکسز کا اثر جب دماغ پر ہو گلونائن میں بھی یہ بات ملتی ہے بعض دفعہ۔ اجنبیت کا احساس۔ اس میں یہ بڑی نمایاں ہے۔

اس کی ایک اور چیز ہے جو ہلکائے ہوئے کتے کے کاٹے سے ملتی ہے یعنی پانی کے بہنے کی آواز اس کو ہیجان پیدا کر دیتی ہے۔ اور خوف پیدا کرتی ہے پانی کا۔

آنکھوں میں جو نظر کی خرابی مسلز کی خرابی سے پیدا ہوتی ہے ان میں ہائیوسی مس اچھی دوا ہے۔ ایڈجسٹمنٹ جو ہوتی ہیں فوکس کی۔ اس کا Occular Muscles سے تعلق ہے۔ اور ان میں خرابی کی وجہ سے دھندلا نظر آئے یا وقتاً فوقتاً Vi-sion خراب ہو جائے تو ہائیوسیمس اچھی دوا ہے۔

Lock Jaw بھی اس میں بعض دفعہ ہو جاتا ہے۔ بخار کے دوران جس کو دندل پڑنا کہتے ہیں۔ اور منہ خشک اور بدبودار۔ زبان سرخ یا براؤن اور خشک اور کٹی پھٹی۔ بعض دفعہ زبان پر ارادے کا کنٹرول اٹھ جاتا ہے۔ یا کم ہو جاتا ہے۔ اس لئے بولتے بولتے بعض دفعہ فالجی مریض جس طرح بولتے ہیں گھسیٹ گھسیٹ کے۔ اس کی علامتیں ہائیوسیمس میں بھی پائی جاتی ہیں۔ اس کو استعمال کر کے دیکھنا چاہئے اور زبان کو جو لوگ کاٹتے ہیں کھاتے ہیں۔ یہ بات اکثر معدے کی خرابی سے ہو جاتی ہے جب سکون ہو جائے تو اس میں دیکھا ہے کہ پلسٹیلا بھی مفید ہے اور کاربوویج بھی مفید ہے۔ Depend کرتا ہے کہ اس کی علامتیں کیا ہیں۔ اور ہائیوسیمس کا بھی ذکر ملتا ہے کہ اس میں مفید ہے۔

اس کے جو اسہال ہیں بعض دفعہ تو ٹائفیائیڈ کے اسہال کی طرح جیسے کارن کوٹ کے موٹا موٹا اس کو تھوڑا سا پانی ملا دیا جائے۔ اس قسم کے اسہال ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ صحت مند آدمی کو بھی اجابت میں اگر زیادہ چھلیاں کھائی ہوں تو اس کے چھلکے خالی کثرت سے نکل آتے ہیں۔ اگر مکئی نہ کھائی ہو پھر ایسی چیزیں نظر آئیں تو وہ ہائیوسیمس کی علامت ہے اور بعض دفعہ پانی والا بغیر کسی مادے کے خون ملا ہوا اسہال آتا ہے اس میں ہائیوسیمس دوا ہو سکتی ہے کیونکہ اس کا اعصابی فالج سے بھی تعلق ہے۔

اس میں ایک بیماری بھی بن جاتی ہے کہ بغیر علم کے پیشاب خطا ہو جاتا ہے یا پاخانہ آ جاتا ہے۔ علم نہیں ہوتا مریض کو۔ یہ بہت تکلیف دہ بیماری ہے۔ بعض ایسے لوگ میں نے دیکھے ہوئے ہیں وہ بے چارے بالکل بے اختیار ہوتے ہیں۔ پھر گھر سے باہر نکلنا ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ کیونکہ پیشاب بھی آئے گا تو پتہ نہیں لگے گا پاخانہ بھی آئے گا تو پتہ نہیں لگے گا۔ بے حسی سی پیدا ہو جاتی ہے مسلز کے اندر کنٹرول نہیں رہتا۔

اگر عورتوں کو لیبر کے بعد یعنی وضع حمل کے بعد پیشاب رک جائے تو اس میں تجربہ ہے کہ اکثر کاسٹیکم بہت چوٹی کی دوا ہے۔ اور آرنیکا اگر ساتھ ملا دیں اور بھی زیادہ موثر ہے۔ لیکن اگر اس سے فائدہ نہ ہو تو ہائیوسیمس استعمال کرنا چاہئے۔

لیلیم ٹیگرینم

(Lillium Tigrinum)

یہ اکثر عورتوں کی دوست ہے۔ خاص طور پر جو ہسٹیریا کی مریضائیں ہوں جن میں رجحان ہو ہسٹیریا کی طرح ایکسائیٹ ہونے کا ان کی بہت اچھی دوا ہے۔

اس کی ایک عجیب علامت یہ ہے کہ بعض دفعہ گلے سے بعض دفعہ معدے سے نیچے کی طرف کھینچے جانے کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ جس طرح کوئی نیچے کی طرف کھینچ رہا ہے یا معدے کو کوئی نیچے کی طرف کھینچ رہا ہے۔ اور عورتوں میں یوٹرس وغیرہ میں بھی یہ علامت حاوی ہوتی ہے۔ متشدد، مذہبی خیالات کا رجحان ہو اور اس سے انسان Torment ہو، ہسٹیریا کا مریض تو اس کے لئے اچھی ہے۔

لیلیئم ٹگ کا مریض عام طور پر غیر منطقی باتیں کرتا ہے لیکن میں نے ایسے مریض دیکھے ہیں ان کو ایک فرق ہے۔ نارمل طور پر غیر منطقی نہیں ہوتے۔ لیکن جب ہسٹیریائی اثر غالب ہو تو ایک قسم کی ضد آئی ہوئی ہے۔ اور ضرور اوٹ پٹانگ دلیلیں دیں گے۔ خواہ وہ نارمل حالات میں وہ کبھی نہ سوچتے۔ بضد ہو کر جو احمقانہ دلیلیں دیتا ہے اور اگر ہسٹیریائی اثر اس میں نمایاں ہو اس کے لئے بہت اچھی ہے۔ ہسٹیریا کے ساتھ مشابہت ہے ہائیوسیمس کی۔

جو جنسی اعضاء ہیں ان میں بھی ہیجان پیدا ہوتا ہے لیکن ایک فرق ہے ہائیوسیمس میں۔ کینتھرس میں تو صرف ایک ہیجان ہے اور واضح طور پر ایک خواہش بیماری نہیں بنتی۔ لیکن اس میں بیماری کی طرح ایک خواہش بن جاتی ہے زور دار۔ جس کا کنٹرول مشکل ہوتا ہے۔ اس کے لئے یہ لیلیم ٹگ اچھی دوا ہے۔

گرمی سردی کے احساس کے لحاظ سے اس کی علامت پلسٹیلا سے ملتی ہے۔ پلسٹیلا کی طرح جسمانی لحاظ سے گرمی تکلیف دیتی ہے اور ہاتھ پاؤں کا جلنا بھی پایا جاتا ہے۔

وہی بس اک حسیں ہم کو ....

ذیل میں مکرم نواب زادہ ممتاز جنگ واصف صاحب کی ایک نظم ہدیہ قارئین کی جارہی ہے۔ آپ ہندوستان کے ایک بہت علمی اور معزز خاندان کے چشم و چراغ ہیں اور بہت شریف النفس، پاک طینت، اخلاقی جرات رکھنے والے روشن ضمیر دوست ہیں۔ آپ گو احمدی نہیں ہیں لیکن سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ سے بہت محبت اور خلوص کا تعلق رکھتے ہیں۔ ذیل کی نظم سے متعلق آپ لکھتے ہیں:

"جو ہدیہ عقیدت نظم کی شکل میں عرض خدمت ہے وہ بالکل ایک دل سے نکلی ہوئی آواز ہے جس میں شاعری کی رعایت کے علاوہ تصنع سے گریز کیا گیا ہے۔ ایک غیراز جماعت شخص کی حیثیت سے میں نے منظوم خیالات سپرد قلم کئے ہیں اور حضور کو جن نظروں سے دیکھا اور سمجھا ہے اس کی عین عکاسی کرتے ہیں"۔

ہمیں تو ہر طرف گویا ترا جلوہ نظر آیا
جہاں چاک گریباں تھا وہاں بھی تو نظر آیا

زنانِ مصر قرباں ہو گئیں جس ماہ کنعاں پر
ترے پیکر میں ہمکو بھی وہی یوسف نظر آیا

گماں منزل کا گزرا ہے ورائے منزلِ موہوم
جہاں پر بھی ترا نقشِ قدم ہمکو نظر آیا

وہیں پر سربسجدہ ہو گئے ہم باوضو ہو کر
سرِ محفل ہمیں جب بھی رُخِ تاباں نظر آیا

شبابِ میکدہ تجھ سے، تری صہبا، ترے ساغر
تمہارا ہی تصرف ہر طرف گویا نظر آیا

عیاں جسکی نظر سے ہو کرشمہ مومیائی کا
اسی عیسیٰ نفس دم ساز کا سایہ نظر آیا

شبِ بیدار جس کی آشنا ہے گریہ زاری سے
وہی قدسی صِفت ہم کو سرِدنیا نظر آیا

چھپا کر جسکو ہمنے رکھ لیا تھا قلبِ مضطر میں
وہی اک گوہرِ لعلیں لبِ مژگاں نظر آیا

زمانے سے چھپاتے ہیں کسی کا رازِ الفت ہم
مگر یہ کام بھی واصفؔ بہت مشکل نظر آیا

مرے مطلوب کا چہرہ مجھے ہر سو نظر آیا
خیابانِ گلستاں میں وہی اک گل نظر آیا

وہی اک لالہ رُخ ہمکو سرِگلشن نظر آیا
وہی ایک نازنیں ہمکو سرِ محمل نظر آیا

وہی اک برہمن ہمکو سرِمندر نظر آیا
وہی رَوشن دِیا ہمکو سرِ کعبہ نظر آیا

وہی جس کی اذاں سنکر کلیسا کانپ اٹھتا ہے
وہی شعلہ بیاں ہمکو سرِ منبر نظر آیا

وہی جس کی توجہ سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
وہی صوفی منش بازار میں اکثر نظر آیا

وہی شبگیر جسکے حلم سے شمشیر گر جائے
وہی سرباز بے تیغ و سِپَر لڑتا نظر آیا

وہی بس نغمۂ وحدانیت پڑھتا نظر آیا
وہی الحاد کو کرتا ہوا پسپا نظر آیا

وہی بنکر سفینہ ہمکو طوفاں میں نظر آیا
وہی اس ظلمتِ شب میں مہِ کامل نظر آیا

وہی بس اک حسیں ہم کو حسینوں میں نظر آیا
وہی اک تاجوَر ہمکو زمانے میں نظر آیا

وہی منجملۂ خاصانۂ مجلس نظر آیا
وہی اَفلاک میں اک کوکبِ ثاقب نظر آیا

وہی جس کی نگاہوں سے پگھل جاتی ہیں زنجیریں
کرشمہ اسکی سوزش کا ہمیں بھی کچھ نظر آیا

وہی اک رازِ گیتی جو فدائے جستجو کر دے
وہی اک رازِ سربستہ اشاروں میں نظر آیا

بساط محفل انجم میں طاہرؔ ہی نظر آیا
بتاؤ تو سہی واصفؔ تمہیں بھی کچھ نظر آیا؟

اس کے سردرد میں عموماً روشنی نقصان دیتی ہے۔ مگر جو نمایاں چیز ہے وہ نظر کا ڈیکھنا ڈسٹرب ہو جانا ہے۔ وقتی اندھاپن بھی ہو جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ کمرہ بہت اندھیرا لگتا ہے۔ آنکھ کا فوکس نہیں ہوتا۔

Conjuctive بھی آنکھ میں ملتا ہے۔ اور اگر یہ خیال ہو کہ میں بس پاگل ہو جاؤں گا یا ہو جاؤں گی تو اس خیال کی بھی یہی دوا ہے۔ بعض لوگوں کو خیال ہوتا ہے کہ مجھے کچھ ہو جائے گا۔ اس کی یہ اچھی دوا ہے۔ اس میں احساس ہوتا ہے نیچے گرنے کا اس میں مریض اپنے ہاتھوں سے اپنے پیٹ کو اٹھائے رکھے گا یا اوپر کر دے گا۔ اوپر کرنے کی Tendency اس میں ہے۔ ہر وقت یہ احساس کہ چیزیں نیچے ڈوب رہی ہیں۔ اس میں ایک علامت مرک کور کی ملتی ہے۔

مرک کور میں پیچش ایسی ہوتی ہے کہ فارغ ہونے کے بعد بھی وہ پیچش کی بے چینی اور درد جاری رہتی ہے۔ بعض ایسے اکثر کیسز میں ادھر فارغ ہوا تو چند گھنٹے یا آدھے گھنٹے کے لئے تکلیف رہتی ہے اور مرک کور کے پیشاب کی جلن میں بھی یہی علامت ہے کہ پیشاب کرنے کے باوجود جلن بڑھتی جائے گی کچھ دیر تک۔ اور اس لحاظ سے لیلیئم ٹیگ اس کے مشابہ ہے۔

Attanayake & Co.
Solicitors

Consult us for your legal requirements such as: Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Domestic Violence, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact:
ANAS AHMAD KHAN
204 Merton Road London SW18 5SW
Phone: 0181-333-0921 &
0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

ربوہ کے میرے پہلے سفر کی چند خوشگوار یادیں

(مظفر احمد ظفر - امریکہ)

[مکرم مظفر احمد صاحب ظفر ہمارے نہایت ہی مخلص ایفروامریکن احمدی بھائی ہیں۔ آپ کو خداتعالیٰ کے فضل سے بطور نائب امیر جماعت ہائے احمدیہ امریکہ خدمت دین کی سعادت حاصل ہے۔ آپ نے ۷ نومبر ۱۹۹۵ء کو ربوہ کے اپنے پہلے سفر کی چند یادوں پر مشتمل ایک مضمون تحریر فرمایا جس کا اردو ترجمہ ذیل میں ہدیہ قارئین ہے۔ آپ بھی اپنے ملک کے اخلاص و فدائیت میں ممتاز احمدیوں کے دلچسپ اور ایمان افروز واقعات و تجربات پر مشتمل مضامین لکھواکر (مع اردو ترجمہ) ہمیں بھجوائیں ہم انشاء اللہ انہیں الفضل انٹرنیشنل کی زینت بنائیں گے ___ (ادارہ)]

مجھے پہلی مرتبہ ربوہ جانے کا اتفاق ۱۹۷۳ء میں ہوا۔ اس سفر میں میرے لئے کئی سبق مضمر تھے اور سب سے پہلا سبق تو "صبر" کا تھا۔ میں نے سفر کے لئے ایڈوانس بکنگ کروائی تھی مگر پھر بھی وقت آنے پر مجھے جہاز کا ٹکٹ دستیاب نہ ہو سکا جس سے مجھے خاصی پریشانی ہوئی۔ ان دنوں ڈیٹن (اوہائیو) میں میاں محمد ابراہیم صاحب بطور مبلغ سلسلہ متعین تھے۔ میں نے ان کو سارا ماجرا سنایا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ نیویارک میں مولانا محمد صدیق شاہد صاحب سے رابطہ کر کے انہیں ٹکٹ کے حصول کے لئے کہا جائے۔ چنانچہ ان سے فوری رابطہ کیا گیا۔ ان کی طرف سے پہلا جواب تو کوئی حوصلہ افزا نہ تھا۔ انہوں نے بتایا کہ ان دنوں جہاز پر کوئی سیٹ خالی نہیں مگر ساتھ ہی فرمایا کہ دعا کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ کوئی سبیل بنا دے گا۔ اس لئے اگلے دن تک انتظار کرنا چاہئے۔ چنانچہ اگلا دن بھی انتظار میں گزر گیا اور کوئی انتظام نہ ہو سکا۔ اپنی بے صبری کی وجہ سے اب تک تو میں اس سفر سے ناامید ہو چکا تھا۔

اچانک رات گئے مولانا محمد صدیق صاحب کا فون آیا کہ کسی نہ کسی طرح صبح نیویارک پہنچ جائیں کیونکہ اس دن پاکستان کے لئے ایک سیٹ کا انتظام ہو گیا ہے۔ چنانچہ میں ڈیٹن سے سفر پر روانہ ہو گیا۔ دل میں طرح طرح کے خدشات تھے کہ ربوہ کا شہر کیسا ہو گا۔ ایک اجنبی کے ساتھ لوگ کیسے پیش آئیں گے۔ دراصل میرا شمار ایسے لوگوں میں تھا جو مذہب کو صرف رسماً اختیار کرتے ہیں اور صرف یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ مذہب راہ حق ہے۔ مگر ربوہ کے اس سفر نے مجھے اس حقیقت سے روشناس کرا دیا کہ حقیقی اسلام اگر حاصل کیا جا سکتا ہے تو صرف احمدیت کی بدولت۔

دیگر امریکی باشندوں کی طرح میں بھی خلیفۃ المسیح کے روحانی درجہ سے نابلد تھا۔ اللہ پر ایمان رکھتا تھا اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور مسیح موعودؑ پر ایمان تھا لیکن مجھے خلافت کے مقام اور اس کی اہمیت کا اندازہ نہ تھا۔ اگرچہ میری ملاقات یو۔ ایس۔ اے۔ کے اس وفد کے ساتھ ہوئی تھی جن کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ملنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ اور انہوں نے مجھ سے خلیفہ کے نورانی چہرے اور روحانی مقام کا تفصیل کے ساتھ تذکرہ کیا تھا۔ مگر

Dr. Muzaffar Ahmad Zafar
Naib Amir I, USA

قدرتی طور پر چونکہ میرا مزاج مغربی تھا مجھے ان باتوں پر یقین نہ آیا۔ میں ان کی باتیں اطمینان سے سنتا رہا اور سر ہلاتا رہا مگر دل ہی دل میں سوچتا رہا کہ مجھے خلیفہ سے خود مل کر کوئی نتیجہ اخذ کرنا ہو گا۔

ربوہ پہنچنے کے دوسرے دن میں اپنی دانست میں وقت سے بہت پہلے مسجد مبارک پہنچ گیا مگر میری حیرانی کی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ مسجد لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ مسجد کے مسقف حصہ میں تو کسی شخص کے بیٹھنے کی گنجائش نظر نہیں آتی تھی۔ اسی تذبذب میں تھا کہ حضور کے پہرہ داروں میں سے ایک نے مجھے آگے آنے کا اشارہ کیا اور میری خوش قسمتی کہ پہلی صف میں میرے بیٹھنے کے لئے جگہ بنا دی گئی تھی۔

جب حضور مسجد میں تشریف لائے تو اونچی آواز میں "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" فرمایا۔ یہ آواز سن کر میرا دل خوشی سے اچھلنے لگا۔ جہاں میں تھا وہاں سے حضور کو دیکھ نہ سکتا تھا مگر ان کی آواز نے میرے سارے جسم میں ایک قسم کا ارتعاش پیدا کر دیا تھا۔ یہ خلافت کے ساتھ میری محبت کا آغاز تھا۔ اب میری صرف اتنی خواہش تھی کہ اس ہستی کے ساتھ ملاقات کا شرف حاصل کروں۔ اس لئے جب میں امریکن وفد کے امیر رشید احمد صاحب سے ملا تو ان سے پہلا سوال یہی کیا کہ ہماری ملاقات خلیفہ سے کب ہو گی۔ جس پر انہوں نے بتایا کہ اسی سہ پہر کو ہم حضور انور سے ملاقات کر رہے ہیں۔ ملاقات کے انتظار کی گھڑیاں طویل تر ہو گئیں۔ آخر کار وہ وقت آن پہنچا جس کی دل میں تمنا تھی یعنی خلیفہ وقت کا دیدار۔ جب ہمیں اس کمرے میں لے جایا گیا جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رونق افروز تھے تو مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میرے سارے بدن پر سکتہ طاری ہو گیا ہے۔ مجھے کچھ ہوش نہ تھا۔ صرف اتنا یاد ہے کہ میں نے ان کو "السلام علیکم" کہا تھا اور بس۔ باقی سارا وقت ان کے نورانی چہرہ کو دیکھتا رہا۔ حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ امریکن وفد نے مجھے خلیفہ کے بارے میں بتایا تھا وہ اس حلیے کا عشر عشیر بھی نہیں تھا جو میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ یقیناً میرا مشاہدہ ان کے بیانات سے کہیں بڑھ کر تھا۔ اس مختصر سی ملاقات کے بعد ہی میں خلافت کا گرویدہ ہو گیا تھا۔

یہاں میں یہ بھی گذارش کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ اگر میاں محمد ابراہیم صاحب نہ ہوتے تو مجھے جماعت کے بہت سے بزرگان کی زیارت نصیب نہ ہوتی۔ انہوں نے میری سہولت کے لئے میرے لئے کارڈ بنا دئے۔ ہر ایک پر جماعت کی مقتدر ہستی کا نام اور مختصر تعارف درج تھا۔ مثلاً ایک کارڈ پر چوہدری ظہور حسین صاحب کا نام تھا اور ایک پر مولانا ابوالعطاء صاحب کا۔ میاں محمد ابراہیم صاحب کے اس مشفقانہ سلوک کی وجہ سے مجھے ان ہستیوں سے متعارف ہونے کا اور انہیں قریب سے دیکھنے کا موقع نصیب ہوا ورنہ میں ان کی حسین یادوں سے محروم رہتا۔ اس لئے میں خداتعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھے میاں محمد

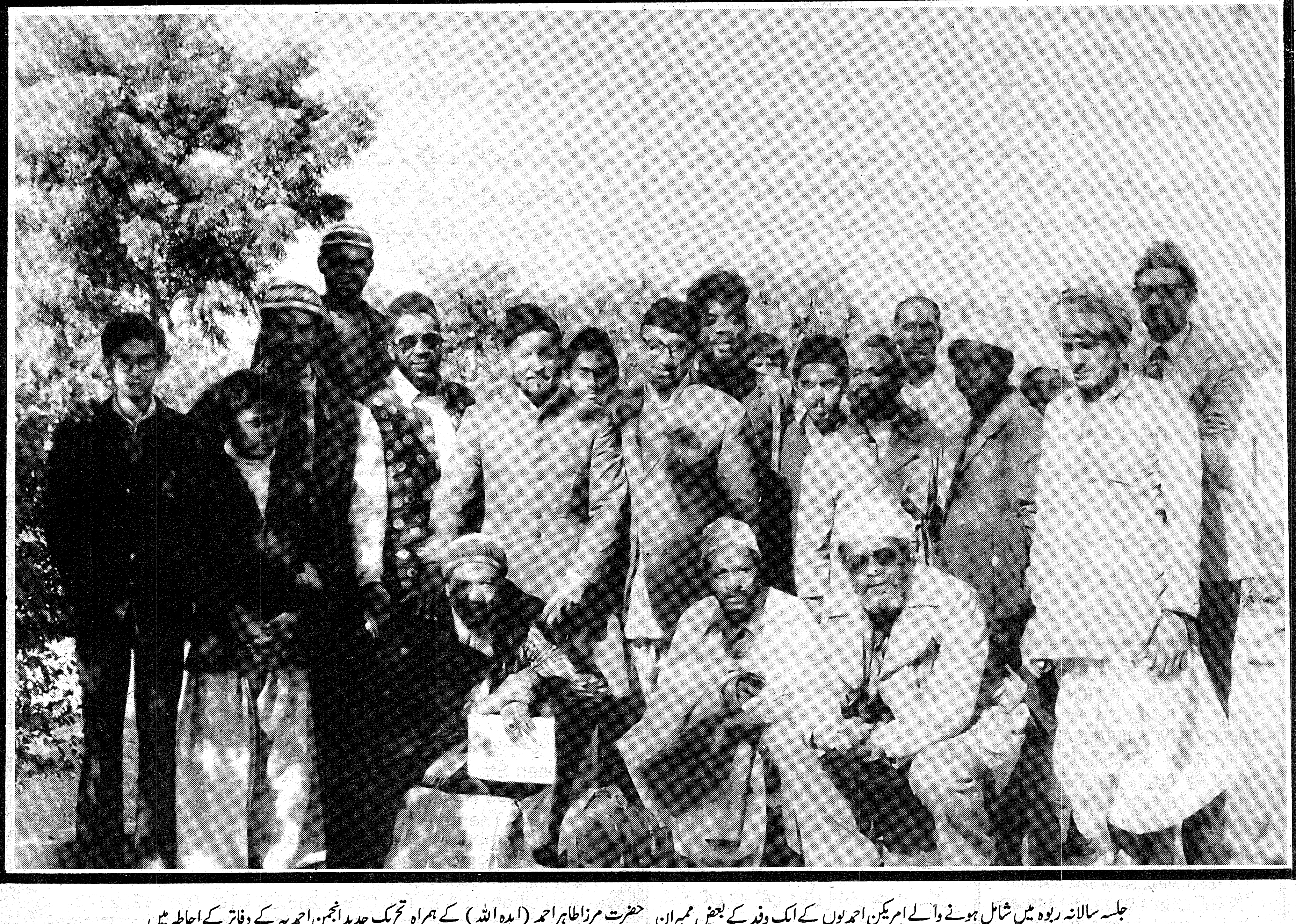

جلسہ سالانہ ربوہ میں شامل ہونے والے امریکن احمدیوں کے ایک وفد کے بعض ممبران حضرت مرزا طاہر احمد (ایدہ اللہ) کے ہمراہ تحریک جدید انجمن احمدیہ کے دفاتر کے احاطہ میں

ابراہیم صاحب جیسا مہربان بھائی عطا کیا۔

ربوہ چھوڑنے سے پہلے میں حضور کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوا۔ اس ملاقات کے بعد مجھے اس بات پر پختہ یقین ہو گیا کہ خلیفہ پر اللہ تعالیٰ کا سایہ ہوتا ہے اور اس بات پر تو مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ خلیفہ خدا تعالیٰ بناتا ہے۔

ربوہ جانے سے پہلے میرے متعلق لوگوں کا گمان تھا کہ میں سیاست میں جارحانہ انداز رکھتا ہوں۔ اگرچہ مجھے چند معروف اور نامور ہستیوں سے سابقہ بھی تھا مگر جو بات میں نے ربوہ کے سفر کے بعد محسوس کی وہ یہ تھی کہ خلیفہ کے بالمقابل یہ تمام لوگ ہیچ تھے۔ میرے متعلق عام طور پر مشہور تھا کہ میں اپنا مافی الضمیر بیان کرنے میں بےباک ہوں اور کسی کے سامنے بھی بات کرنے سے نہیں ہچکچاتا۔ مگر جب حضور کے سامنے بات کرنے کا موقع آیا تو میں ادب کی وجہ سے ایک لفظ بھی ادا نہ کر سکا اور پھر یہ بھی سچ ہے کہ حضور جو کچھ فرماتے رہے اس میں میرے لئے اختلاف کی بھی کوئی گنجائش نہ تھی۔ یقین کیجئے میں اس وقت بھی اس بات کا قائل تھا اور آج بھی قائل ہوں کہ روئے زمین پر خلیفہ کی ذات جیسا کوئی وجود نہیں۔ میرے نزدیک خلافت کی سچائی اس کے اس پیغام میں مترشح ہوتی ہے جو وہ اپنے مریدوں کو دیتا ہے۔ لوگ خلیفہ کی باتوں کو اپنے دلوں میں سمو لیتے ہیں۔

میں یہ کہنے سے بھی باز نہیں رہ سکتا اور مجھے امید ہے کہ لوگ اس کا غلط مطلب نہ سمجھیں گے۔ ۱۹۷۱ء اور ۱۹۷۲ء میں مجھے فریضہ حج ادا کرنے کی توفیق ملی۔ دیگر امریکی مسلمانوں کی طرح امریکہ سے جانے والا مسلمانوں کا گروپ یہ خیال کرتا تھا کہ وہاں کے مسلمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے مسلمانوں جیسے ہونگے۔ مگر ہمیں بہت مایوسی ہوئی اور اس وجہ سے "اہل کتاب" کے بارے میں کئی قسم کے شکوک میرے دل میں پیدا ہونے شروع ہو گئے تھے۔ جب میں ربوہ گیا تو مجھے ایسے ہی "اہل کتاب" دیکھنے کا موقع ملا جن سے ملنے کی مجھے دیرینہ خواہش اور تلاش تھی۔ ربوہ جانے سے پہلے میں نے کبھی بھی اتنے لوگوں کو نمازوں میں زاروقطار روتے ہوئے نہیں دیکھا تھا جتنے کہ میں نے مسجد مبارک میں دیکھے۔ اور پھر اسی پر بس نہیں ربوہ میں جو محبت و اخوت کے نظارے میں نے دیکھے ان کی نظیر زمانہ بھر میں نہیں ملتی۔

ایک دن نماز فجر کے بعد مولانا عبدالمالک خان صاحب نے درس القرآن دیا۔ ان کا درس ختم ہوتے ہی لوگ والہانہ انداز میں ہماری طرف، جو نمائندہ بن کر وہاں گئے ہوئے تھے، بڑھے اور سب نے باری باری ہم سے مصافحہ اور معانقہ کیا۔ میرے لئے یہ منظر بہت جذباتی تھا۔ میں نے دنیا میں کسی جگہ بھی لوگوں کے سینوں میں دوسروں کے لئے اس طرح محبت کے سمندر نہیں دیکھے تھے۔ آج بھی میری نگاہوں کے سامنے جب وہ منظر ابھرتا ہے تو میرا دل ان احمدیوں کے لئے جو پرجوش طریق پر ہمیں مل رہے تھے محبت بھرے جذبات سے لبریز ہو جاتا ہے اور ان لوگوں کے لئے بےاختیار دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ اسی دن سے میں نے یہ عزم صمیم کر لیا تھا کہ میں اس جماعت کا فرد ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور مجھے اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ یہ جماعت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ اس جماعت کے ساتھ ہے۔

اس مختصر مضمون میں اتنی گنجائش نہیں اور نہ ہی میرے پاس اتنا وقت ہے کہ میں ان غیر معمولی ایمان افروز واقعات کا تذکرہ کر سکوں جو مجھے ربوہ کے پہلے سفر کے دوران یا بعد کے سفروں کے دوران پیش آئے۔ مگر یہاں میں صرف دو ایسے واقعات کا تذکرہ مناسب سمجھتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ میں نے حضور سے درخواست کی کہ وہ میرا اسلامی نام رکھ دیں تو حضور نے "مظفر احمد" نام تجویز فرمایا۔ اس طرح ربوہ سے جاتے ہوئے تو میرا نام عبدالرحیم ظفر تھا مگر ربوہ چھوڑنے تک میں مظفر احمد ظفر بن چکا تھا۔ اور ایک ایسے انسان میں ڈھل چکا تھا جو نظام خلافت کے ساتھ پوری طرح منسلک ہو کر خلافت کا دیوانہ بن چکا تھا۔

دوسرا اہم واقعہ بھی اسی سفر کے دوران پیش آیا۔ میری بیوی امید سے تھی۔ میں نے حضور سے بچے کا نام رکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضور نے فرمایا اگر لڑکا پیدا ہو تو "کریم احمد" اور اگر لڑکی ہو تو "عطیۃ القدوس" رکھ لیں۔ اس موقع پر کینیا کا نمائندہ بول اٹھا کہ حضور! آپ نے میری بچی کا نام بھی "عطیۃ القدوس" رکھا ہے۔ حضور نے فرمایا "نہیں، میں نے تو تمہاری بچی کا نام "عطیۃ الودود" رکھا ہے اور ان کی بچی کا نام "عطیۃ القدوس" رکھ رہا ہوں"۔

میرے گھر پہنچنے سے پہلے ہی ولادت ہو چکی تھی۔ نیویارک پہنچ کر میں نے گھر اپنی بیوی کو فون کیا اور بتایا کہ مجھے علم ہے کہ بچی کی پیدائش ہوئی ہے۔ حضور نے اس کا نام عطیۃ القدوس تجویز فرمایا ہے۔

یہ میرے ربوہ کے پہلے سفر کی چند یادیں ہیں اور یہ قیمتی یادیں میری زندگی کا سرمایہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ لوگوں کے ازدیاد ایمان کا باعث ہوں اور لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں۔

(انگریزی سے اردو ترجمہ: رشید احمد چوہدری)

دنیائے مذاہب

عیسائی چرچوں کی حالت زار

عبادت کرنے والوں کی تعداد میں کمی کے باعث گرجا گھروں کو ناچ گانے کے کلبوں میں تبدیل کرنے کا فیصلہ

(ہدایت زمانی)

آج سے قریباً دو سال قبل کرسچین ریسرچ سنٹر کی طرف سے ایک رپورٹ منظر عام پر آئی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ سال ۲۰۰۵ء تک برطانیہ کے چرچوں کے ساتھ منسلک افراد کی تعداد میں ایک ملین کی کمی ہو جائے گی۔ چنانچہ برطانیہ کے اخبار ڈیلی ٹیلی گراف نے اپنی ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۴ء کی اشاعت میں اس رپورٹ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ اگرچہ سال ۲۰۰۵ء تک Penticostalist چرچ، Orthodox چرچ اور نئی قسم کے چرچوں کے ساتھ وابستگی رکھنے والوں کی تعداد میں ایک ملین کے لگ بھگ اضافہ ہو گا تاہم برطانیہ میں مجموعی طور پر چرچ جانے والوں کی تعداد میں دو ملین کی کمی آ جائے گی۔ اس طرح فی الحقیقت برطانیہ میں رہنے والے ایک ملین عیسائی چرچ سے اپنا تعلق توڑ لیں گے۔ رپورٹ میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ Penticostalist چرچ کے ساتھ زیادہ تر سیاہ فام لوگ وابستہ ہیں اور ان میں عبادت کے لئے آنے والوں کی تعداد میں آئندہ دس سال تک ۳۶ فیصد اضافہ متوقع ہے جبکہ Orthodox چرچ میں ۲۰ فیصد اضافہ ہونے کا امکان ہے۔ مگر یہ اضافہ زیادہ تر مشرق وسطیٰ سے آ کر برطانیہ بسنے والوں کی وجہ سے ہو گا۔ البتہ برطانیہ میں نئی قسم کے چرچوں میں جن میں عبادت کا انداز بدل کر ناچ گانے کی صورت میں ڈھال دیا گیا ہے چرچ آنے والوں کی تعداد میں سال ۲۰۰۵ء تک ۱۱ فیصد اضافہ متوقع ہے۔

درحقیقت چرچ جانے والوں کی تعداد میں کمی برطانیہ ہی میں نہیں بلکہ سارے یورپ میں محسوس کی جا رہی ہے۔ جرمنی میں تو چرچوں کی حالت اتنی ابتر ہو چکی ہے کہ وہ لوگوں کو چرچ میں آنے کی ترغیب دینے کے لئے مضحکہ خیز ذرائع استعمال کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ چنانچہ سنڈے ٹائمز کی ۱۶ جون ۱۹۹۶ء کی اشاعت کے مطابق کولون میں واقع چرچ آف کرائسٹ میں عیسائیوں کی تعداد بڑھانے کے لئے عمارت کے ایک حصہ کو ریسٹورنٹ میں تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

جرمنی میں عیسائی چرچ میں جانے سے اس لئے بھی گریزاں ہیں کہ اس وقت ملکی قانون کے مطابق چرچ سے وابستہ ہر شخص کے انکم ٹیکس کا ۹ فیصد براہ راست چرچ کو دیا جاتا ہے۔ اور چرچ کی ممبرشپ کی صورت میں وہ لوگ اس قدر زیادہ رقم دینے کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ برلن میں رہنے والے ایک ۳۰ سالہ نوجوان Peter Schmidt کا بیان اسی اخبار میں شائع ہوا ہے جس میں اس نے کہا ہے کہ وہ اب اتنی رقم چرچ کو دینے کا متحمل نہیں ہو سکتا کیونکہ اس رقم کو اپنی ذات پر خرچ کرنے سے اسے عبادت سے بھی زیادہ سکون ملتا ہے۔ ۱۹۹۴ء کے اعداد و شمار کے مطابق جرمنی میں ۴ لاکھ افراد نے چرچوں سے اپنا تعلق توڑ لیا تھا اور گزشتہ سال کی تعداد اس سے بھی زیادہ ہے۔ یاد رہے کہ جرمنی میں ۵۵ ملین عیسائی آبادی ہے جو رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ چرچوں کے ساتھ وابستہ ہے۔

کولون کے چرچ آف کرائسٹ کے منتظمین کا خیال ہے کہ وہ اس کے ایک حصہ کو ریستوران میں تبدیل کر کے کم از کم عمارت کی دیکھ بھال اور مرمت کے خرچ کو حاصل کر سکیں گے۔ نیز ان کا خیال ہے کہ اس حیلہ سے جو لوگ چرچ آنا چھوڑ گئے تھے وہ دوبارہ آنا شروع کر دیں گے۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بعض دیگر چرچ اپنے ہاں لوگوں کی تعداد کو بڑھانے کے لئے نوجوانوں کے لئے خصوصاً Rave پارٹیوں کا انتظام کر رہے ہیں جہاں نوجوان جوڑے رات بھر شراب پی کر موسیقی کی دھن پر ناچتے ہیں۔

چنانچہ ہمبرگ اور برلن کے علاقوں میں چرچوں کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے جبکہ فرینکفورٹ کے ایک چرچ نے عمارت کے ایک حصہ کو مارکیٹ میں تبدیل کر دیا ہے تاکہ آمدنی کا کچھ ذریعہ نکل آئے۔ چند دیگر چرچ دفاتر وغیرہ کو جگہ مہیا کر کے بھی آمدنی حاصل کرنے کی سوچ رہے ہیں۔ برلن میں ایک چرچ نے اپنا ہال ایک تھیٹر کمپنی کو کرایہ پر دے دیا ہے جس پر بعض لوگوں نے سخت اعتراض کیا ہے کیونکہ تھیٹر ڈرامہ میں ایک ایکٹرس ننگی چھاتیوں کے ساتھ اداکاری کرتی ہے۔ اس چرچ کے پادری Helmet Kornemann سے جب اس بارہ میں پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ اس کے چرچ میں عبادت کے لئے آنے والوں کی تعداد کم ہوتے ہوتے صرف تیس رہ گئی تھی۔ کم از کم اس طریقہ سے چرچ کا ہال تو بھر جاتا ہے۔

ابھی تھوڑے دن پہلے پوپ نے جرمنی کا دورہ کیا تھا۔ یہ پوپ کا ۱۹۸۹ء کے بعد جب مشرقی اور مغربی جرمنی اکٹھے ہوئے تھے پہلا دورہ تھا۔ اس موقع پر چرچ کے عہدیداروں کی پوپ کے ساتھ میٹنگ میں چرچوں میں حاضری کا مسئلہ بھی سامنے آیا۔

اس وقت دنیا کے کیتھولک چرچوں کی ایک مشکل تو ضبط تولید کا مسئلہ ہے جس کی پوپ سختی سے مخالفت کرتا ہے۔ دوسرا مسئلہ پادری عورتوں کے تعین کا ہے جس کی وجہ سے اکثر عیسائی ناخوش ہیں۔ ان وجوہات کی بنا پر اور کچھ اقتصادی مشکلات کی وجہ سے عیسائی چرچ کی ممبرشپ سے دستبردار ہو رہے ہیں اور پادری صاحبان لوگوں کو چرچ میں آنے کی ترغیب دینے کے لئے ہر ممکن ذریعہ اختیار کر رہے ہیں۔

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC

CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 01274 724331 / 488 446
FAX: 01274-730 121

محمد صادق جیولرز
Import Export Internationale Juwellery
Mohammad Sadiq Juweliere

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کروا سکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات:

Steindamm 48
20099 Hamburg
Tel: 040/244403

S. Gilani
Tucholskystrasse 83
60598 Frankfurt a.m.

Rosen Str. 8
Ecke Sparda Bank
Am Thalia Theater
20095 Hamburg
Tel: 040-30399820

Hauptfiliale
Abu Dhabi U.A.E. Tel: 009712352974 Tel: 009712221731

خطبہ جمعہ

کسی امارت پر فائز ہونا کوئی معمولی امر نہیں ہے۔ اس کے بہت گہرے تقاضے ہیں انہیں لازماً پورا کرنا ہوگا

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۴ جون ۱۹۹۶ء مطابق ۱۴ احسان ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم.
﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾.

گزشتہ خطبات میں جرمنی کے سفر کے دوران بھی اور بعدازاں بھی میں نے جماعت کو امارت کی عزت اور احترام کی طرف توجہ دلائی اور جماعت کو نصیحت کی کہ اپنی اطاعت میں محبت اور خلوص کا رنگ پیدا کریں کیونکہ یہی سچی اور حقیقی اطاعت ہے جو انسان کو ابتلاؤں سے بچاتی ہے۔ اگر محض میکانیکی یعنی مکینیکل اطاعت ہو تو ایسی اطاعت بعض دفعہ ٹھوکر کے مقام پر انسان کو سہارا نہیں دے سکتی اور معمولی عذر پر بھی انسان اپنی اطاعت کا تعلق توڑ کر خودسری کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ یعنی جہاں محبت اور ادب کے رشتے ہوں وہاں یہ دونوں رشتے اطاعت کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کے اندر ایک وارفتگی سی پیدا کر دیتے ہیں، ایک ایسا رجحان جس کے بعد انسان اطاعت کی سختیوں کو برداشت کرنے کا اہل ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماں کو جو تربیت میں مرتبہ اور مقام حاصل ہے اتنا کسی اور رشتے کو نہیں کیونکہ ماں کی سختیاں بسا اوقات ردعمل کے بغیر بچہ جھیلتا ہے۔ اور جہاں ردعمل دکھاتا ہے وہاں ماں کا کوئی قصور ہوا کرتا ہے۔ وہ ماں جو فطری تقاضے پورے کرتی ہے، بچوں سے پیار اور محبت کے تعلق قائم رکھتے ہوئے ان کی اصلاح کا خیال رکھتی ہے اس ماں کے بچے سختی کے وقت بھی دکھ تو محسوس کریں گے، بغاوت نہیں کریں گے۔

پس جہاں جماعت کو میں نے توجہ دلائی ہے وہاں اب میں امراء کو بھی نصیحت کرنا چاہتا ہوں بلکہ ہر جماعتی عہدیدار کو کہ اس نے اگر خدمت لینی ہے اور اطاعت کے اعلیٰ نمونے دیکھنے ہیں تو خود اس کے لئے لازم ہے کہ اول وہ اطاعت کا اعلیٰ نمونہ بنے۔ یعنی اپنے سے بالا اس پر نظر رہے اور وہ بہترین اطاعت کا ایک نمونہ بن جائے۔ اور دوسرے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے اطاعت کا حکم ہے آپ کے لئے اگر ہے تو اس کے تابع ہی ہے مگر اس کے ہم مرتبہ نہیں ہو سکتا۔ گو منطقی نقطہ نگاہ سے ہم کہہ دیتے ہیں کہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اطاعت میں آپ کے مقرر کردہ امراء کی اور غلاموں کی اطاعت بھی داخل فرمادی گئی ہے۔ اس لئے ان سب امراء کو جو نظام جماعت کے نمائندہ ہیں یا صدر ہیں یا قائدین ہیں یا زعماء ہیں یا لجنہ کی صدرات ہیں ان سب کو اطاعت کا اپنے منصب کے لحاظ سے ایک حق حاصل ہو گیا ہے اور اس میں ان کی ذات کا کوئی دخل نہیں۔ یہ نصیحت جہاں میں کر رہا ہوں وہاں یہ بھی سمجھانا چاہتا ہوں کہ باوجود اس کے کہ سب سے زیادہ اہم ترین اطاعت کا حکم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کے لئے ہے اور آپ ہی کی ذات کے حوالے سے پھر آگے یہ حکم پھیلا ہے۔ مگر آپؐ کے متعلق بھی قرآن کریم نے متنبہ فرمایا کہ اگر تجھے وہ رحمت کا دل نہ دیتے جو ہر وقت ان پر جھکا رہتا ہے، ہر وقت ان کے خیال میں مگن رہتا ہے، ان کی تکلیف تجھ پر مصیبت بن جاتی ہے "عزیز علیہ ماعنتم" جو دکھ اٹھاتے ہیں تجھے بھی مصیبت پڑ جاتی ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا اس قسم کی کیفیات تو تیری اعلیٰ عظمت اور تیرے متعلق خدا تعالیٰ کے اعلیٰ فرمان بھی ان کو اکٹھے نہ رکھ سکتے۔ اس لئے کہ تو تو صحت مند ہے یہ سارے صحت مند نہیں۔ اور جو اعلیٰ صحت اطاعت کے لئے درکار ہے جو ہر ٹھوکر سے بالا ہو جاتی ہے، ہر ابتلاء سے ثابت قدم گزرتی ہے وہ ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی۔ اور وہ صحابہ کرام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صحبت میں قریب تر رہتے تھے ان کا ایک الگ مرتبہ تھا۔ ان کے متعلق اس آیت میں ہرگز یہ نہیں فرمایا گیا کہ "لو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک" (آل عمران: ۱۶۰) انہوں نے تو رہنا ہی تھا ساتھ۔ ان پر تو یہ مضمون صادق آتا تھا کہ "ہمیں تو راہروؤں کی ٹھوکریں کھانا مگر جانا" یعنی محبوب کی گلیوں میں۔ اس لئے قرآن کریم کی ہر آیت کو اس کے موقع محل کے مطابق چسپاں کرنا چاہئے۔ لیکن ایک بڑی جماعت ایسی تھی جو تربیت میں وہ مرتبہ نہیں رکھتی تھی۔ وہ ہر لحہ دلداری کے محتاج تھے اور دلداری کے رستوں سے وہ رفتہ رفتہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قریب آتے رہے، قریب تر ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ پھر اس مرتبے اور مقام پہ پہنچے کہ جس کے متعلق قرآن کریم نے ان کے ثبات قدم کی گواہیاں دیں۔ پس وہ جو مضمون ہے وہ عمومی تربیت کا مضمون ہے کہ جو امیر مقرر ہو اور خاص طور پر جو خدا تعالیٰ کی طرف سے امیر مقرر ہو اسکے اوپر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ انسانی فطرت کو نظر انداز کر کے محض اس وجہ سے کہ اللہ نے اسے مامور بنا دیا ہے وہ یہ سمجھے کہ اب ہر شخص کا فرض ہے میری اطاعت کرے اور اطاعت میں حد کمال کو پہنچ جائے مگر میں بس صرف مامور بن کے بیٹھا رہوں گا میرا کام اطاعت قبول کرنا ہے اس سے بڑھ کر نہیں۔ یہ درست نہیں ہے۔ یہ فطرت انسانی کے خلاف بات ہے۔ اور قرآن فطرت کے مطابق ہے۔

اور قرآن یہ بھی بتانا چاہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خدام میں جو اطاعت کے بے مثال نمونے تم دیکھتے ہو اس میں تم ان کے لئے جتنی بھی دعائیں کرو بے شک کرو مگر یاد رکھو کہ اس کا اصل کریڈٹ، اس کا اصل سہرا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سر پر ہے۔ کیونکہ آپؐ نے اپنے پیار، محبت، مغفرت، عفو اور ان کی خاطر تکلیفیں اٹھا کر خود ایک مقام پیدا کر لیا۔ اور ایک ایسا مقام پیدا کیا ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ صفات نہ ہوتیں تو ان میں جو نمونے تم دیکھتے ہو وہ نظر نہ آتے۔ پس یہ ان کی ذاتی خوبی نہیں۔ یہ اطاعت بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حسن کا ہی ایک عکس ہے۔ تو یہ آیت کریمہ ہمیں اس طرف بھی متوجہ کر رہی ہے کہ ہر وہ شخص جو مامور ہے کسی پہلو سے خواہ محدود دائرے میں ہو، ایک زعیم بھی جو انصار اللہ کا زعیم ہے وہ بھی محدود دائرے میں ایک مامور ہے، ایک زعیم بھی جو خدام الاحمدیہ کا زعیم ہے وہ بھی تو اپنے دائرے میں اور محدود دائرے میں ایک مامور ہے۔ تو ہر شخص جس کا حکم مانا جائے اسے مامور کہا جاتا ہے یعنی اس کی بات مانی جائے گی۔ ان معنوں میں نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کوئی منصب ماموریت عطا فرمایا ہے جو انبیاء کو دیا جاتا ہے، یہ الگ مضمون ہے۔ مگر مامور کا عام معنی یہی ہے کہ اپنے دائرے میں صاحب اختیار ہو، صاحب امر ہو۔ اس پہلو سے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو اسے یاد رکھنا ہوگا کہ جن لوگوں پر مامور ہے ان کے دل جیتنے میں اسے لازماً محنت کرنی ہوگی اور ان کے طبعی فطری تقاضے پورے کرنے ہونگے۔ پس وہ امیر جو امیر بن کر یہ اہم اور بنیادی نکتہ نظر انداز کر دیتا ہے وہ بے وقوف بھی ہوگا اور ایک قسم کا اس میں تکبر بھی پایا جائے گا۔ بیوقوف اس لئے کہ جو مرکزی نکتہ قرآن کریم نے بار بار سمجھایا جس کے بغیر امارت مکمل ہو ہی نہیں سکتی اسے نظر انداز کر بیٹھا ہے۔ اور تکبر ان معنوں میں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق قرآن یہ فرماتا ہے کہ اگر یہ صفات تجھ میں نہ ہوتیں تو انہوں نے بھاگ جانا تھا، اپنے متعلق وہ کیسے سوچ سکتا ہے کہ مجھ میں نہ بھی ہوں تو فرق کوئی نہیں پڑتا انہوں نے ماننی ہی ماننی ہے۔ اگر وہ مانتے ہیں تو پھر تمہاری وجہ سے نہیں بلکہ عمومی نظام جماعت کی برکت سے مانتے ہیں اور وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خاطر مانتے ہیں۔ وہ دہرے ثواب کماتے ہیں اور تم مجرم بن جاتے ہو۔

پس کسی امارت پر فائز ہونا کوئی معمولی امر نہیں ہے، اس کے بہت گہرے تقاضے ہیں، انہیں لازماً پورا کرنا ہوگا۔ مگر جہاں تک نافرمانی والے کا تعلق ہے اس کا یہ عذر کبھی قبول نہیں ہو سکتا کہ چونکہ اس نے مجھ سے حسن سلوک نہیں کیا تھا اس لئے میں نافرمانی کا حق رکھتا ہوں۔ یہ بات بھی یاد رکھیں۔ قرآن کریم نے ان کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اگر سختی کی وجہ سے دور ہٹے ہوں ہرگز یہ حق تسلیم نہیں کیا کہ ان کو ہٹنے کا حق تھا۔ ان کی ایک نفسیاتی کمزوری بیان فرمائی ہے۔ ورنہ جو اطاعت کا اعلیٰ حق ہے اس میں کسی شخص کی ذاتی کمزوری یا ذاتی صفات کا کوئی بھی دخل ہونا نہیں چاہئے۔ اطاعت کے زاویے سے دیکھیں یعنی مطیع کے زاویے سے دیکھیں تو پھر یہ مضمون یوں نکلے گا کہ مطیع کو اگر اس کا مطاع یعنی جس کو امر کا اختیار دیا گیا ہے باوجود اس کے کہ اس کے ساتھ حسن سلوک نہیں کرتا اپنے دائرہ اختیار میں حکم دیتا ہے تو مطیع کا فرض ہے کہ لازماً قبول کرے۔ اور یہ عذر نہیں رکھے کہ چونکہ اس نے مجھ سے حسن سلوک نہیں کیا اس لئے میں حق رکھتا ہوں کہ اس کی اطاعت سے باہر چلا جاؤں۔ یہ حق قرآن کریم نے کہیں بھی کسی کو نہیں دیا۔

جہاں تک مومن کا تعلق ہے ان کی ایک ہی آواز بیان فرمائی ہے جو حضرت محمدؐ رسول اللہ کی آواز کے تابع اٹھی اور یک جان ہو کر اٹھی ہے اور یہ آواز تھی "سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا و الیک المصیر" ہمیں تو اس کے سوا کچھ نہیں پتہ۔ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ جو سنا اس پر عمل کیا۔ "سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا و الیک المصیر" اور سننے اور اطاعت ہی میں اے رب ہمیں تیری غفران کی حرص ہے۔ ہم جو سنتے ہیں اور اطاعت کرتے ہیں تو اس غرض سے نہیں کہ جس کی اطاعت کرتے ہیں اس سے کوئی فیض ہمیں پہنچے گا یا اس کی محبت بذات خود ہمارا مطمح نظر ہے۔ یہ سب کچھ تو اس لئے ہے کہ "غفرانک ربنا" تاکہ تو ہم سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ "والیک المصیر" ہم نے آخر تیرے حضور پہنچنا ہے۔ سارا حساب کتاب تیرے حضور پیش ہو گا۔

میں امراء کو بھی نصیحت کرنا چاہتا ہوں بلکہ ہر جماعتی عہدیدار کو کہ اس نے اگر خدمت لینی ہے اور اطاعت کے اعلیٰ نمونے دیکھنے ہیں تو خود اس کے لئے بھی لازم ہے کہ اول وہ اطاعت کا اعلیٰ نمونہ بنے

تو "سمعنا و اطعنا" کا مضمون ایک وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کے خدا تعالیٰ کی جانب رخ سے ہمیں معلوم ہوا۔ جب خدا کی طرف اپنا رخ فرمایا تو ہر وہ شخص جو اللہ کی طرف سے تھا اس کے متعلق یہ اعلان ہوا ہے "سمعنا و اطعنا" ہمارا اور کوئی کام نہیں ہے۔ لیکن جہاں جس کو مامور بنایا گیا ہے اس کے رخ سے دیکھیں تو اسے سمع اور اطاعت کی روح پیدا کرنے کے لئے اپنی جان کی قربانی کرنی پڑتی ہے۔ اپنے آرام کو قربان کرنا پڑتا ہے۔ وہ تمام نفسیاتی تقاضے پورے کرنے پڑتے ہیں جن کے نتیجے میں پھر یہ ایسی جماعت پیدا ہو۔ تو ایک طرف سے مضمون کو دیکھا جائے تو مضمون بعض دفعہ بگڑ جاتے ہیں اور غلط استدلال پیدا ہو جاتے ہیں اور لوگ غلط استدلال کے نتیجے میں خود اپنی ہلاکت کا موجب بن جاتے ہیں۔ اب یہی صورت حال اگر آج کل کے حالات پر جو جماعتوں میں رونما ہوتے رہتے ہیں چسپاں کر کے تفصیل سے دیکھیں تو آپ کے سامنے یہ مسئلہ خوب کھل کے آجائے گا۔ ایک امیر ہے جو اپنی رحمت اور شفقت کے تقاضے پورے نہیں کرتا۔ ذاتی تعلقات کو محض اس لئے نہیں بڑھاتا کہ خدا کی خاطر اب وہ مجبور ہے اور برداشت اور حوصلہ پیدا نہیں کرتا اور اس فکر میں نہیں رہتا کہ جس طرح بھی ممکن ہے مجھ سے محبت اور احسان کے رشتوں میں یہ لوگ باندھے جائیں۔ وہ امیر اپنی جماعت میں ویسی اطاعت کے نمونے نہیں دیکھ سکتا۔ ناممکن ہے۔ بلکہ بسا اوقات وہاں ٹھوکر کے واقعات کثرت سے دکھائی دیں گے۔ چھوٹی سی بات ہوئی اور لوگ ناراض ہو کے بھاگ گئے۔ امیر سے نہیں بھاگے اپنی عاقبت سے بھاگ گئے۔ اپنی آخرت تباہ کر لی۔ لیکن اس صورت میں دونوں یکساں ذمہ دار نہیں ہیں تو کم سے کم کچھ نہ کچھ ذمہ داری دونوں پر عائد ہوتی ہے۔ برابر کا لفظ کہنا مشکل ہے اللہ بہتر جانتا ہے۔ بعض دفعہ ایک ذمہ داری کسی پر کم کسی پر زیادہ مگر ذمہ دار دونوں ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ ان لوگوں کی بدنصیبی ہے جو ایسے امیر کی امارت میں ہیں جو ان سے رحمت اور شفقت کا سلوک نہیں کرتا۔ اور اس امیر کی بھی بدنصیبی ہے جو کرتا بھی ہو تو کچھ خود سروں کا امیر بنایا گیا ہے کیونکہ بعض دفعہ یہ امیر کے قصور کی وجہ سے خودسری نہیں آتی بعض جماعتوں میں کچھ گٹھلیاں بن جاتی ہیں۔ کچھ شریروں کی گٹھلیاں جن کا شغل ہی یہ رہتا ہے کہ کچھ ایک گروہ یہاں بنا لیا ایک گروہ وہاں بنا لیا اور تاک میں رہتے ہیں کہ امیر سے جو بھی ہو جب بھی کوئی غلطی ہو اس کو پکڑیں اور بلند آواز سے کہیں کہ یہ دیکھو یہ حرکتیں کر رہا ہے ہم اس کے ساتھ نہیں چل سکتے۔ موقع ملے تو دھمکیاں بھی اس کو دیں۔ ایسے ظالموں کی کینسر کی گٹھلیاں بھی کئی جگہ موجود ہیں اور جہاں یہ موجود ہیں وہاں امیر کو ہم نے بدل بدل کے دیکھ لیا۔ انتہائی رأفت کرنے والا، شفقت کرنے والا امیر بھی بھیجیں تو اس کے ساتھ وہی بدتمیزی کا سلوک ہو گا بلکہ بعض دفعہ نسبتاً سخت امیر کے سامنے یہ لوگ جھک جاتے ہیں۔ اور بعض دفعہ اس نیت سے سخت امیر مقرر کرنا پڑتا ہے کیونکہ یہ لوگ نیکی اور شفقت اور رحمت کی زبان سے بالکل نابلد ہو جاتے ہیں۔ ان کو پتہ ہی نہیں یہ زبان ہوتی کیا ہے۔ وہ دوسری زبان کسی حد تک سمجھتے ہیں۔ کوئی مضبوط امیر ہو جو بدتمیزیاں برداشت نہ کرے اور آگے سے اسی طرح دوٹوک جواب دے سکے تو وہ ماحول تو نہیں ہے جو اسلامی ماحول ہے اس کو تو میں ہرگز یہ نہیں کہہ سکتا۔ مگر بیماروں کی دنیا میں صحت مند قانون چلا بھی تو نہیں کرتے۔ وہاں پھر یہ مضمون صادق آتا ہے جیسی روح ویسے فرشتے۔ روح ہی بد ہے تو فرشتے بھی تو ویسے ہی سخت گیر ہونگے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس مضمون کو جہنم کے تعلق میں بیان فرمایا ہے۔ کہتا ہے جہنم کے فرشتے بھی بڑے سخت گیر ہیں۔ کوئی رحم نہیں جانتے۔ وہ جہنمی چیختے چلاتے رہتے ہیں کہ اے جہنم کے داروغے ہمارے لئے خدا سے کچھ مانگ۔ وہ کہتا ہے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور ان کی سخت گیری جو ہے وہ اٹل ہے اس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ تو جیسی روح ویسے فرشتے کا مضمون محض محاورہ نہیں۔ قرآن سے ثابت ہے کہ جیسے جیسے لوگ ہوں ویسے ویسے ہی فرشتے ان پر مسلط کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ مرتے وقت کے فرشتے آتے ہیں۔ جو نیک لوگوں کے فرشتے ہیں وہ ان کے لئے آسانیاں پیدا کر رہے ہیں ان کو محبت اور پیار سے تیار کرتے ہیں اپنے رب کے حضور حاضر ہونے کے لئے۔ اور خوش خبریاں دیتے ہیں کہ تم ایک تکلیف کے مقام سے ایک آرام کے مقام کی طرف منتقل ہو رہے ہو۔ اور جو سخت گیر فرشتے ہیں وہ ان لوگوں پر آتے ہیں جو ظالم ہیں۔ ساری عمر انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کئے ہوں۔ ان کو کہتے ہیں خود اپنی جانیں نکال کر باہر لاؤ۔ اب اس قسم کا سخت منظر ہے کہ اس کو قرآن کریم میں پڑھتے ہوئے انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تو اس لئے یہ کہنا کہ بعض دفعہ لوگ سخت گیر مزاج کے مستحق ہو جاتے ہیں یہ قرآنی مضامین سے مختلف نہیں۔ مگر اسے مثالی ماحول بہرحال نہیں کہا جا سکتا۔

مثالی ماحول تو وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ثابت ہو اور آپؐ نے اپنی تمام زندگی میں اطاعت کو قائم کرنے میں جو نمونے دکھائے ہیں ان نمونوں کی پیروی کر رہا ہو۔ اگر سو فیصدی نہیں تو کوشش ضرور ہو کہ ویسے نمونے پیدا ہوں۔ جہاں یہ صورت حال ہو وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں یہ خوبی ہے کہ وہ پھر اپنی جان بھی ایسے امیروں پہ نچھاور کرنے لگتی ہے۔ صدر ہو خدام الاحمدیہ کا، قائد ہو، زعیم ہو ان سب سے قطع نظر اس کے کہ ان کا کوئی رشتہ کوئی دوستی کا تعلق، کچھ مزاج میں ہم آہنگی ہے کہ نہیں وہ لوگ گہری محبت کا سلوک کرتے ہیں۔ ان کا خیال رکھتے ہیں۔ ان کی ہر بات کو قبول کر کے ہر پہلو سے اس پر عمل درآمد کی کوشش کرتے ہیں۔

پس اس پہلو سے جماعت کی تاریخ میں بہت سی بڑی بڑی جماعتوں کی ایسی مثالیں ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ کسی ایک امیر نے ایسا سلوک کیا تو آج تک ان جماعتوں کو اسی امیر کا فیض نصیب ہو رہا ہے اور اس کی نیکیوں کا پھل آج تک کھا رہے ہیں۔ اس کے لئے دعائیں نہ کریں تو ان کی بے پرواہی ہے، ناشکری ہے۔ مگر جو شخص نیک روایات پیچھے چھوڑ جائے، جس نے عرق ریزی کے ساتھ اور اپنا خون بہا کر محنت کر کے وہ پاکیزہ ماحول بنایا ہو جو بہترین اسلامی ماحول ہے جس میں امیر اپنے ماتحتوں پر فدا اور ماتحت اپنے امیر پر فدا، اس کی رضا پر نظر رکھنے والے ہوں یہ ماحول پھر بعض دفعہ نسلاً بعد نسل ان لوگوں پر احسان کرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ بعض شریر اس کو بدلنے کی کوشش کریں، اس کے مزاج کو بگاڑ دیں۔ پس یہ وہ باریک باتیں ہیں جن میں سے ہر بات پر نظر رکھنی ہوگی۔

جماعت کو سمجھنا چاہئے کہ ہمارا دائرہ اختیار کیا ہے۔ اطاعت کہتے کس کو ہیں۔ اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اطاعت تو اصل وہ ہے کہ مرضی کے خلاف ہو اور جان کی قربانی پیش کرنی پڑے۔ امیر، بحیثیت امیر جماعت کے تصور میں نہیں وہ بھی، جو بھی جس کو خدا نے کسی حکم پر فائز فرمایا ہو، جس دائرے میں بھی ہو، اس سے اگر غلطی بھی ہو جاتی ہے تو اس غلطی کو نظر انداز کر کے اپنے اطاعت کے فرائض میں کوئی رخنہ نہ پیدا ہونے دیں۔ اور اس مضمون کو یاد رکھیں کہ میں اپنی جان، مال، عزت اور وقت کو قربان کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ یہ اطاعت کا وہ مضمون ہے جس کو حضرت مصلح موعودؓ نے اس عہد کی صورت میں ہمیں سمجھایا کہ اطاعت محض خشک اطاعت کا نام نہیں ہے کہ مرضی کی بات ہو تو اطاعت کرو، جہاں تکلیفیں اور آزمائشیں سامنے آئیں وہاں اطاعت سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ جان، مال، عزت اور وقت کو قربان کرنے کے لئے تیار رہوں گا۔ بعض لوگوں کو تو میں نے دیکھا ہے کہ یہ بھی لکھتے ہیں اس امیر نے لمبی باتیں کیں، ہمارا وقت ضائع کیا۔ فلاں بات کی ہمارا وقت ضائع کر دیا۔ اگر وہ ٹھیک ہے تو میرا فرض ہے کہ اس امیر کو سمجھاؤں۔ اور اگر اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو وہ سرزنش کا سزاوار ہو گیا ہے۔ لیکن آپ کا یہ کام نہیں کہ امیر پر روزمرہ اٹھ کر ایسی باتیں کریں تم مجلسوں میں لمبی باتیں کرتے ہو ہمارا وقت ضائع کرتے ہو، بلایا ہے کوئی خاص بات بھی نہیں تھی۔ یہ دل کی بدتمیزیاں ہیں۔ ان کو حقوق قرار نہیں دیا جا سکتا کہ ماتحت کے حقوق ہیں۔ ماتحت کا حق ہے تو امیر پر ہے کہ ان کے حقوق کا خیال رکھے لیکن ماتحت اس قسم کی باتیں خود نہیں کہا کرتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اپنے غلاموں کا اتنا خیال تھا کہ نماز سے بڑھ کر اور کون سا لمحہ ہے جو آپ کے دل کو اپنی طرف کھینچ رہا ہو مگر ایک بچے کے رونے کی آواز آپؐ کو نماز چھوٹی کرنے پر مجبور کر دیتی تھی۔ اس خیال سے کہ اس کی دردناک آواز اس کی ماں کے دل پر کیا اثر کرتی ہوگی نماز جلدی کر دی۔ لیکن کہیں ہم نے نہیں سنا کہ مائیں چیخ اٹھی ہوں کہ اے خدا کے رسول تجھے نمازوں کی فکر پڑی ہوئی ہے ہمارے بچے رو رہے ہیں اور تجھے پرواہ ہی کوئی نہیں۔ یہ جہالت تھی اگر ہوتی۔ لیکن یہ شان محمدؐ مصطفیٰ ہے کہ ایسا موقع آنے کا سوال ہی نہیں پیدا کبھی ہوا۔ وہ شخص جو دوسروں سے بڑھ کر ان کی تکلیفوں کا خیال رکھتا ہو اس کے اوپر جائز حملہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ تم نے بے پرواہی کی ہے۔ اور اس پہلو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ساری زندگی میں ایک مرتبہ بھی کسی مسلمان کو یہ کہنے کا حق نہیں ملا کہ آپ نے ہم سے بے پرواہی کی اس کے نتیجے میں ہم سے یہ واقعہ ہو گیا۔ کیونکہ آپؐ سب کی

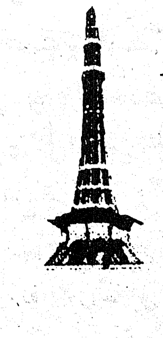

Earlsfield Properties

Landlords & Landladies

Guaranteed rent

Your properties are urgently required.

Ring : 0181-265-6000

ضرورتوں پر اپنی ضرورتوں کو قربان کر دیا کرتے تھے اور اس حد تک کرتے تھے کہ تعجب ہوتا ہے کہ انسان میں اتنی طاقت کیسے ہے، ناممکن دکھائی دیتا ہے۔

بعض دفعہ بعض چیزیں اچھی بھی لگتی ہیں لیکن انسان اس حد تک ان پر عمل کر ہی نہیں سکتا جب تک اس کے سارے نظام کے اندر، اس کے اندرونی نظام کے اندر گہری تبدیلیاں واقع نہ ہوں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعض کردار ایسے ہیں جن کو دیکھ کر ان کی عظمت کی وجہ سے سر سے ٹوپی گرتی ہے۔ اتنے بلند ہیں۔ مکارم الاخلاق پر آپ کو فائز کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ بھی درست ہے کہ ہم پر لازم ہے کہ ان کی پیروی کریں لیکن یہ کہنا بھی جائز نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تو یہ کیا تھا تم نے تو بالکل ویسا نہیں کر کے دکھایا۔ اخلاق کے مضمون میں اور انصاف کے مضمون میں ایک فرق ہے۔ انصاف کے تقاضے اگر امیر پورا نہیں کرے گا تو مجھ پر لازم ہے کہ میں اس کو پکڑوں لیکن قربانی کے وہ نمونے نہ دکھا سکے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دکھائے ہیں تو صرف یہ نظر ہوگی کہ کوشش کرتا ہے کہ نہیں۔ اسے نصیحت تو کی جا سکتی ہے کہ تم یہ بھی تو کر سکتے تھے۔ اس طرح بھی دل جیت سکتے تھے۔ یہ قربانی، اس قربانی کا مظاہرہ کر سکتے تھے مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اسے سرزنش کی جائے اور سختی کی جائے کیونکہ دو الگ الگ مضمون ہیں۔

جہاں تک امیر کے فرائض کا تعلق ہے اس پر لازم ہے کہ وہ سب سے یکساں ہو جائے اور سب سے یکساں ہونے کے لئے ایک اور اس میں خوبی پیدا ہونا ضروری ہے کہ وہ چند لوگوں کو اپنے اوپر قبضہ نہ کرنے دے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم صرف فرائض کی دنیا تک نہیں رہے۔ آپؐ کا قدم احسان کی طرف بلند ہوا ہے اور احسان سے ایتاءِ ذی القربیٰ میں جا کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ بلندیوں میں آپ کا وجود ہماری نظر کی رسائی سے بھی آگے نکل چکا ہے۔ اس لئے ہر ایسی کوشش جو آپ کی سنت کے مطابق ہے وہ بھی تجزیہ کے لحاظ سے مختلف مراتب رکھتی ہے۔ بعض جگہ وہ کوشش فرض میں داخل ہے۔ بعض جگہ وہ کوشش نوافل میں داخل ہے۔ لیکن نوافل کہہ کے اسے نظر انداز کرنے والا بھی فرض کو نظر انداز کر رہا ہے۔ اب بظاہر اس بات میں تضاد ہے لیکن کوئی تضاد نہیں ہے۔ ایک فرائض کی دنیا ہے اس میں امیر کا فرض ہے کہ ان سب تقاضوں کو پورا کرے جو امیر کے اوپر لازماً عائد ہوتے ہیں اور جماعت سے ایک خاص رنگ کا سلوک جس کی تفصیل میں آپ کو بتاؤں گا اس طرح وہ سلوک کرے اور کسی سے کوئی امتیاز نہ کرے۔ لیکن کس حد تک وہ ان کی بدتمیزیوں کو برداشت کرے، کس حد تک ان کے دکھوں پر شکوہ نہ کرتے ہوئے دعا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ان کی مدد چاہے یہ وہ احسان والا مضمون ہے جس کے متعلق ہر شخص کے اپنے اپنے حالات ہیں، اپنی اپنی صلاحیتیں ہیں۔ ان صلاحیتوں کے علاوہ ہر شخص کا پس منظر الگ الگ ہے، اس کا خاندان الگ الگ ہے۔ جس خاندان میں وہ پل کر بڑا ہوا ہے اس کے روزمرہ کے معاملات کے طریق اس پر اثر انداز ہیں، اس کی طبیعت پر ایک چھاپ لگ گئی ہے۔ یہ خیال کر لینا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت کا حوالہ دے کر اچانک اس کو نرم رو بنا دو گے یہ ممکن نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ یہ کہے کہ میں چونکہ سخت رو ہوں اور میں نے اپنے ماں باپ سے یہ سختیاں سیکھی ہوئی ہیں اس لئے مجھے حوالہ نہ دو سنت کا یہ اس کی فرض ناشناسی ہوگی بلکہ گستاخی اور بدتمیزی ہوگی۔ اس کا صرف یہ کام ہے کہ ہاں میں نے سن لیا، میں ادب کرتا ہوں، احترام کرتا ہوں جو تم نے حوالہ دیا ہے بہت بڑا ہے۔ میری مجال نہیں ہے کہ اس کے خلاف کچھ کہہ سکوں مگر تم بھی دعا کرو میں بھی کوشش کروں گا کہ آئندہ اس پہلو سے بہتر نمونہ دکھا سکوں۔

پس جو جو فرائض جس جس پر عائد ہوتے ہیں، جو جو حسن و احسان کے تقاضے جس جس پر عائد ہوتے ہیں ان کی کوشش کرنا اور دیانتداری سے کوشش کرنا نظام جماعت کی حفاظت کے لئے اور اس کے استحکام کے علاوہ اس کی بقاء اور ہمیشہ ہمیش جاری رکھنے کے لئے بڑا ضروری ہے، بہت ضروری ہے۔ یہ باریک پہلو ہیں جن کے اندر نظام جماعت کی جان مضمر ہے۔ ان باریک پہلوؤں سے نظر اٹھائیں گے تو اسی حد تک نظام جماعت بیمار پڑنا شروع ہو جائے گا۔ اس کے اندر ایسی کمزوریوں کی علامتیں ظاہر ہو جائیں گی جو رفتہ رفتہ پھر ایسے نظاموں کو پارہ پارہ کر دیا کرتی ہیں۔ تو میں جن باتوں کی طرف آپ کو توجہ دلا رہا ہوں ان کو معمولی نہ سمجھیں۔ میری نظر آئندہ لمبے عرصے تک ہے۔ میری یہ تمنا ہے کہ جماعت احمدیہ ان اعلیٰ اخلاق پر اور ان اقدار پر اتنی مضبوطی سے قائم ہو جائے کم سے کم ان اقدار پر جو نظام حفاظت کے لئے لازم ہے کہ پھر ہم اطمینان کی حالت میں اپنی جانیں خدا کے حضور سپرد کر سکیں۔ ہم کہہ سکیں کہ اے خدا جہاں تک ہم میں طاقت تھی، جہاں تک کوشش تھی ہم نے تیرے نظام کو زندہ رکھنے کے لئے اپنی زندگیوں کی قربانیاں پیش کر دی ہیں۔ اور ہم خوشی سے تیرے حضور آ رہے ہیں یہ کہتے ہوئے، جانتے ہوئے کہ یہ جماعت اب ایک نسل میں تباہ ہونے والی جماعت نہیں رہی۔ نسلاً بعد نسل ان کی خوبیاں تیرے قائم کردہ آسمانی نظام کی حفاظت کے لئے ہمیشہ قربانیاں پیش کرتی رہیں گی۔ یہ وہ روح اور جذبہ ہے جس کی خاطر میں آپ کو یہ باتیں سمجھاتا ہوں اور ان کی آزمائش کا وقت آپ پر روزانہ آتا ہے۔ اور اس وقت اگر آپ بیدار مغزی سے اپنے حالات کا جائزہ نہ لیں۔ یہ نہ دیکھیں کہ آپ کتنی دفعہ کامیاب ہوئے ہیں، کتنی دفعہ ناکام ہوئے ہیں تو اس وقت تک آپ کو یہ باتیں سننے کے باوجود بھی عمل کی توفیق نہیں مل سکتی۔ روزمرہ اپنی زندگی کے حالات میں ان کو جاری کر کے دیکھیں۔

اب میں واپس آتا ہوں امیر کی ذمہ داریوں کی مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے۔ جہاں تک امیر کے فرائض کا تعلق ہے اس پر لازم ہے کہ وہ سب سے یکساں ہو جائے اور سب سے یکساں ہونے کے لئے ایک اور اس میں خوبی پیدا ہونا ضروری ہے کہ وہ چند لوگوں کو اپنے اوپر قبضہ نہ کرنے دے۔ یہ فطری کمزوری کا رجحان ہے جو ہمیں دنیا میں ہر نظام میں ملتا ہے جو بالآخر اس نظام کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔ بھٹو صاحب جب برسر اقتدار آنے والے تھے اور ان کی مجلس لگی ہوئی تھی ایک ہوٹل میں تو میرا چونکہ ان کے ساتھ آنا جانا تھا، تعلقات تھے، میں بھی ان کو مبارکباد دینے گیا۔ تو انہوں نے مجھے یہ کہا کہ ملتے رہا کرو آئندہ بھی۔ مطلب یہ تھا کہ اب میں حکومت پہ آ گیا ہوں لیکن یہ مطلب نہیں کہ میں اپنے تعلقات کو اس وجہ سے قربان کر دوں کہ میں کوئی بڑا آدمی بن گیا ہوں۔ شاید ان کے ذہن میں یہ تھا یا کچھ اور بات ہوگی۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تو آئندہ ملنے جلنے کا وعدہ لینے کے لئے نہیں آیا۔ یہ بتانے آیا ہوں کہ اب ملنا جلنا ختم ہو گیا ہے۔ اچانک ساری مجلس پر ایک سناٹا سا چھا گیا کہ کیسی عجیب بات کر گیا ہے یہ۔ اور بھٹو صاحب نے ایک دم سب باتیں چھوڑ کر میری طرف متوجہ ہو کے سوال کیا، کیا؟، یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔ یہ کہنے آئے ہو کہ اب تم مجھ سے ملنا جلنا بند کر دو گے۔ میں نے کہا ہاں میں یہی کہنے آ رہا ہوں۔ کہتے ہیں کیا مطلب ہے۔ میں نے کہا مطلب یہ ہے کہ میں نے سیاست کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہوا ہے اور مشہور جو بڑی بڑی شخصیتیں ہیں ان پر میری نظر رہی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اچھے سے اچھا سیاست دان بھی نیک سے نیک نیتیں لے کے بھی جب اوپر آتا ہے تو اس کے اردگرد جو جھوٹی تعریفیں کرنے والے اس کی طاقت میں Share کرنے کی خاطر، اس میں حصہ ڈالنے کی خاطر اس سے چمٹ جاتے ہیں جیسے مکھی گڑ پہ بیٹھ جائے آ کے۔ وہ ہیں جو اس گڑ کو ناپاک کر دیتے ہیں پھر۔ اور بڑے بڑے ایسے سیاست دان جو بڑی نیک اور پاک نیتیں لے کے آئے تھے جب طاقت پر قابض ہوئے تو ان ظالموں نے جو اردگرد اکٹھے ہو جاتے ہیں انہوں نے ان کو خراب کر دیا۔ اور میں جھوٹی تعریف لے کر کبھی کسی سے نہیں مل سکتا اور سچی بات پھر حاکم کو بری لگتی ہے۔ اور سیاست دان برداشت کر لیتا ہے جب تک وہ حاکم نہ ہو۔ اب آپ صرف سیاست دان ہی نہیں رہے آپ حاکم ہو گئے ہیں اور میں وہی ہوں مجھ میں کوئی تبدیلی نہیں۔ نہ مجھے آپ سے کوئی حرص، نہ کوئی لالچ اور ملنا نہ ملنا اس پہلو سے برابر ہے۔ تو مجھے خطرہ ہے کہ اب میں ملا اور میں نے سچی باتیں کیں تو پھر آپ کو تکلیف پہنچے گی تو بعد میں جو تعلق توڑنے ہیں ابھی کیوں نہ توڑ لئے جائیں۔ یہ باقی جو باتیں ہیں اس کو میں چھوڑتا ہوں۔

وہ شخص جو دوسروں سے بڑھ کر ان کی تکلیفوں کا خیال رکھتا ہے اس کے اوپر جائز حملہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ تم نے بے پرواہی کی ہے

میں مثال دے رہا ہوں کہ یہ جو مضمون ہے کہ ایک صاحب اقتدار کو لوگ گھیرے میں لے لیتے ہیں یہ ایک دائمی مضمون ہے۔ تمام دنیا کی تاریخ پر اس کا برابر اطلاق ہوتا ہے اور اس تاریخ کا محض سیاست سے تعلق نہیں۔ اقتصادیات سے بھی تعلق ہے اور دوسرے انسانی زندگی کے دائروں سے بھی تعلق ہے۔ جہاں کسی آدمی کو بڑا ہوتے دیکھیں وہاں پرانے رشتے یاد آ جاتے ہیں۔ پرانے تعلقات کے حوالے سے انسان اس کے گرد اکٹھا ایک جمگھٹ شروع کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ مجھے یاد ہے مجھے اس پہ ہنسی بھی بہت آئی مگر واقعہ ہے جو انسانی فطرت کی کمزوری کو ظاہر کرنے کے لئے دلچسپ ہے۔ ایک احمد نگر

چوہدری ایشین سٹور، گروس گیراؤ کی طرف سے نئی پیشکش

سیل SALE ۳۰ جولائی ۱۹۹۶ء سے ۳۰ اگست ۱۹۹۶ء تک SALE سیل

چاول ٹلڈا	۱۰ کلو	۰۰۔ ۴۰ مارک	آٹا	۱۰ کلو	۰۰۔ ۷ مارک
چاول ٹلڈا	۵ کلو	۵۰۔ ۲۰ مارک	اچار پچرنگا		۹۰۔ ۲ مارک
ٹوٹا چاول	۲۰ کلو	۹۰۔ ۲۹ مارک	ابلے چنے	(۱۲ ڈبے)	۹۰۔ ۷ مارک

تازہ حلال گوشت (فون کر کے آئیں) فی کلو ۵۰۔ ۸ مارک

مرغی کے لیگ پیس (۱۰ کلو) ۹۰۔ ۲۲ مارک

نیز بیاہ شادیوں کی دعوت کے لئے باورچی خانہ اور برتنوں کی سہولت بھی موجود ہے۔ احباب اس سے فائدہ اٹھائیں۔

Choudry Asian Store
Schlesische Str - 5
D - 64521 Gross Gerau
Tel: 06152-58603

کی خاتون تھیں ان کے بیٹے نے ذکر کیا کہ ضیاء الحق صاحب کا یہ حال ہے دیکھو ذرا اخلاق۔ میری ماں نے فون کیا تو فون ہی نہیں اٹھایا اس پہ اور ہونے ہی نہیں دیا حالانکہ وہ بھی ارائیں ہم بھی ارائیں۔ اب ارائیں کا رشتہ اور وہ بھی جالندھر کے یہ بھی جالندھر کے تھے یہ اتنا پکا ہو گیا کہ پہلے ساری عمر تو ضیاء کا خیال نہیں آیا ان کو، وہ حکومت پہ آیا تو ارائیںنت جاگ اٹھی اور اس خیال سے اس کے گرد اکٹھے ہونے لگ گئے۔

جس کو خدا نے کسی حکم پر فائز فرمایا ہو، جس دائرے میں بھی ہو اس سے اگر غلطی بھی ہو جاتی ہے تو اس غلطی کو نظرانداز کر کے اپنے اطاعت کے فرائض میں کوئی رخنہ نہ پیدا ہونے دیں

یہ گرد اکٹھے ہونے والے بعض دفعہ بہت ہی خطرناک نتیجے پیدا کرتے ہیں۔ اور جماعت میں یہ نہیں ہونے دینا چاہئے کسی قیمت پر بھی۔ اگر آپ کے گرد کچھ لوگوں نے ایسا گھیراؤ کر لیا جو آپ کو جماعت سے الگ کر دیں ان معنوں میں کہ جماعت کے تمام تاثرات ان سے فلٹر ہو کر آپ تک پہنچیں۔ اور براہ راست جماعت میں یہ اعتماد نہ رہے کہ آپ ان کے اسی طرح برابر ہیں اور ان کے خلاف اسی طرح بات سننے کے لئے تیار ہیں جیسے ان کی بات سنتے ہیں تو پھر آپ کی امارت اسی حد تک کمزور پڑ جائے گی۔ اس لئے بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہے۔ کچھ لوگوں نے جنہوں نے خدمتیں کرنی ہیں انہوں نے اکٹھے ہونے ہی ہونا ہے۔ لیکن اب یہ آپ کا کام ہے کس کو اکٹھے کرنا ہے۔ کس کو اکٹھے اپنے گرد جمع نہیں ہونے دینا اور اگر ہوتے ہیں تو اس کو اپنے مرتبے اور مقام پہ رکھیں۔ ان کی مجال نہیں ہونی چاہئے کہ آپ کے ان معاملات میں دخل انداز ہوں جو خدا تعالیٰ نے آپ کے سپرد فرائض منصبی کے طور پر کئے ہیں۔ ایسی صورتوں میں صرف یہ جماعت کے دوسرے افراد کا تعلق نہیں۔ میں نے دیکھا ہے بعض لوگ بیویوں کے زیر اثر آجاتے ہیں۔ اور فرائض ہیں امارت کے یا صدارت کے اور بیوی کے جو تعلقات ہیں دوسری عورتوں سے وہ تعلقات اس کے فرائض منصبی پر اس طرح اثرانداز ہوتے ہیں۔ وہ یہ بتاتی ہے فلاں جو عورت ہے نا اس کا خاوند تو بہت بے ہودہ ہے اور وہ ایسا ہے یا فلاں عورت جو ہے وہ بیچ میں سے آپ کو پسند نہیں کرتی۔ فلاں ماحول میں یہ باتیں ہو رہی ہیں۔ وہ کچے کانوں والا خاوند، وہ زنخوں کی طرح اپنے فیصلے پر چلنے کی بجائے اپنی بیوی کے تابع چلتا ہے جب کہ یہ دلداری اور اخلاق نہیں ہیں۔ یہ بزدلی اور نامردی ہے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ نظام جماعت سے بے وفائی ہے۔ کسی عورت کا کوئی کام نہیں ہے کہ جس منصب پر اس کا خاوند فائز ہوا ہے اس منصب سے تعلق میں کسی طرح بھی اس پر اثرانداز ہو۔ سوائے مغفرت رحم اور شفقت کے۔ یہ الگ مضمون ہے۔ شفقت اور رحمت اور مغفرت کی استدعا کرنا یہ تو بالکل اور بات ہے مگر پولیٹیکل Issue بنالینا اس کو کہ چونکہ میرا خاوند ایک مامور ہے کسی منصب پر اس لئے میں اس کو بتاؤں کہ فلاں اچھا ہے، فلاں برا ہے، فلاں یوں کرتا ہے، فلاں یوں کرتا ہے۔ یہ باتیں بالکل ناجائز ہیں، کسی قیمت پر قبول نہیں ہونی چاہئیں۔

اس پہلو سے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ میں نے جو اپنی بیوی سے تعلق رکھا ہمیشہ صرف ایک دفعہ ایک واقعہ ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے کچھ ناراضگی کا اظہار کیا مجھ پر تو میری بیوی کے دل پہ چوٹ لگی تو اس نے کچھ لفظ کہے۔ اس دن میں نے ان کو کہہ دیا کہ آج کے بعد پھر یہ نہیں ہو گا۔ کبھی ہوا تو تم سے کاٹا جاؤں گا اور خلیفۂ وقت کا ہو کے رہوں گا۔ چاہے وہ مجھے جوتیاں ماریں چاہے مجھے غلام رکھیں مجھے تمہاری محبت پسند نہیں ہے اس غلامی کے بدلے جس پر تمہارے الفاظ کا منفی اثر میں نے دیکھا ہے۔

وہ دن اور موت کا دن ایک دفعہ بھی کبھی ساری عمر انہوں نے میرے فرائض کے تعلق میں کبھی اثرانداز ہونے کی کوشش نہیں کی۔ میں صدر خدام الاحمدیہ رہا، میں وقف جدید میں رہا، میں انصار اللہ میں بھی رہا اشارۃً یا کنایۃً بھی انہوں نے مجھے کبھی کوئی بات نہیں کہی اور یہی حال ہمارے گھر کے ماحول کا تھا۔ ہمارے نوکروں، ہمارے بچوں کا۔

بعض دفعہ لوگ ایسے بے وقوف ہیں اور ایسے کچی فطرت کے لوگ ہوتے ہیں، کچی عادتوں کے کہ وہ اپنی عادتیں دوسرے کی طرف اس طرح منتقل کر دیتے ہیں۔ ایک لکھنے والے نے مجھے لکھا کہ وہ جو ساری عمر آپ کے گھر نوکر رہی ہے وہ آپ کے اوپر چونکہ اثرانداز ہو جاتی ہے باتیں کر کے اس لئے آپ نے بعضوں کے متعلق اچھی رائے قائم کر لی ہے بعضوں کے متعلق نہیں۔ اس بے چاری کا تو یہ حال ہے کہ اس کے داماد کو میں نے جماعت سے خارج کیا اور مجال نہیں کہ اشارۃً بھی کبھی کوئی زبان پہ حرف لائی ہو۔ وہ جانتی ہے اس کی تربیت میرے گھر میں ہوئی ہے اس کو پتہ ہے کہ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ جماعتی معاملات میں اسے زبان کھولنے کی اجازت دی جائے گی۔ پس یہ میں اس لئے مثالیں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ میں ان تجربوں سے گزرا ہوا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ کوششیں ہوتی ہیں اور مہلک ہوتی ہیں۔ اور جو لوگ پھر قریبی بن جائیں، مصاحب بن کے رہیں جماعت میں، وہ سارے تقویٰ کا نظام بگاڑ کے رکھ دیتے ہیں۔ کیونکہ پھر لوگوں کی نظر اللہ پر نہیں بلکہ ان کو خوش کرنے پر ہوتی ہے۔ یہ کوئی معمولی مصیبت نہیں ہے یہ تو ایک عذاب ہے جو امیر یا عہدیدار سہیڑ لے گا اگر وہ لوگوں کی باتوں میں آئے اور لوگوں کی باتیں سنے۔ یہ درست ہے کہ اگر نہ بھی سنیں گے تو الزام تو لگنے ہی ہیں جیسا کہ میں نے اپنے متعلق بتایا ہے الزام لگانے والے نے لگا دیا۔ مگر اس الزام تراشی سے تو محمدؐ رسول اللہ کو بھی الگ نہیں رکھا گیا، میری کیا حیثیت ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر بھی لوگ بدتمیزی سے زبانیں دراز کرتے ہیں "اذن" ہے یہ تو۔ یہ تو کان ہے لوگوں کی باتیں سنتا، ان پر عمل کرتا۔ فرمایا "اذن خیر لکم" اذن تو ہے مگر اچھی باتوں کا اذن ہے۔ جہاں تمہاری بھلائی دیکھتا ہے اس کا کان جھک جاتا ہے اس طرف، قبول کر لیتا ہے۔ جہاں برائی کا سوال ہے وہاں سوال ہی نہیں، ہرگز ممکن نہیں کہ آپ اس رسول کو "اذن" کہہ سکیں کسی پہلو سے بھی۔ ہر بات کی تحقیق کرتا ہے، جائزہ لیتا ہے، انصاف کے تقاضے پورے کرتا ہے، پھر تسلیم کرتا ہے ورنہ سنی سنائی باتوں کو نہیں مانتا۔ تو خیر کے حق میں سنی سنائی بھی قبول کر لیتا ہے۔ جہاں بھلائی پہنچنی ہو وہاں ضروری نہیں کہ پہلے سو فیصدی ثابت ہو جائے کہ اتنا اچھا ہے اس لئے اس کو انعام دیا جائے۔ کسی نے اچھا کہا تو انعام کے لئے طبیعت کھل گئی اور انعام کا سلسلہ جاری بھی ہو گیا۔ یہ اذن خیر ہے۔ کسی نے کسی کی بھلائی کی اچھی بات کہی تو فوراً دل پہ قبول کر لیا کیونکہ اس سے پہلے ہی محبت ہے اور تعلق ہے۔ یہ نظام جو ہے "اذن" کا یہ مثبت اور منفی دونوں صورتوں میں انسانی زندگی میں جاری ہے۔

تو بعض لوگ "اذن سیئہ" ہوتے ہیں "اذن خیر" کی بجائے۔ یعنی برائی کے کان ہو جاتے ہیں اور بھلائی کے کان نہیں رہتے۔ ایسے لوگوں کو پھر جتنی بھی آپ برائیاں پہنچائیں گے وہ قبول کرتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ برائی کی بات سننا ان کا چسکا بن جاتا ہے اور اس عادت نے محض نظام پر بعض دفعہ برے اثر نہیں ڈالے بلکہ اکثر گھروں کے امن کی تباہی کی یہی وجہ بنتی ہے۔ اگر گھر کے بڑے، خاوند یا بیوی یا ساس یا سسر یا ماں باپ جس حیثیت سے بھی آپ ان کو دیکھیں ان کے اندر یہ عادت ہو کہ برائی سنیں اور اسے قبول کریں اور اسے قبول کرنے میں لطف اٹھائیں اور یہ سمجھیں کہ اب ہمیں فلاں کے خلاف ایک بات ہاتھ آگئی ہے۔ یہ جو ہاتھ آنے والا مسئلہ ہے اور یہ مزہ کہ ہمیں پتہ لگ گیا ہے کہ فلاں میں کیا برائی ہے یہی انسانی زندگی میں ایک تباہی مچا دیتی ہے انسانی زندگی کا امن لوٹ لیتی ہے۔ مگر نظام جماعت میں تو اگر داخل ہو گی تو اس کے بہت ہی بداثر پیدا ہونگے اور دیر تک، دور تک اس کے اثرات جائیں گے۔ اس لئے ہم نے اگر نظام جماعت کی حفاظت کرنی ہے تو ان باتوں کا خیال رکھنا ہو گا۔

کسی امیر کو زیب نہیں دیتا کہ وہ چند لوگوں کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بن جائے یا چند لوگوں کے گھیرے میں اس طرح دکھائی دے کہ دوسری باقی جماعتوں پر یہ تاثر ہو کہ یہ ہم سے الگ ہو گیا ہے اور ان کی باتیں سنتا ہے۔ ایسی صورت میں پھر میرا تجربہ ہے کہ لوگ پھر امیر کو نہیں ان لوگوں کو باتیں سناتے ہیں اور ان سے تعلقات بڑھاتے ہیں ان کی خدمت میں تحائف پیش کرتے ہیں اپنی جہالت کی وجہ سے کہ اس کو خوش رکھیں گے تو ہماری باتیں ہونگی۔ تو تقویٰ کہاں باقی رہا؟ تقویٰ تو خدا کو خوش کرنے کا نام ہے۔ اور ایسی

جرمنی کے شہر نیورن برگ میں
قابل اعتماد ٹریول ایجنسی

مبشر ٹریولز

IHR REISE BURO
BILLIGE FLUG TICKETS WELT WEIT

اگر آپ انڈیا، پاکستان، امریکہ، کینیڈا یا دنیا کے کسی بھی حصے میں سفر کا ارادہ رکھتے ہوں تو کسی بھی ائرلائن اور کسی بھی جگہ کے سستے اور فوری ٹکٹ دستیاب ہیں۔ گھر بیٹھے ٹکٹ حاصل کیجئے

دنیا بھر کے سستے کرایوں کے لئے مبشر ٹریولز سے رابطہ قائم کریں

S.Q.Mubasher
MUBASHER TRAVELS
Witzleben Str 14
90491 Nurnberg
Tel: 0911-5978843 Fax: 0911-288357

صورت میں فیصلے سارے ہی غلط ہوتے ہیں۔ اور اس مزاج کے لوگ اگر امیر کو براہ راست خوش کرنے کی کوشش کریں گے وہ بھی تقویٰ سے خالی بات ہوگی۔ کیونکہ ان کو پتہ نہیں کہ امیر کا مزاج اور خدا کا مزاج ہم آہنگ ہیں۔ اگر ہم آہنگ ہوں تو خطرہ کوئی نہیں۔ لیکن اگر امیر کے مزاج پر ان کی نظر ہے اور وہ صحیح جانتے بھی نہیں کہ امیر کا مزاج ہے کیسا تو اس مزاج کو دیکھ کر فیصلے کرتے ہیں بسا اوقات وہ اللہ کی رضا کے خلاف ہوتے ہیں اور امیر کو خوش کرنے کی خاطر خدا کو ناراض اور بعض دفعہ امیر کو بھی ناراض کرتے ہیں۔ کیونکہ امیر کا مزاج غلط سمجھے ہوتے ہیں۔ اپنی ٹیڑھی سوچ کو ایک بے چارے امیر کی طرف منسوب کر دیا اور پھر اس سوچ کی خدمت کرتے ہوئے، اس کی متابعت کرتے ہوئے غلط کام کر بیٹھے اور جب ناراضگی ہوئی تو پھر ان کے لئے اور مصیبت اور ٹھوکر کا موجب۔

تو یہ جو میں عمومی حوالے دے رہا ہوں یہ فرضی باتیں نہیں ہیں بلکہ جو بات بھی میں کہہ رہا ہوں اس کے پیچھے ایک تاریخ ہے۔ میرے سامنے لمبے ذاتی تجارب ہیں اور ہر بات کے پیچھے ایک ٹھوس حقیقت ہے۔ اس کی تفصیل بیان کرنا ممکن نہیں۔ اپنی بات میں نے ذاتی تجربے کے طور پر تو بیان کر دی مگر اب سب کا حال کھولنا اس لئے بھی مناسب نہیں کہ بعض باتیں جب میں بیان کروں گا تو آپ میں سے بعض جماعتوں کے لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ یہ فلاں کے متعلق بات ہو رہی ہے، یہ فلاں کے متعلق بات ہو رہی ہے۔ پھر اور بھی مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔ مگر تقویٰ کو فوقیت دیں اور امیر کا یہ فرض ہے کہ ایسے تاثرات کو اپنے سے زائل کرنے کی کوشش کرے اگر اس میں کچھ بھی جواز ہے۔ اور اگر جواز نہیں ہے تو پھر بھی ظالم لوگ تو ایسی باتیں کرتے ہی رہتے ہیں پھر اس کا فرض ہے مستغنی ہو جائے۔ اور یہ ایک دوسری صفت ہے جو امیر میں ہونی ضروری ہے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس صفت کو بڑے پیار کے ساتھ نہ صرف قبول فرمایا بلکہ اسے فروغ دینے کے لئے قرآن کریم میں آپ کے اس مزاج کو صاد فرما دیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر جو بہت ظالمانہ بہتان لگا ہے۔ اس بہتان کے تعلق میں سب سے زیادہ صدمہ تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تھا۔ لیکن آپ نے اس ذاتی صدمے کی وجہ سے ان ظالموں سے خیر کے سلوک کو بند نہیں کیا، نہ پسند کیا۔ یہاں تک کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق روایت ہے آپ نے بعض ایسے لوگوں سے جو اس ظلم میں بالواسطہ شریک ہو گئے تھے احسان کا سلوک بند کر دیا، جو خدمت کیا کرتے تھے ان کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے اس سے ہاتھ روکا تو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ انسانی ضرورتیں اور محتاجیاں الگ مسئلہ ہے۔ اس وجہ سے ایسا فعل نہ کرو۔ تو دیکھیں قرآنی تعلیم سنت محمدیہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں ڈھل کر کیسے عظیم نمونے پیدا کر رہی ہے جن کی کوئی تصویر سارے جہان میں نیکوں کے اندر بھی دکھائی نہیں دیتی۔ بہت باریک لطائف ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اعلیٰ کردار کی باتیں، جو نظام جماعت سے تعلق رکھنے والی باتیں ہیں صرف ان پر میں کہتا ہوں اگر نظر رکھیں تو آپ حیران رہ جائیں گے۔

خدا تعالیٰ بار بار بیان فرما رہا ہے کہ فلاں شخص منافق ہے، دھوکے باز ہے، قسمیں کھاتا ہے تجھ پر ایمان لایا مگر نہیں لایا۔ مگر اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے روزمرہ کے کردار میں اور اپنے نظام کے فرائض کی ادائیگی کے تعلق میں ان سے قطعاً ادنیٰ بھی ناانصافی کا سلوک نہیں کرتے۔ یہ خدا نے راز کی بات بتائی ہے۔ یہ اللہ کی مرضی ہے جس پر جس کا عیب چاہے کھول دے۔ مگر جہاں تک دنیا کے تقاضے ہیں اس علم کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جانتے تھے کہ جب تک انصاف کے پورے تقاضے انسانی سطح پر پورے نہ ہوں کسی قانونی ردعمل دکھانے کا حق نہیں ہے۔ کچھ مزاج ہی ایسا تھا مگر مزاج کے علاوہ بھی عدل کے اعلیٰ مضامین کو اور اعلیٰ اصولوں کو جس باریکی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سمجھتے تھے دنیا میں کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ پس اس پہلو سے آپ کا جو نمونہ ہے وہ یہاں بھی تو جاری ہونا چاہئے۔

اب بعض لوگ امیر کے متعلق بعض باتیں کہتے ہیں اور وہ اس تک پہنچ جاتی ہیں۔ اس کے متعلق پہلا ردعمل تو یہ ہونا چاہئے کہ اگر اس نے واقعی سنجیدگی سے بات کو لینا ہے تو فرض ہے کہ وہ تحقیق کرائے اور پوری تحقیق انصاف سے کروائے۔ اس وقت تک جب تک تحقیق نہ ہو ایسے شخص سے اپنے تعلقات میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی پیدا نہ کرے۔ اور اگر تحقیق کروا لے تو پھر یہ دیکھے کہ کس حد تک اس میں عفو کا حوصلہ ہے، مغفرت کا حوصلہ ہے۔ اور یہ دیکھے کہ کس حد تک عفو اور مغفرت ان کی اصلاح کا موجب بن سکتے ہیں۔ تو پھر اپنے عفو اور مغفرت کی جھولی میں ہاتھ ڈالے اور ان سے وہ احسان کا سلوک کرے جو ان کی اصلاح کا موجب ہو سکتا ہے۔ اس طرح جو بگڑے تگڑے جیسے کہتے ہیں محاورے میں، بگڑے تگڑے لوگ جو ہیں وہ بھی ٹھیک ہونے لگتے ہیں اور دن بدن سرکشوں اور بدوں کے دائرے تنگ ہونے لگتے ہیں۔ اور یہ نہ ہو تو پھر ان کے دائرے رفتہ رفتہ بڑھنے لگ جاتے ہیں۔

اور یہی ہے جو مجھے فکر لاحق ہے کہ امارت کے حقوق ادا کرنے کی طرف تو میں نے جماعت کو توجہ دلائی اگر امیر کو اپنے حقوق ادا کرنے کی طرف تفصیل سے توجہ نہ دلائی تو جماعت میرے تعلق میں یا اس اعلیٰ تقویٰ پر قائم ہو تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فرمان اور قرآن کے فرمان کے پیش نظر عمل درآمد کرے گی بھی تو اس میں جان نہیں ہوگی۔ سچی جان پڑ ہی نہیں سکتی۔ اور پھر اس حالت کو کوئی بقا نصیب نہیں ہو سکتی۔ کوئی ایسا وقت آ سکتا ہے بیماری کا جیسے موسم بدلیں تو بعض بیماریاں سر اٹھا لیتی ہیں۔ کوئی ایسے حادثے پیش ہو سکتے ہیں ایسی جماعتوں میں کہ جہاں دبی ہوئی ناانصافی کے احساس اس وقت سر اٹھا لیں اور ایک باغیانہ رجحان پیدا ہو جائے۔ تو بعض کمزوریاں ایسی ہیں جن کے بیج بعض دفعہ باقی رہتے ہیں اور بیج ان کے کلیۃً مٹائے جا ہی نہیں سکتے۔ اصل میں صرف دیکھنا یہ ہے کہ بیج نشوونما پا کر بڑھ رہے ہیں اور پھیل رہے ہیں یا پھیلے ہوئے سکڑنے لگ گئے ہیں اور رفتہ رفتہ اپنے تنے تک آ گئے اور تنے سے بھی ٹوٹ کر، مرجھا کر پھر وہ جڑوں تک پہنچ گئے ہیں اور جڑیں بھی پھر مرجھانے لگیں۔ یہ دو ہی رجحان ہمیں قدرت میں ملتے ہیں۔ اب دیکھیں بعض موسموں میں بعض درخت کس طرح زور کے ساتھ پتے نکالتے اور نشوونما پاتے ہیں۔ وہ جو دور ہٹے ہوتے ہیں راستوں کے کناروں پر وہ رفتہ رفتہ راستوں پر قبضہ کرنے لگتے ہیں یہاں تک کہ کھلے راستوں سے بھی گزرنا مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ ان کی شاخیں ہر طرف سے آ کر خالی جگہوں پہ قابض ہو جاتی ہیں۔ اور جب ان پر برے دور آتے ہیں تو وہ سکڑنے لگتے ہیں، ان کی شاخیں ہٹتی ہیں پھر ٹوٹنے لگتی ہیں یہاں تک کہ وہ اپنی اصل جگہ پر پہنچیں تو سڑک ساری کھلی کھلی صاف دکھائی دینے لگتی ہے۔ تو اسی طرح جماعتوں میں منافقوں کا حال ہے اور بدکرداروں کا حال ہے، باغیوں کا حال ہے۔ وہ فضا ان کے لئے پیدا نہ کریں کہ ان کی شاخیں آگے بڑھیں اور صراط مستقیم پر قبضے کرنے لگیں۔ اگر آپ نے توجہ نہ کی تو یہ خطرہ ہے کہ ایسا ہو جائے گا۔ ان کے لئے وہ ماحول رکھیں کہ ان کو صراط مستقیم میں داخل ہو کر راہروؤں کے لئے مشکل پیدا کرنے کا وہم و گمان بھی باقی نہ رہے۔ بیماریاں پالے ہوئے بیٹھے ہیں تو بیٹھے رہیں، اپنے دلوں میں سکیٹرے رہیں۔ مگر امارت کا اور نظام جماعت کا یہ کام ہے کہ ان کی بیماریوں کی نشوونما کے حق میں کوئی فضا پیدا نہ ہونے دیں۔

جو امیر ان فرائض کو اس طرح سمجھ کر اپنی جماعت کی عمومی صحت پر نظر رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہاں یہ مریض سکڑنے لگتے ہیں، ان کے اردگرد بیٹھنے والے کم ہونے لگتے ہیں، ان کی مجلسیں اجاڑ ہونے لگتی ہیں یہاں تک کہ بعض دفعہ وہ اکیلے اکیلے رہ جاتے ہیں یا دو تین ساتھ کے اور ان سے لوگ خود ہی تعلق توڑ لیتے ہیں۔ وہ محسوس کرتے ہیں کہ ہم تنہا چھوڑ دئے گئے ہیں۔ بے چین ہونگے تو اپنی جگہ ہوتے رہیں مگر جماعت کی صحت پر وہ کبھی بد اثر پیدا نہیں کر سکتے۔ اب اپنے تجربے سے آپ جن جن جماعتوں کو، جن جن حالات کو جانتے ہیں اس مضمون کو سمجھنے کی کوشش کریں اور نظر دوڑائیں تو آپ کو سب کچھ دکھائی دینے لگ جائے گا کہ ہر جگہ یہی ہوتا رہتا ہے۔ بعض جگہ بیماریوں کے اڈے بڑے ہو جاتے ہیں۔ لگتا ہے ایک عام فتنہ آ گیا، ایک زلزلہ برپا ہو گیا، اس طرح لوگ تباہ ہو جائیں گے۔ بعض دفعہ اس کا برعکس منظر ہے۔

لیکن یہ مضمون چونکہ لمبا ہے ابھی۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں وقت ہو گیا ہے۔ سردست یہاں اس کو ختم کرتا ہوں۔ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نوٹ کر لیں جہاں سے بات ختم کی تھی تا کہ پھر آئندہ خطبے میں انشاء اللہ تعالیٰ اسی مضمون کو آگے بڑھاؤں گا۔ مگر آئندہ خطبہ یہاں نہیں دیا جائے گا وہ کسی اور ملک میں ہو گا اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ براہ راست وہاں سے یہاں آپ اسے سن سکیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ توفیق بخشے گا تو جن کے پاس یہ ڈش انٹینا نہیں ہیں وہاں جماعتوں کو چاہئے ان کے لئے انتظام کریں کہ جماعتی مراکز میں اکٹھے ہو کر وہ اس خطبے کو براہ راست سن سکیں۔ باقی آخر پہ دعا کی درخواست ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ یہ سفر ہر پہلو سے، ہر لحاظ سے اپنوں اور دوسروں سب کے لئے مبارک فرمائے۔

اپنے علم کا فیض دوسروں تک بھی پہنچائیے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں مختلف علوم کے سینکڑوں ماہرین جماعت احمدیہ میں پائے جاتے ہیں۔ اگر وہ اپنے مخصوص علم کے حوالے سے ہی الفضل کے لئے ٹھوس، مفید، علمی اور تحقیقی مضامین لکھ کر بھجوائیں تو اس سے اخبار کی افادیت میں اضافہ ہو گا۔ (مدیر)

احمدی طلباء و طالبات کے لئے ضروری اعلان

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ پاکستان میں قائم معلوماتی سیل (Information Cell) کے ذریعہ احمدی طلباء و طالبات کی بیرون ملک اعلیٰ تعلیم کے لئے ہر قسم کی رہنمائی کی جاتی ہے۔ اس لئے وہ تمام احمدی طلباء و طالبات جو دنیا کے مختلف ممالک میں انڈر گریجوایٹ یا پوسٹ گریجوایٹ تعلیم حاصل کر رہے ہیں وہ مندرجہ ذیل معلومات نظارت تعلیم ربوہ کو ارسال فرما دیں۔

☆ مضامین کی گائیڈ (Subject Guide) جس سے بآسانی پتہ چل سکے کہ کون سا مضمون کس ادارہ میں انڈر گریجوایٹ یا پوسٹ گریجوایٹ لیول پر پڑھایا جاتا ہے۔

☆ ادارہ جات کے بارہ میں معلومات جو چھپی ہوئی صورت میں ہوں۔

☆ فنانشل ایڈ کے بارہ میں معلومات، تا کہ طلبہ اس سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں۔

(نظارت تعلیم، صدر انجمن احمدیہ، ربوہ)

راہ مولیٰ کے اسیر

(۷ فروری تا ۸ مارچ ۱۹۹۴ء ـ چنیوٹ جیل)

(چوہدری محمد ابراہیم۔ مینجر ماہنامہ انصاراللہ ربوہ)

۱ ماہنامہ "انصاراللہ" پر مقدمات کا آغاز اگست ۱۹۸۵ء سے ہوا۔ پہلا مقدمہ مولانا غلام باری سیف صاحب مرحوم مدیر ماہنامہ انصاراللہ، سید عبدالحیٰ شاہ صاحب پرنٹر اور خاکسار محمد ابراہیم پبلشر کے خلاف ہوا۔ ان کے علاوہ چوہدری شبیر احمد صاحب (مضمون نگار) اور حمیدالدین کاتب صاحب بھی اس مقدمہ میں احتیاطاً شامل کئے گئے۔ اس مقدمہ کی ایف۔آئی۔آر خطیب مسجد احرار ربوہ اللہ یار ارشد نے مؤرخہ ۱۳ اگست ۸۵ء کو تھانہ ربوہ میں زیر دفعہ ۲۹۸۔سی درج کروائی۔ ۲۲ اگست کو سیشن جج جھنگ نے عبوری ضمانت لی۔ یکم ستمبر ۸۵ء کو ضمانت کنفرم ہوئی۔ اس وقت سے لے کر آج تک مختلف مقدمات درج ہوتے رہے اس وقت تک ۲۵ مقدمات مختلف عدالتوں، آر۔ایم ربوہ، سیشن جج شہدادپور ضلع سانگھڑ اور سیشن جج چنیوٹ کی عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ مقدمہ درج ہو کر ضمانت ہو جانے پر تاریخیں لگتی رہتی ہیں۔ ۸۵ء سے لے کر جنوری ۹۴ء تک ان نو سالوں میں جیل جانے کا موقع نہ آیا تھا اور ہم اسیر راہ مولیٰ نہ ہوئے تھے۔ ہمارا پچیسواں مقدمہ مرزا محمد دین ناز صاحب مدیر ماہنامہ انصاراللہ۔ قاضی منیر احمد صاحب پرنٹر اور خاکسار محمد ابراہیم پبلشر کے خلاف تھا۔ ۲۴ جنوری ۹۴ء کو ایڈیشنل سیشن جج چنیوٹ جناب سلیم قریشی صاحب نے ہماری عبوری ضمانت منظور کی اور اس کی کنفرمیشن کے لئے بعدالت جناب اختر نقی نقوی ایڈیشنل سیشن جج نمبر ۲ چنیوٹ ۷ فروری ۹۴ء کی تاریخ دی۔ ہم سات فروری کو نقوی صاحب کی عدالت میں بغرض توثیق ضمانت پیش ہوئے۔ روزنامہ الفضل ربوہ کے ایڈیٹر مولانا نسیم سیفی صاحب۔ آغا سیف اللہ خان صاحب (پبلشر) اور قاضی منیر احمد صاحب (پرنٹر) کا بھی اس دن ہم سے الگ کیس میں ضمانت کا کیس تھا، ہم اکٹھے ہی پیش ہوئے۔ ہمارے دونوں کیسوں (روزنامہ الفضل اور ماہنامہ انصاراللہ) کی پیروی مکرم مبشر لطیف صاحب بیرسٹر لاہور اور رانا محمود احمد خان صاحب ایڈووکیٹ ربوہ کر رہے تھے جبکہ مخالف فریق کی طرف سے اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ اٹارنی چنیوٹ کے ہمراہ ملک رب نواز ایڈووکیٹ چنیوٹ پیروی کر رہے تھے۔ پونے دس بجے کے قریب عدالت میں ہمیں بلایا گیا۔ آدھ پون گھنٹہ طرفین کے وکلاء نے اپنا اپنا مؤقف پیش کیا۔ یہ مقدمہ ۲۹۸۔سی کا تھا۔ ہمارے خلاف حسب معمول تین الزامات تھے اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ ہمارے جذبات مجروح کئے ہیں اور قرآن کریم کی آیات درج کی گئی ہیں۔ نقوی صاحب نئے نئے ہی چنیوٹ میں ٹرانسفر ہو کر آئے تھے انکی عدالت میں ہماری پہلی ہی پیشی تھی۔ بڑے تحمل سے بحث سنتا رہا بلکہ بعض موقعوں پر ہماری طرف سے خود ہی فریق مخالف کے اعتراضات کے جواب دیتا رہا مثلاً فریق مخالف نے کہا کہ اخبار الفضل اور رسالے انصاراللہ ہمارے جذبات مجروح کرتے ہیں تو ایڈیشنل جج صاحب نے ان کو کہا کہ بھائی آپ الفضل اور انصاراللہ نہ پڑھا کریں انکے اوپر لکھا ہوا ہے کہ صرف جماعت احمدیہ کے لئے۔ نہ آپ پڑھیں نہ آپ اپنے جذبات مجروح کروائیں۔ دوسری بات انہوں نے یہ کہی کہ جماعت احمدیہ کے جو عقائد ۱۹۷۴ء سے پہلے تھے وہی عقائد ان کے آج بھی ہیں گویا بالواسطہ وہ یہ کہہ رہے تھے کہ اگر یہ لوگ ۱۹۷۴ء سے پہلے مسلمان تھے تو اب یہ غیر مسلم کیسے ہوگئے؟ ایک اعتراض یہ کیا گیا کہ یہ قرآن کریم کی آیات درج کرتے ہیں اس پر جج صاحب نے کہا کہ میں جب بہاولنگر میں تھا تو وہاں کے ایک احمدی وکیل مکرم کریم الدین صاحب نے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بتائی تھی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی لڑکے سے اذان دلوائی جو حضورؐ نے بھی سنی اور آپکے صحابہ نے بھی، ان کے تو کسی کے جذبات مجروح نہیں ہوئے۔

اس ماحول میں یہ بحث مکمل ہوئی آدھ پون گھنٹہ کی بحث کے بعد جج صاحب کہنے لگے کہ اچھا آپ باہر انتظار کریں میں آرڈر لکھوا دیتا ہوں۔ نہ انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ ضمانت لے لی گئی ہے اور نہ ہی یہ کہا کہ ضمانت منسوخ کردی گئی ہے لیکن ان کے حالیہ سلوک سے ہمیں شبہ تک بھی نہ گزرا کہ جج ہماری ضمانت نہ لے گا۔

ہم چار گھنٹے عدالت کے باہر بیٹھے انتظار کرتے رہے اڑھائی بجے بعد دوپہر ہمیں دوبارہ آواز پڑی ہم اندر گئے تو جج صاحب کے تیور بدلے ہوئے تھے وہ آنکھ اٹھا کر بات بھی نہ کرتے تھے ان کے چہرہ کے خد و خال ان کے ضمیر کی خلش کی غمازی کر رہے تھے وہ بڑی بےقراری کے ساتھ الفضل کے صفحات الٹ رہے تھے وہ کوئی لفظ تلاش کر رہے تھے جو انہیں نہ مل رہا تھا۔ آخر وہ الفضل میں مندرج سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک کوٹیشن پر ٹھہر گئے جس میں جماعت کے لئے ہدایات تھیں۔ الفضل میں حسب سابق لکھا ہوا تھا کہ "حضور نے فرمایا........" اس لفظ "حضور" پر وہ ٹھہر کر فرمانے لگے کہ حضور کا لفظ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے، آپ نے اپنے خلیفہ کے حق میں یہ لفظ استعمال کرکے توہین رسولؐ کی ہے۔ ہمارے وکیل نے کہا کہ جناب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے "آنحضور" یا "آنحضرت" کے الفاظ مخصوص ہیں۔ اردو زبان میں حضور کا لفظ تو عام استعمال ہوتا ہے اس پر جج صاحب نے کہا کہ میں آپ کو تو حضور کہہ سکتا ہوں مگر آپ اس کو لکھ نہیں سکتے۔ مبشر لطیف صاحب کو اس ناروا رویہ سے ذہنی صدمہ پہنچا اور وہ اس لفظ پر سیر حاصل تبصرہ نہ کرسکے مگر اس کا فائدہ بھی نہ تھا کیونکہ جج صاحب ہماری ضمانتیں کینسل کرنے پر تلے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ آخر انہوں نے اسی لفظ پر ہمارے مقدمہ میں اپنے اختیارات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دفعہ ۲۹۵۔سی (گستاخی رسولؐ) کا بھی اضافہ کردیا جس کی سزا پاکستان کی تعزیرات کے مطابق موت ہے۔ دوسرا جواز انہوں نے یہ پیدا کیا کہ الفضل نے رضی اللہ عنہم کا اردو ترجمہ اپنی تحریرات میں استعمال کیا ہے۔ ضیاء آرڈیننس کے مطابق رضی اللہ عنہ کے الفاظ استعمال کرنے جماعت احمدیہ کے لئے منع ہیں اور ہم استعمال بھی نہیں کرتے مگر الفضل والے کئی سالوں سے بریکٹ میں (اللہ تعالیٰ ان سے ہمیشہ راضی ہو) کے الفاظ دعائیہ رنگ میں لکھ دیا کرتے تھے۔ جج صاحب نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ رضی اللہ عنہ لکھیں یا اس کا اردو ترجمہ بات تو ایک ہی ہے چنانچہ عدالت نے اسے آرڈیننس کی خلاف ورزی قرار دیا اور اس طرح انہوں نے ہم سب کی ضمانتیں منسوخ کرکے جیل جانے کا حکم جاری کیا۔

ربوہ پولیس کے بعض اہل کار ہمارے ساتھ ہی کھڑے تھے وہ ہمیں گرفتار کرنے کے لئے آگے بڑھے مگر معلوم ہوتا ہے کہ جج صاحب کا ضمیر ابھی بھی انہیں اس فیصلہ کی اجازت نہ دے رہا تھا انہوں نے پولیس کو یہ کہہ کر گرفتاری سے منع کردیا کہ ابھی میں نے ان کو فارغ نہیں کیا۔ دو منٹ کے بعد کہا کہ اب لے جائیں۔

لیجئے ان حالات میں ہم اسیران راہ مولیٰ کی فہرست میں شامل ہوگئے۔ ربوہ چوکی انچارج (بھٹی صاحب) نے اس موقع پر ہمارے ساتھ نیک برتاؤ کیا۔ وہ ہم سب کو عدالت سے ملحق دوسرے کمرہ میں لے گئے اور ہمیں کہنے لگے کہ بھاگنے کی کوشش نہ کرنا۔ ہم سب نے کہا کہ بھاگنا ہماری فطرت کے خلاف ہے۔ ہم مذہب کے میدان جنگ میں ہیں مومن کبھی میدان جنگ سے بھاگتا نہیں۔ انہیں ہماری بات کا یقین آگیا وہ ہمیں ہتھکڑی لگائے بغیر ربوہ تھانے لے آئے۔ ایک رات ہم نے ربوہ تھانے میں گزاری۔ اگلے دن پولیس نے آر۔ایم ربوہ کی عدالت سے ہمارا چودہ دن کا ریمانڈ لے کر ہمیں جوڈیشنل جیل چنیوٹ بھجوانے کا انتظام کردیا۔ وہ اس روز یعنی ۸ فروری کو بھی ہمیں بغیر ہتھکڑی کے گاڑی میں چنیوٹ لے گئے۔

چنیوٹ جیل

ربوہ پولیس کے اہلکاروں نے ہمیں چنیوٹ جیل (لاہور روڈ) افسران کے سپرد کردیا انہوں نے ہمیں جیل کی دوسری منزل کے ایک شرقی بڑے کمرے میں داخل کیا جس میں پچیس تیس آدمی پہلے سے موجود تھے پانچ کھڈے ہمیں ایک ساتھ دیوار کے ساتھ الاٹ ہوئے جہاں زمین پر ہم نے بستر لگالئے۔ جیل کے افسران جس وقت ہمیں لاک اپ کرکے واپس چلے گئے تو اس جیل کے قیدی کبھی ہمیں دیکھتے تھے اور کبھی اس جیل کو۔ دراصل ان کے نزدیک ہمارا اور جیل کا تعلق انہیں سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ آخر ان میں سے دو تین آدمی ہمارے پاس آئے اور ہمیں کہا کہ یہ جیل تو ہمارے جیسے لوگوں کے لئے ہے آپ کو کس جرم میں لایا گیا ہے۔ جب ہم نے بتایا کہ ہم ربوہ سے ہیں اور احمدی ہیں تو وہ فوراً سمجھ گئے اوہو! آپ کے پیچھے تو مولوی پڑے ہوئے ہیں اور بےتحاشا مولویوں کو گالیاں دینی شروع کردیں۔ اس کے بعد وہ سب ہمارے ساتھ شیر و شکر ہوگئے، بہت عزت سے پیش آتے رہے اور ہماری بےحد خدمت کی۔ ہم پانچوں باجماعت نماز ادا کرتے تھے، دعاؤں کا موقع بھی ملتا تھا اور قرآن کریم کی تلاوت کا بھی۔ چند روز کے بعد یعنی ۱۲ فروری کو رمضان شریف شروع ہوگیا رمضان میں نسبتاً زیادہ مواقع عبادت کے میسر آئے۔ قیدی ہمیں بڑے غور سے دیکھتے تھے کچھ دنوں کے بعد وہ سب یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ آپ لوگ جو اس خشوع خضوع کے ساتھ عبادت کرتے ہیں کیا یہی غیر مسلمی کی علامت ہے اور ہم لوگ جو صبح ۹ بجے نیند سے بیدار ہوتے ہیں ہم مسلمان ہیں؟ قرآن کریم کے بارہ میں کہنے لگے کہ ہمارا مولوی ہمیں کہتا ہے کہ مرزائیوں کا قرآن اور ہے اور آپ جیل میں رکھے ہوئے قرآن ہی پڑھتے ہیں، ہم نے انہیں بتایا کہ ہم دراصل وہ نہیں ہیں جو مولوی تمہیں ہمارے متعلق بتاتا ہے۔ اس طرح احمدیت کے عقائد اور تعلیم کے بارہ میں انہیں بتایا جاتا تو وہ بےتحاشا مولویوں کو گالیاں دینی شروع کردیتے، احمدیت کی تبلیغ جاری رہتی تھی گفتگو میں ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور تکریم کی طرف زیادہ توجہ رکھی۔ عام طور پر عشاء کی نماز کے بعد قریباً ہر روز ہی ساتھی قیدیوں کے ساتھ ہماری محفل لگتی۔ ان میں سے ایک آدمی جو رجوعہ سیداں کا مصلی تھا اور اغواء کیس میں وہاں آیا ہوا تھا۔ تھا تو وہ ان پڑھ مگر اس کی آواز بہت اچھی تھی منظور اس کا نام تھا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعتیں زبانی یاد کر رکھی تھیں۔ ہم ہر روز ہی اس محفل میں اس کی نعتیں سنتے اور آنحضورؐ پر درود اور سلام بھیجتے۔ وہ اس بات سے بھی بڑے حیران ہوتے کہ ہمارے مولوی تو کہتے ہیں کہ آپ حضورؐ کی توہین کرنے والے لوگ ہیں مگر آپ ہیں کہ حضورؐ پر درود و سلام بھیجتے تھکتے نہیں۔ ان نعتوں کے علاوہ ہم باری باری حضورؐ کی زندگی اور حضورؐ کے حسن اخلاق کے واقعات بھی پیش کرتے جس سے وہ بہت ہی متاثر ہوتے۔ اس نمونہ کا اثر تھا کہ چند دن غالباً چار پانچ روز بعد ہی ان سب نے ہم سے مطالبہ کیا کہ ہم بھی آپ کے ساتھ نماز باجماعت ادا کریں گے۔

مکرم سیفی صاحب ہمارے بزرگ ہمارے ساتھ تھے ہم عام طور پر راہنمائی انہیں سے حاصل کرتے تھے وہ ماشاء اللہ بڑے ذہین، صاحب علم اور تجربہ کار ہیں ان کی راہنمائی قدم قدم پر ہمارے کام آئی۔ انہوں نے بڑی محبت اور پیار سے انہیں سمجھایا کہ اس طرح ہوسکتا ہے کسی بدفطرت انسان کی مداخلت سے ہمارے تعلقات میں فرق آئے اس لئے آپ اپنی نماز الگ ہی پڑھیں۔ ان میں سے چند ایک آدمی بلکہ اکا دکا ہی کہنا چاہیئے نماز پڑھتے تھے ہم نے سب افراد کو نماز پڑھنے کی تلقین کی اور انہیں نماز باجماعت ادا کرنے پر آمادہ کرلیا مگر مشکل یہ تھی کہ ان کا امام کون ہو چنانچہ ان میں سے بعض پڑھے ہوئے قیدیوں کا انٹرویو لے کر ایک آدمی کو ان کا امام مقرر کردیا جس کی اقتداء میں وہ نماز باجماعت پڑھنے لگے اور بعض نے قرآن کریم کی تلاوت بھی شروع کردی۔

قریباً سارے ہی قیدیوں کا سلوک ہمارے ساتھ مشفقانہ تھا۔ ہماری خدمت کرنا وہ اپنے لئے باعث عزت خیال کرتے تھے۔ کھانا ہم کھاتے تھے اور برتن وہ دھوتے تھے۔ سردی کے موسم میں ٹھنڈے پانی کے ساتھ نہانا کار دارد تھا وہ ہم پر مہربانی کرتے تھے کہ ایک چھوٹی سی انگیٹھی جس میں کوئلے استعمال ہوتے تھے وہ ہمیں نہانے کے لئے پانی گرم کرکے دیتے تھے تیسرے چوتھے روز ہم اپنے بستر جھاڑا کرتے تھے اور چادریں تبدیل کرنا ہوتی تھیں مگر وہ ہمیں ہاتھ نہیں لگانے دیتے تھے۔ انکی کس کس مہربانی کا ذکر کریں ان کی خواہش ہوتی تھی کہ ہم رات کو اپنے پاؤں اور جسم دبوائیں مجھے تو اس کی عادت نہ تھی اور نہ میں ضرورت محسوس کرتا تھا۔ ناز صاحب کا بھی یہی حال تھا۔ مکرم سیفی صاحب سے ہم نے خود درخواست کی کہ وہ قیدیوں کی حوصلہ افزائی کے پیش نظر پاؤں دبوانے کی اجازت دیں جس کو انہوں نے قبول کرلیا۔ قاضی صاحب تو بہت فائدہ اٹھاتے رہے اور آغا سیف اللہ صاحب بھی کبھی کبھی بہتی گنگا میں ہاتھ دھولیا کرتے تھے۔ ہم نے پانی پینا ہوتا یا کوئی اور چھوٹا

موٹا کام ہوتا تو صرف اشارہ کی ضرورت تھی ایک کی بجائے دو دو آدمی خدمت کے لئے کمربستہ رہتے تھے۔

ہمارے لئے سب سے بڑا مسئلہ ٹائیلٹ جانا ہوتا تھا۔ تیس پینتیس آدمیوں کے لئے صرف دو بیت الخلاء تھے صفائی کا معیار بہت ہی ناقص اور سب سے بڑھ کر یہ کہ پانی بہت کم تھا۔ کوٹہ میں ملتا تھا جس کی وجہ سے بہت کوفت ہوتی تھی ایک دن ہماری ملاقات کے لئے ایک نوجوان آئے تعارف پر معلوم ہوا کہ وہ اسی چنیوٹ جیل میں ٹیوب ویل آپریٹر ہیں اور احمدی ہیں۔ ان سے ہم نے پانی کی کمی کا اظہار کیا تو انہوں نے کہا کہ بالکل فکر نہ کریں ایک دو دن کے اندر اندر آپ کے غسل خانہ کے لئے پانی کا ایسا بندوبست کردیا جائے گا کہ پانی چوبیس گھنٹے موجود رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کا بھلا کرے انہوں نے اپنا وعدہ پورا کردیا اور اس کے بعد ہمیں پانی کی کمی کی شکایت کبھی پیدا نہ ہوئی اور کثرت آب کی وجہ سے صفائی کا معیار بھی بہتر ہوگیا۔ ہمارا قیدی ساتھی جھاڑو کے ساتھ روزانہ دو تین دفعہ صفائی کردیا کرتا تھا نہانے اور وضو کی بھی موج ہوگئی۔ الحمدللہ۔

جیل میں تجدید عہد

ہم ۸ فروری کو چنیوٹ جیل گئے۔ جاتے ہی باہمی مشورہ سے طے پایا کہ لندن حضور کی خدمت میں بذریعہ فیکس اپنے عہد کی تجدید کی جائے۔ چنانچہ حضور کی خدمت میں فیکس بھجوائی گئی جس میں لکھا گیا کہ خواہ حالات کیسے بھی پرآشوب ہو جائیں، خواہ ہمیں جیل میں کیسے بھی حالات کا مقابلہ کرنا پڑے ہم انشاء اللہ احمدیت اور حضور کے ساتھ عہد وفا نبھائیں گے۔ اس کا پس منظر یہ تھا کہ جیل میں ہم احمدیت کی نمائندگی میں آئے ہیں۔ یہ محض خدا کا فضل اور احسان ہے کہ یہ قرعہ ہمارے نام نکلا ہے ورنہ کوئی اور بھی ہوسکتا تھا، ہماری ذمہ داری ہے کہ اس نمائندگی کو بشاشت قلب اور خوشی کے ساتھ ادا کریں اور اپنے عمل سے یہ ثابت کریں کہ ہم خدا تعالیٰ اور احمدیت کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵سی (جس کی سزا موت ہے) از خود عدالت کی طرف سے ہم پر لگائی گئی تھی، ہمیں نہیں معلوم تھا کہ اس کی پاداش میں ہم نے کتنی مدت جیل میں رہنا ہے۔ ہمارے لئے دو ہی راستے تھے ایک یہ کہ ہم جیل کی صعوبتوں کا پژمردہ چہروں سے اظہار کرتے رہیں اور اترے ہوئے چہروں کے ساتھ آنے والوں کا استقبال کریں دوسرا یہ کہ ہم صبر اور حوصلہ کے ساتھ تمام مشکلات جھیلیں غم کھائیں مگر اس کا اظہار نہ ہونے دیں ہنستے مسکراتے چہروں کے ساتھ آنے والوں کا استقبال کریں اور ان پر ہرگز یہ ظاہر نہ ہونے دیں کہ ہم کسی بہت بڑی تکلیف میں ہیں۔ الحمدللہ ہم نے دوسرا راستہ اختیار کیا اور خوشی خوشی اس وقت کو گزار دیا۔ خلیفہ وقت اور جماعت کی دعائیں ہمارے ساتھ تھیں اس لئے خدا نے صرف ایک ماہ ہمارا امتحان لے کر ہماری رہائی کا انتظام کردیا۔

حضور نے ایم۔ٹی۔اے پر ہماری اس فیکس کا تذکرہ فرمایا اور ہمارے لئے ساری جماعت کو دعاؤں کی تحریک فرمائی اور وقتاً فوقتاً اس کی یاددہانی کرواتے رہے۔ ایم۔ٹی۔اے پر بھی اور جیل میں خطوط بھجوا کر بھی ہماری حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔

جیل میں ملاقاتیں

خدا تعالیٰ نے احمدیوں میں ایک عجیب جذبہ اخوت پیدا فرمایا ہے کہ کسی ایک کو تکلیف پہنچے تو ساری جماعت بےقرار ہو جاتی ہے اس بےقراری کا نتیجہ تھا کہ ہر روز جیل میں بیسیوں دوست ملاقات کے لئے تشریف لاتے تھے دن کے وقت ہمارا اکثر وقت کھڑکیوں کے ساتھ ہی گزرتا تھا۔ ربوہ سے اور دور و نزدیک کی جماعتوں سے عزیز و اقارب اور جماعت کے نمائندوں کا انبوہ کثیر جیل کی طرف امڈا چلا آ رہا تھا جن کی ملاقات سے ہمیں بےحد ڈھارس ملتی تھی۔ جیل کا عملہ بھی ہمارے ساتھ مہربان تھا کوئی کسی وقت بھی ملاقات کے لئے آ جائے وہ ہمارے ساتھ ملاقات کی اجازت دے دیتے تھے۔ دوست بتاتے ہیں کہ وہ جیل میں ہمیں مسکراتے چہروں کے ساتھ دیکھ کر باغ باغ ہو جایا کرتے تھے۔ احمدیوں کے علاوہ غیراز جماعت عزیز و اقارب بھی ازراہ نوازش ملاقات کے لئے تشریف لاتے تھے۔ ایک دن میرے ایک عزیز بھائی محمد یٰسین فیصل آباد سے ملنے کے لئے آئے۔ میں نے محسوس کیا کہ اگر میں نے ذرا بھی اپنی کمزوری کا احساس دلایا تو وہ رو دیں گے میں نے خوب ہنس ہنس کر ان سے باتیں کیں اور انہیں بتایا کہ ہم جرم کرکے تو جیل میں نہیں آئے عقائد کی جنگ ہے اور محض خدا کے لئے ہے ہمارا ضمیر مطمئن ہے اس لئے فکر کس بات کی؟ الحمدللہ وہ وہاں تو ٹھیک رہے مگر ربوہ ہمارے گھر آ کر رو پڑے کہ یہ جیل ہمارے اس پیارے بھائی کے لئے ہے؟

بعض ضعیف العمر دوست بھی بڑا سفر کرکے ملاقات کے لئے تشریف لاتے تھے۔

جیل کے عملہ کا حسن سلوک

جیسا کہ میں نے لکھا ہے کہ جیل کے عملہ کا سلوک ہمارے ساتھ بہت اچھا تھا۔ ان میں سے بعض تو یہاں تک کہتے تھے کہ اگر ہمارا بس چلے تو ہم ابھی جیل کے دروازے کھول کر آپ کو آزاد کردیں۔ ہمارا کھانا ہر روز تین وقت دارالضیافت ربوہ سے آتا تھا اور کھانا پہنچانے کا کام عزیزم مکرم عباس احمد نظام صاحب گولبازار ربوہ نے اپنے ذمہ لیا ہوا تھا اور انہوں نے اس ذمہ داری کو خوب نبھایا فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ ۱۲ فروری سے رمضان المبارک شروع ہوگیا وہ ہمیں سحری بھی باقاعدہ پہنچایا کرتے تھے۔ ایک دن وہ کسی وجہ سے بروقت نہ پہنچ سکے جب سحری ختم ہونے میں صرف آدھ گھنٹہ باقی رہ گیا تو جیل کا سنتری ہمارے پاس آیا کہ آج آپ کا کھانا نہیں آیا ہم نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا تو کہنے لگا اگر آپ اجازت دیں تو میں باہر ہوٹل سے آپ کے لئے کھانا منگوا دیتا ہوں تاکہ آپ روزہ رکھ سکیں۔ ہم نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کا مہیا کردہ کھانا کھا کر روزہ رکھ لیا۔ بعد میں پتہ چلا کہ عباس صاحب کی گاڑی دریائے چناب کے پل کو اس لئے عبور نہ کرسکی کہ پل پر گنے کی ایک ٹرالی پھنسی ہوئی تھی۔

زمانہ اسیری کے دوران آر۔ایم ربوہ کی عدالت میں پیشی

جیل کے قانون کے مطابق ہمارا چودہ روزہ ریمانڈ غالباً ۲۱/۲۲ فروری کو ختم ہو رہا تھا۔ اگلے چودہ روزہ ریمانڈ کے لئے پولیس ہمیں آر۔ایم صاحب ربوہ کی عدالت میں لے کر آئی۔ چنیوٹ سے ربوہ لانے کے لئے گاڑی کا انتظام نظارت امور عامہ نے کیا ہوا تھا۔ ہم دس بجے کے قریب ربوہ عدالت میں پہنچے تو محض للہ محبت کرنے والے ربوہ کے احباب کا ایک جم غفیر امڈ آیا۔ ہر چھوٹا بڑا اسیران راہ مولیٰ سے ملاقات کا مشتاق تھا۔

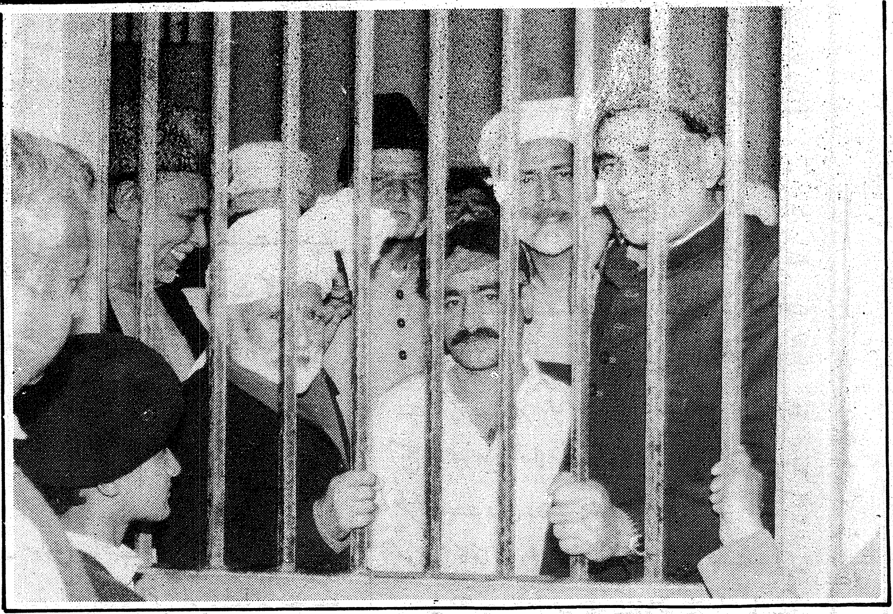

اسیران راہ مولیٰ - چنیوٹ جیل میں

ہتھکڑیاں پہنے ہوئے اسیران کو مکرم غلام سرور ایڈووکیٹ ربوہ کے چیمبر میں بٹھا دیا گیا۔ ہاتھ اگرچہ پابند سلاسل تھے مگر مصافحوں کا سلسلہ باقاعدہ جاری رہا۔ پولیس کے پہرہ میں یہ ملاقات قریباً تین گھنٹے جاری رہی۔ دوستوں کے چہروں اور آنکھوں سے محبت اور پیار کی موجیں اٹھ رہی تھیں چہروں پر ہنسی اور مسکراہٹ کا دور دورہ تھا مگر دلوں میں غم و اندوہ کے چرکے لگ رہے تھے اگرچہ زبان سے ان کا اظہار نہیں ہو رہا تھا۔ اسیران کو بےپناہ محبت اور پیار دیا گیا اور وہ اپنے رب کے حضور آستانہ الوہیت پر جھکے ہوئے تھے کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے ہمارے لئے یہ موقع پیدا کیا ہے۔ ہم ایک قدم اٹھاتے تھے تو ہزاروں نگاہیں ہمارا پیچھا کرتی تھیں۔ دو دو اسیران کو اکٹھی ہتھکڑی لگائی گئی تھی۔ محترم مولانا نسیم سیفی صاحب اور میں اکٹھے تھے مکرم آغا سیف اللہ صاحب اور مکرم مرزا محمد الدین ناز صاحب اکٹھے تھے۔ مکرم قاضی منیر احمد صاحب کو الگ ہتھکڑی لگا کر پانچوں ملزمان کو ایک لمبی زنجیر سے اکٹھا کرلیا گیا تھا۔ ربوہ کے دوستوں۔ عزیزو اقارب اور بہن بھائیوں کا یہ جذبہ اخوت ہمارے لئے سرمایہ حیات تھا۔

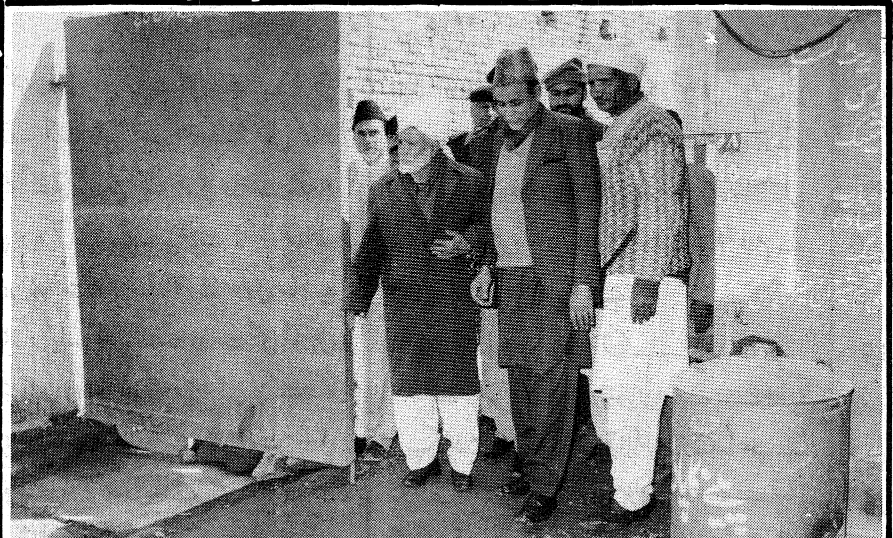

مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب اور مکرم نسیم سیفی صاحب ہتھکڑیاں پہنے ہوئے

ضمانت

جس دن سے ہم جیل آئے تھے قانون کے ماہرین اسی دن سے ہماری ضمانت کے لئے کوشاں تھے اور جائزہ لے رہے تھے کہ کونسی جہت ہمارے لئے ممد ہوسکتی ہے۔ مکرم و محترم خواجہ سرفراز احمد صاحب ایڈووکیٹ آف سیالکوٹ جو پاکستان کے چوٹی کے وکیل ہیں اور جماعتی مقدمات میں ہمیشہ ہی پیش پیش رہے ہیں ہمارے اس کیس کی پیروی کر رہے تھے دوسرے وکلاء بھی ان کے مشورہ میں شامل تھے کافی سوچ بچار کے بعد یہی فیصلہ ہوا کہ سشن کورٹ چنیوٹ ہی میں دوبارہ ضمانت کی درخواست دائر کی جائے۔ غالباً انہوں نے تین چار مارچ کو درخواست دائر کی اور ازراہ مہربانی چنیوٹ جیل میں ہماری ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ ہمیں جیل میں دیکھ کر افسوس کے جذبات کا اظہار کیا اور ساتھ ہی بتایا کہ میں یوں محسوس کر رہا ہوں کہ خواجہ سرفراز خود جیل میں ہے۔ الحمدللہ ان کی کوششیں بارآور ثابت ہوئیں اور اسی سشن کورٹ جس سے ہماری ضمانت منسوخ ہوئی تھی، سے مورخہ ۷ مارچ ۹۵ء کو ہماری ضمانت ہوگئی اور ہم ۸ مارچ کو جیل سے رہا ہوگئے۔ الحمدللہ۔

ربوہ آمد

چنیوٹ جیل میں قیام کے دوران مکرم ناظر صاحب امور عامہ، مکرم مشیر صاحب قانونی اور نظارت امور عامہ کے کارکنان چودھری عبدالغفور صاحب اور ان کے ساتھیوں کا مسلسل ہم سے رابطہ رہا ہماری ضمانت کے لئے ان دوستوں نے انتھک محنت کی۔ جیل سے رہائی کے وقت یہ دوست گاڑی لے کر جیل کے گیٹ پر موجود تھے انہوں نے ہمیں پھولوں کے ہار پہنائے اور ربوہ آمد تک ویڈیو بنائی گئی۔ ربوہ میں سب سے پہلے ہم امیر مقامی حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی کوٹھی پر لے جائے گئے۔ کوٹھی کے باہر گیٹ پر محترم میر مسعود احمد صاحب نے بہت ہی پرتپاک خیرمقدم فرمایا خوشی اور مسرت کے آنسو ان کی آنکھوں سے رواں تھے۔ وہی ہمیں حضرت امیر صاحب مقامی کے پاس اندر لے گئے جنہوں نے ہمیں خوش آمدید کہا۔

ہماری رہائی کے چند دن بعد ہی یعنی ۲۰ مارچ ۱۹۹۴ء کو اسیران راہ مولیٰ ساہیوال کی دس سال بعد رہائی ہوئی جو جماعت احمدیہ کے لئے بےانتہا خوشیوں

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

جستہ جستہ

حضرت مولوی محمد الیاس خان صاحب مرحوم آف چارسدہ کے حالات زندگی پر مشتمل کتاب "حیات الیاس" سے آپ کے بعض نہایت دلچسپ، مفید، سبق آموز، اور ایمان افروز واقعات کا انتخاب قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ [ادارہ]

☆ ——— ☆

چار اہم باتیں

حضرت مولوی صاحب فرماتے تھے جس گھر میں مندرجہ ذیل چار باتیں ہونگی اس گھر سے احمدیت کے نکلنے کا امکان بہت کم ہے۔

(۱) اخبار الفضل کا گھر میں آنا۔

(۲) گھر میں نماز با جماعت کا اہتمام۔

(۳) چندوں میں باقاعدگی ہو اور چندہ بچوں کے سامنے ادا کیا جائے تاکہ ان پر اس کا اثر ہو۔

(۴) مرکز سے مضبوط تعلق ہو اور بچوں کو ہر سال جلسہ سالانہ پر مرکز لے جایا جائے۔

—○○—

تربیت کا طریق

حضرت مولوی صاحب گھر میں نہ تو کسی بچے کو مارتے اور نہ کسی پر غصہ ظاہر کرتے۔ مگر باوجود اس کے آپ کا گھر میں بہت رعب تھا۔ گالی تو دور کی بات ہے، کبھی سخت لفظ بھی استعمال نہیں فرماتے تھے۔ آپ فرماتے تھے جب میں اپنے کسی بچے میں کوئی نقص دیکھتا ہوں جس کو میں پسند نہیں کرتا تو اپنے بچے کو اس کا نقص بتانے سے پہلے اپنے خدا سے دعا کرتا ہوں۔ اے اللہ! میرے بچے میں یہ نقص ہے تو ہی اس کی اصلاح فرما۔ اس کے بعد اپنے بچے کو بلا کر اس کو بتلاتا ہوں کہ بیٹے تمہارا فلاں فعل مجھے پسند نہیں ہے اور بچہ فوراً اپنی اصلاح کر لیتا ہے۔

—○○—

آپ کمزور احمدی کی تربیت بھی بہت عمدہ طریق سے فرماتے۔ ایک دفعہ جب حسب معمول کوئٹہ تشریف لے گئے تو وہاں پر ایک احمدی دوست تھے جو چندہ نہیں دیا کرتے تھے۔ حضرت ڈاکٹر عبداللہ صاحب امیر جماعت کوئٹہ نے حضرت مولوی صاحب سے اس کا ذکر کیا۔ اتفاق سے وہ دوست بھی شام کی نماز مسجد میں مولوی صاحب کی اقتداء میں پڑھنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اس دوست نے حضرت مولوی صاحب کو چائے کی دعوت دی۔ جس میں ڈاکٹر عبداللہ صاحب بھی شامل تھے۔ دوسرے دن جب چائے کی میز پر بیٹھے اور چائے حضرت مولوی صاحب کے سامنے پیش کی تو مولوی صاحب نے چائے کی پیالی کو ہاتھ نہ لگایا اور اس دوست سے کہا کہ میں پٹھان ہوں اور تم پنجابی، مجھ میں اور تم میں قدر مشترک سوائے احمدیت کے اور کیا ہے؟ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ادنیٰ غلام جب آپ کے گھر آتا ہوں تو آپ اتنا پر تکلف انتظام کرتے ہیں۔ مگر جب میرے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود آپ کے گھر آتے ہیں تو وہ خالی ہاتھ جاتے ہیں۔ میں کیسے چائے کی پیالی پی سکتا ہوں؟ وہ شخص بہت حیران ہوا اور کہا مجھ میں یہ جرات کہ میں ایسی گستاخی کروں؟ اس پر حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نظام کے مقرر کردہ نمائندے آپ کے پاس ہر ماہ اسلام کی اشاعت کے لئے نہ کہ اپنے ذاتی کام کے لئے آپ سے آمد کے ۱۶/۱ حصہ کا مطالبہ کرتے ہیں تو آپ ہر ماہ اس کو خالی ہاتھ واپس کر دیتے ہیں۔ اور جب حضور کا ایک ادنیٰ غلام جو سلسلے کے کارندوں سے بھی حقیر تر ہے آپ کے مکان پر آتا ہے تو آپ پر تکلف دعوت کا انتظام کرتے ہیں۔ یہ بہت شرم کی بات ہے۔ چونکہ امیر جماعت بھی موجود ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نمائندے ہیں میں آپ کی طرف سے دس روپے چندہ ادا کرتا ہوں۔ تاکہ مسیح موعودؑ کا نمائندہ اس دفعہ تو خالی ہاتھ نہ جائے۔ دس روپے حضرت ڈاکٹر عبداللہ کے ہاتھ پکڑا کر چائے کی پیالی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ وہ دوست فوراً گھر گئے، رقم لاکر حضرت ڈاکٹر عبداللہ صاحب، امیر جماعت کو دی اور حضرت مولوی صاحب کی رقم واپس کی اور وعدہ کیا کہ آئندہ انشاء اللہ باقاعدہ باشرح چندہ دیا کروں گا۔ اور اس کے بعد وہ دوست چندوں میں باقاعدہ ہو گئے۔

—○○—

آپ اپنے بچوں کو فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی مرکز سے کوئی تحریک ہو تو حسب توفیق اس میں حصہ لو۔ آپ فرماتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر جنت کو جانے کے دروازے کھولے ہیں۔ پتہ نہیں اللہ تعالیٰ کس در سے رحم فرمائے اور مغفرت کا سامان کرے۔ اس لئے اپنے ہاتھ سے جنت کے اس دروازہ کو بند نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ رقم کی مقدار کو نہیں دیکھتا وہ نیت کو دیکھتا ہے۔ اس لئے ہر تحریک میں حسب حیثیت حصہ لو۔

فرمایا لوگ اس امر کے لئے ترس ترس کر مر گئے ہیں کہ ہم وہ کون سا عمل کریں جو مقبول الٰہی ہو؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنے سے یہ معماحل ہو گیا ہے۔ اب عمل صالح وہ عمل ہے جس کی خلیفہ وقت اور مرکز تحریک کرے۔ آج اسلام غریب و بے کس ہے۔ اسلام کو دوبارہ زندہ کرنے کی ضرورت ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے۔ وہ ہمیں اس کار خیر میں شمولیت کی دعوت دیتے ہیں۔ ہم بڑے بد قسمت انسان ہونگے اگر ہم اپنی اس محدود زندگی میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہ کر سکیں جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے لئے آسان کر دیا ہے۔

—○○—

ایک دفعہ جلسہ سالانہ قادیان جاتے ہوئے جب آپ کوئٹہ میں فروکش ہوئے تو ڈاکٹر عبداللہ صاحب نے جو امیر جماعت تھے حضرت مولوی صاحب سے فرمایا کہ کل خطبہ جمعہ آپ دیں اور دوستوں کو قادیان جلسہ سالانہ پر جانے کی تلقین کریں کیونکہ گزشتہ سال کے زلزلہ کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دوست مالی تنگی کی وجہ سے کم جائیں گے۔ خاکسار بھی اس خطبہ میں شامل تھا۔ آپ نے خطبہ میں دیگر امور کے علاوہ جلسہ سالانہ پر جانے کے لئے ایسے زوردار الفاظ میں تحریک فرمائی کہ جس سے احباب جماعت کے دلوں میں جلسہ سالانہ پر جانے کا جوش پیدا ہوا اور کافی دوست جلسہ سالانہ پر گئے۔ آپ نے خطبہ جمعہ میں فرمایا، محمد الیاس کو چند اہم امور پیش تھے، بہت دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیری دعا قبول ہوگی مگر تین شرطوں کے ساتھ۔ پہلی یہ کہ تم بیس ہزار احمدیوں کو بلاؤ اور تین دن ان کی دعوت کرو، رہائش کا انتظام کرو۔ (۲) صحابہ کرام کو بلاؤ، وہ بھی آئیں (۳) خلیفہ وقت کو بھی بلاؤ اور ان سب سے عرض کرو کہ تمہارے لئے رو رو کر دعا کریں۔ میں نے اپنے خدا سے عرض کی کہ میری حقیر حیثیت کو تو خوب جانتا ہے۔ میں تو تین آدمیوں کو تین دن بھی کھانا نہیں دے سکتا اور نہ رہائش کا انتظام کر سکتا ہوں۔ پھر میری حیثیت کیا ہے کہ میں بیس ہزار احمدیوں کو بلاؤں۔ جواب میں لوگ کہیں گے ہمیں فرصت نہیں۔ پھر صحابہ کرام اور خلیفہ وقت کی خدمت میں کیسے عرض کروں کہ میرے یہ اہم کام ہیں آپ ان امور کی انجام دہی کے لئے رو رو کر خدا سے میرے لئے دعا کریں۔ ممکن ہے جن امور کو میں اہم سمجھتا ہوں وہ ان کو کوئی اہمیت نہ دیتے ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور بہت رویا کہ اے اللہ یہ شرائط بہت سخت ہیں اور تو خود کہتا ہے:

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا

یہ شرائط میری وسعت سے باہر ہیں مجھ پر رحم فرما۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محمد الیاس یہ سب انتظام میں نے تمہارے لئے کر دیا ہے۔ تم قادیان جلسہ سالانہ پر جاؤ وہاں بیس ہزار احمدی بھی آئیں گے، صحابہ کرام بھی آئیں گے، خلیفہ وقت بھی موجود ہو گا، ان کی خوراک اور رہائش کا انتظام بھی میں کروں گا۔ جلسہ سالانہ کی افتتاحی اور اختتامی دعا میں جب جلسہ سالانہ کے تمام احباب مع خلیفہ وقت روئیں گے، تم بھی رونا اور اپنا مدعا پیش کرنا میں قبول کروں گا۔

آپ نے فرمایا۔ میں احباب جماعت سے پوچھتا ہوں کہ یہ سودا دس پندرہ روپے کے واپسی ٹکٹ (Return Ticket) میں مہنگا ہے؟ کیا تم لوگوں کی کوئی ضروریات نہیں ہیں اور تم ہر چیز سے بے نیاز ہو؟ اٹھو اور جلسہ سالانہ پر جانے کی تیاری کرو کہ یہ وقت پھر ایک سال بعد ہاتھ آئے گا۔ کس کو پتہ اس وقت کون زندہ ہو گا؟ ایسے سنہری موقع کو اپنے ہاتھ سے گنوانا کہاں کی عقل مندی ہے؟

—○○—

لذّتِ غم سے بہرہ ور کرنا — اتنا احسان چشمِ تر کرنا
عہدِ غم میں کسی کمینے کو — اس قدر بھی نہ معتبر کرنا
توڑ ڈالو قفس کی دیواریں — سیکھ لو یہ حصار سر کرنا
تجھ سے مل کر تو اے شبِ زندہ — جی نہیں چاہتا سحر کرنا
صبح صادق ملے گی رستے میں — منہ اندھیرے کبھی سفر کرنا
نیند آئے اگر نہ سولی پر — اس کے سائے میں شب بسر کرنا
تنِ تنہا کھڑا ہوں مقتل میں — دوستوں کو مرے خبر کرنا
ایک سچے کی خاک پا ہوں میں — فکر میرا نہ اس قدر کرنا
ہم فقیروں کے قتل سے پہلے — اپنے انجام پر نظر کرنا
کہیں ایسا نہ ہو کہ جی اٹھے — خاک کو خون سے نہ تر کرنا
وہ سمجھتے ہیں سب اشاروں کو — بات کرنا تو مختصر کرنا
بھول جانا تو بھول ہی جانا — یاد کرنا تو عمر بھر کرنا
پہلے کرلینا معذرت سب سے
ذکر مضطؔر کا ہو اگر کرنا

(محمد علی)

بقیہ:

راہ مولیٰ کے اسیر

اور مسرت کا باعث ہوئی گویا ہماری رہائی ان کی رہائی کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطوط

یہ ہماری خوش قسمتی اور خوش بختی تھی کہ جس طرح دس بارہ سال سے ہونے والے مقدمات میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی شفقت اور محبت ہمارے شامل حال رہی ان جیل کے ایام میں ہم اس سے بھی بڑھ کر حضور کی شفقت اور پیار کے مورد ہوئے۔ جیل کے پہلے ہی دن حضور نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ لندن سے روئے زمین پر پھیلی ہوئی جماعت احمدیہ کو ہماری گرفتاری کی اطلاع فرمائی اور تمام جماعت کو ہمارے لئے دعائے خاص کی تحریک فرمائی اور بڑے درد بھرے دل کے ساتھ جماعت کو مسلسل دعائیں جاری رکھنے کی ہدایت فرمائی۔ اس کے علاوہ حضور انور کی طرف سے خطوط اور پیغامات کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ تحدیث نعمت کے طور پر دو خطوط کے اقتباس پیش ہیں۔ ان میں سے ایک مکرم محترم مولانا نسیم سیفی صاحب کے نام تھا اور دوسرا باقی چار دوستوں کے نام۔ مکرم سیفی صاحب کے نام خط میں حضور نے فرمایا:

> "آپ سب جس حوصلہ اور صبر سے خدا کی راہ میں اسیری کے دن کاٹ رہے ہیں وہ قابل فخر ہے اور تاریخ کا حصہ ہے۔"

اسی طرح مکرم آغا سیف اللہ صاحب، مکرم مرزا محمد الدین صاحب، مکرم قاضی منیر احمد صاحب اور خاکسار محمد ابراہیم کے نام الگ خط میں حضور انور نے فرمایا:

> "اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسیران راہ مولیٰ کی صف میں شامل ہونے کی سعادت بخشی۔ حوصلہ، ہمت اور دعاؤں سے اسیری کے دن کاٹنے کی توفیق بخشی.... سب ہی شاباش اور مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی نسلوں کو بھی ان نیکیوں کا فیض پہنچائے۔"

البانیہ ALBANIA
شہبازوں اور شاہینوں کا مسکن

(ہادی علی چوہدری ۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

اللہ کے فضل سے ساتھ جماعت احمدیہ دنیا کے مختلف ممالک میں عظیم روحانی فتوحات حاصل کرتے ہوئے شاہراہ غلبہ اسلام پر تیزی سے گامزن ہے۔ البانیہ بھی ایسے خوش نصیب ممالک میں سے ایک ہے۔ یہاں ۱۹۳۱ء میں حضرت مولوی محمد دین صاحب کے ذریعہ احمدیت کا نفوذ ہوا۔ مگر بہت جلد کمیونسٹ انقلاب کی وجہ سے آپ کو وہاں سے نکلنا پڑا اور پھر لمبا عرصہ وہاں کے احمدیوں سے کوئی رابطہ نہ ہو سکا۔ مگر اب خدا کی تقدیر کے تابع رابطے بحال ہو رہے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر ایک وفد نے البانیہ کا دورہ کیا جس کے سربراہ مکرم ہادی علی صاحب چوہدری (ایڈیشنل وکیل التبشیر، لندن) تھے۔ اس دورہ کے دوران انہوں نے بعض پرانے احمدیوں سے بھی رابطے کئے۔ مکرم ہادی علی صاحب چوہدری نے ذیل کے مضمون میں ایک ایسے ہی رابطے کے بعض واقعات درج فرمائے ہیں جو نہایت ایمان افروز ہیں اور البانیہ کے ابتدائی احمدیوں کے ایمان اور استقامت اور ان کی احمدیت کے ساتھ وابستگی پر روشنی ڈالتے ہیں۔ [مدیر]

البانیہ جس کا مقامی نام "شچپری" (SHQIPERISE) ہے۔ جس کا معنی ہے "شہبازوں اور شاہینوں کا مسکن"۔ اس ملک کا کل رقبہ ۲۸۷۴۸ مربع کلومیٹر ہے اور آبادی تقریباً ۳ء۵ ملین ہے جس میں سے ۶۰ فیصد شہروں میں آباد ہیں۔ گزشتہ چند سالوں میں لوگوں کا رجحان دارالخلافہ ترانہ کی طرف ہے۔ چنانچہ چار سال قبل یہاں ۴ لاکھ لوگ آباد تھے اب یہ آبادی ۸ لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔ ترانہ کے علاوہ باقی شہر چھوٹے چھوٹے ہیں۔

شہروں کے عوام کی اکثریت غربت کا شکار ہے مگر آسودہ حال نظر آتے ہیں۔ اکثر نوجوان لڑکے اور لڑکیاں یورپ کے رنگ میں رنگین ہونے کی دوڑ میں ہیں۔ ٹریفک کا مزاج اور پولیس کے طور طریقے، گلیوں اور دوکانوں کی حالت پاکستان سے مشابہ ہے۔ قہوہ خانے اور چھوٹے چھوٹے ریستوران وغیرہ شہر کی سڑکوں کے اردگرد سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ شام کو ان میں بیٹھ کر چائے و کافی نوش کرنا اور کھانے کا رواج ایک روایتی حیثیت رکھتا ہے۔

ترانہ میں روزانہ شام کے وقت شہر کی مرکزی سڑک "بلیوارڈ دشمور" کے اردگرد ہزاوں کی تعداد میں لوگ چہل قدمی کرتے ہیں اور قہوہ خانوں اور ریستورانوں میں چائے و کافی وغیرہ نوش کرنا ایک روزمرہ کا دستور ہے۔ شام کو یہ سڑک ایک جشن کا سماں مہیا کرتی ہے۔

یہاں کے دیہاتوں تک پہنچنے کے راستے بہت دشوار اور زندگی کٹھن ہے۔ عموماً ہر شخص چند کنال زمین کا مالک ہے، ساتھ کچھ بھیڑیں کسی کے پاس ہیں تو کسی کے پاس ایک دو گائیں۔ عورتیں اور مرد اپنی زمین پر عموماً کسّی وغیرہ سے خود کاشتکاری اور نلائی وغیرہ کرتے نظر آتے ہیں۔ دیہاتوں اور قصبات کے لوگ محنتی، جفاکش اور بہادر ہیں۔ سادہ زندگی اور قناعت ان کے کردار کا نمایاں عنصر ہے۔

۱۹۳۱ء میں حضرت مولوی محمد دین صاحب قادیان سے البانیا میں تبلیغ کے لئے روانہ ہوئے تھے لیکن وہاں جلد ہی کیمونسٹ کے انقلاب کی وجہ سے انہیں ملک چھوڑنا پڑا۔ ان کے ذریعہ البانیہ میں احمدیت کا پیغام پہنچا اور کئی ایک لوگ مہدی دوراں اور خدا کے پاک مسیح علیہ السلام پر ایمان لائے۔ ان میں سے چار افراد کے ساتھ حضرت مولوی محمد دین صاحب کی ایک تصویر تھی جو حضرت مولوی صاحب کے بچوں کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں موصول ہوئی تھی۔ (مولوی صاحب کے بیٹے جمال الدین صاحب لندن میں ہیز کے علاقہ میں مقیم ہیں)۔ اس تصویر میں موجود افراد میں سے دو خدا تعالیٰ کے فضل سے بقید حیات ہیں۔ یہ تصویر البسان (Elbasane) میں ایک جگہ نماز ادا کرنے کے بعد لی گئی تھی۔ اس تصویر میں حضرت مولوی صاحب درمیان میں کرسی پر تشریف فرما ہیں اور ان کے دائیں جانب عثمان کلایا صاحب ہیں۔

مکرم عثمان کلایا صاحب

مکرم عثمان کلایا صاحب اس وقت فوج میں تھے۔ اب ان کی عمر ۹۱ سال ہے۔ نظر، حافظہ، شنوائی، ہوش و حواس اور بول چال خدا تعالیٰ کے فضل سے بالکل درست ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ سے بے پناہ محبت اور عقیدت رکھتے ہیں۔ آپ کی کتب کے حوالے انگریزی زبان میں بکثرت یاد ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات اور تعلیم اور پیش گوئیوں کے حصے کثرت سے زبانی یاد ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو محبت سے "محمود" نام سے یاد کرتے اور آپ کے ذکر پر چشم پر آب ہو جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور انور ایدہ اللہ کی تصاویر جب انہیں دی گئیں تو بڑی دیر تک انہیں محبت و عقیدت سے دیکھتے رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کے متعلق کہنے لگے کہ یہ تصویر ہمارے پاس موجود تھی مگر کیمونسٹ فوجیوں نے ہم سے چھین لی۔

حضور انور ایدہ اللہ کی تصویر کے بارہ میں انہیں بتایا گیا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اب جماعت کے چوتھے امام یہ ہیں تو ان کی آنکھوں میں غیر معمولی چمک اور عقیدت تڑپنے لگی۔ دیر تک وہ محبت سے اس تصویر پر ہاتھ پھیرتے رہے۔

کلایا صاحب البانیہ میں جماعت کی ترقی کے لئے بے حد تڑپ رکھتے ہیں۔ انتہائی دلگیر ہو کر کہنے لگے کہ ۔ میری ایک حسرت ہے کہ ترانہ میں جماعت احمدیہ کی اپنی مسجد تعمیر ہو۔ انہوں نے بڑے عزم اور زور کے ساتھ یہ پیغام بھی دیا کہ:

"خلیفہ وقت کو میرا یہ پیغام دے دیں کہ میں اپنی زندگی میں ترانہ میں جماعت کی مسجد دیکھنا چاہتا ہوں۔ مجھے محمود (حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) نے کہا تھا کہ البانیہ میں جماعت بکثرت مساجد بنائے گی"۔

البانیہ میں کیمونزم کا تقریباً ۴۵ سالہ دور نہ صرف دشوار گزار تھا بلکہ وہاں کا کیمونسٹ حاکم وقت اپنے ظلم و جبر میں فرعونیت کے تصور کو بھی مات کرتا تھا۔ ایسے

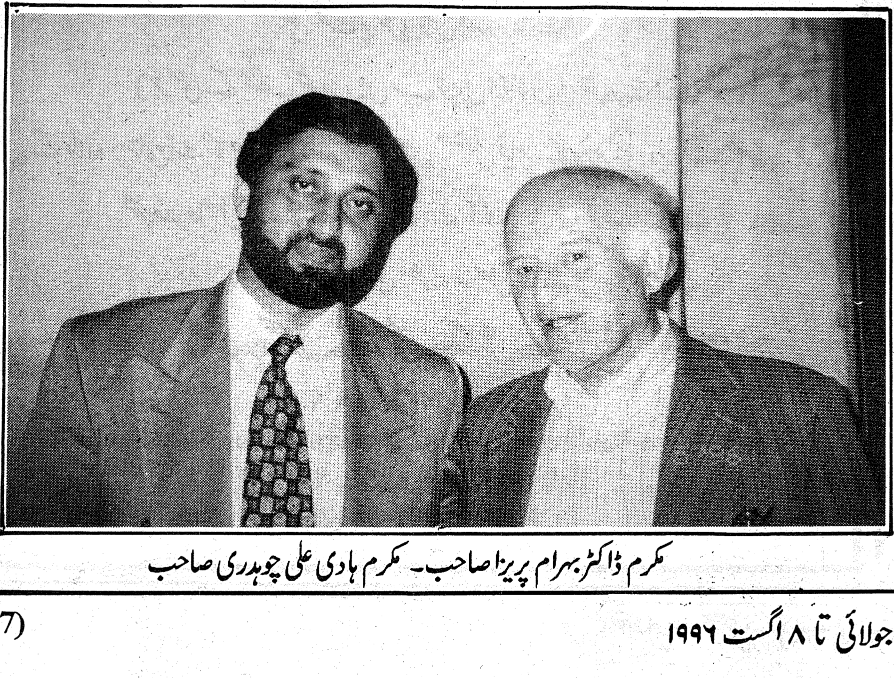

مکرم ڈاکٹر بہرام پریزا صاحب۔ مکرم ہادی علی چوہدری صاحب

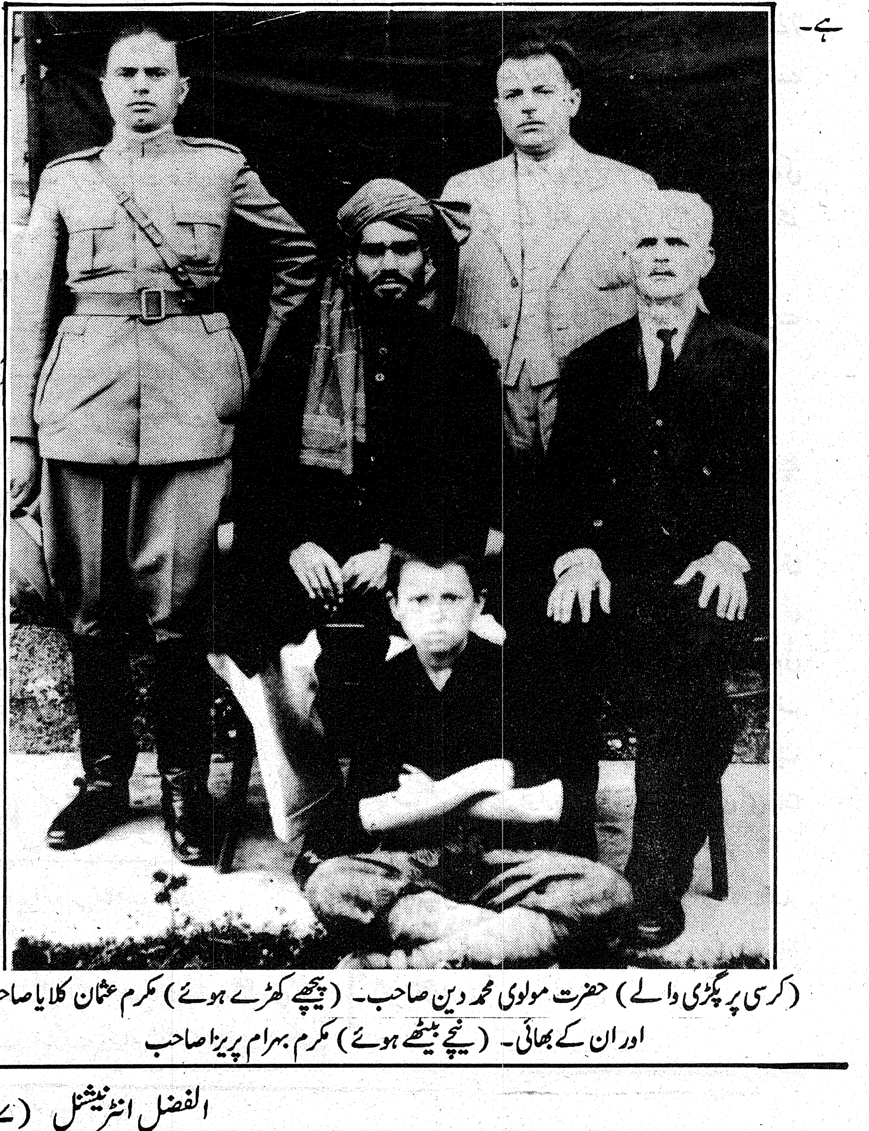

(کرسی پر پگڑی والے) حضرت مولوی محمد دین صاحب۔ (پیچھے کھڑے ہوئے) مکرم عثمان کلایا صاحب اور ان کے بھائی۔ (نیچے بیٹھے ہوئے) مکرم بہرام پریزا صاحب

دور میں عثمان کلایا صاحب نے اپنے ایمان اور دین کو ایک ذرہ برابر بھی دھندلانے نہیں دیا۔ اگرچہ ان کے پاس موجود مسیح پاک علیہ السلام کی تصویر اور کتابیں ان سے چھین لی گئیں مگر ان کے ذہن کے دریچوں میں مسیح پاک کی تصویر زیادہ نمایاں نقوش کے ساتھ آویزاں تھی اور احمدیت کا نور اور ایمان کی قندیل نے ان کے صحن دل کو مسلسل روشن کئے رکھا۔

البانیہ سے کمیونزم کے جب بادل چھٹے تو عثمان صاحب نے قادیان دو خط لکھے جو غالباً پتہ مکمل نہ ہونے کی وجہ سے وہاں پہنچ نہ سکے تھے۔ ان کا تیسرا خط جس پر پتہ کے طور پر انہوں نے "مرزا غلام احمد، قادیان، انڈیا" لکھ کر سپرد کیا تھا وہ قادیان پہنچ گیا۔ قادیان سے یہ خط حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں بھجوایا گیا۔ پھر یہ خط دفتر تبشیر کی طرف سے مکرم مشہود الحق صاحب آف سویڈن کو بھجوایا گیا (جو ان دنوں البانیہ جانے کے لئے تیار تھے) کہ البانیہ جا کر ان کا پتہ کریں۔ اس مذکورہ پتہ پر تلاش کرتے ہوئے وہ مکرم عثمان کلایا صاحب تک پہنچ گئے۔

امسال مرکز کی طرف سے ایک وفد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے البانیہ بھجوایا جس کے ارکان مکرم مشہود الحق صاحب، مکرم محمد زکریا خان صاحب اور خاکسار تھے۔ خاکسار کے پاس حضرت مولوی محمد دین صاحب کی ایک تصویر بھی تھی۔ جب یہ تصویر کلایا صاحب کو دکھائی تو ان کی بشاشت کی انتہا نہ رہی۔ ایک دفعہ تو پرانی یادوں میں گم ہو گئے۔

حضرت مولوی محمد دین صاحب شہید کے ساتھ تصویر میں ایک بچہ زمین پر بیٹھا نظر آتا ہے۔ وہ اب ڈاکٹر بہرام پریزا (Bajram Preza) نیورولوجی کے پروفیسر کی شکل میں ۴۷ سال کی عمر میں البانیہ کا ایک مشہور ڈاکٹر ہے۔

جب عثمان کلایا صاحب سے اس بچے کے بارہ میں پوچھا گیا کہ یہ کون ہے اور امید ہے کہ خدا کے فضل سے بقید حیات ہو گا تو انہوں نے بتایا کہ میرے بڑے بھائی (جو تصویر میں حضرت مولوی صاحب کے پاس کھڑے ہیں) کا بیٹا ہے اور اس وقت یونیورسٹی آف ترانہ میں نیورولوجی کا پروفیسر ہے۔ ہم نے ان سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ چنانچہ ایک ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد ہم ڈاکٹر بہرام پریزا سے ملنے کے لئے عثمان کلایا صاحب کے بیٹے برہان کلایا کے ساتھ نکلے اور ان کے گھر ان سے ملاقات ہوئی۔ انہیں ہم نے ایسی حالت میں پایا کہ گویا وہ ہمارے برسوں کے شناسا ہیں۔ ایک تعلق اور اپنائیت کے جذبات ان کے چہرے پر اس طرح نمایاں تھے کہ گویا ہمارا ایک دیرینہ تعلق ان سے قائم ہے۔ اور ان کی باتیں ایک قدیم وابستگی کی عکاس تھیں۔

ڈاکٹر بہرام صاحب کی جماعت سے وابستگی اور حضرت مولوی محمد دین صاحب شہید سے عقیدت بے مثال تھی۔ بڑی دیر تک حضرت مولوی صاحب کی سیرت کے بیان میں رطب اللسان رہے۔ ان کے پاس اپنے والد مرحوم (جو حضرت مولوی صاحب کے بائیں طرف کھڑے ہیں اور عثمان کلایا صاحب کے بڑے بھائی ہیں) کی پرانی ڈائری بھی تھی جس میں حضرت مولوی محمد دین صاحب کا ذکر اور احمدیت کے بارہ میں مختلف یادداشتیں درج تھیں جن کو الگ صاف طور پر لکھ کر بھجوانے کا انہوں نے وعدہ کیا ہے۔ امید ہے کہ ان یادداشتوں سے البانیہ میں جماعت کی تاریخ کے بارہ میں مزید حقائق سامنے آئیں گے۔

▌▌▌▌▌▌▌▌▌

اگر آپ کے زیر مطالعہ کوئی ایسی کتاب، رسالہ یا مضمون ہے جس کے متعلق آپ سمجھتے ہیں کہ اس کا تعارف قارئین الفضل کے لئے ازدیاد علم اور دلچسپی کا موجب ہو گا تو حسب حال اس کا خلاصہ یا اس کے اہم اقتباسات (مع مکمل حوالہ) یا اس پر تبصرہ لکھ کر ہمیں بھجوائیں۔ (ادارہ)

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے متعلق
بعض عربوں کے تاثرات

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ اپنے پروگراموں کی پاکیزگی، سادگی اور سچائی کے نتیجہ میں غیر معمولی طور پر مقبولیت حاصل کر رہا ہے اور دنیا کی ہر قوم میں اس کا اثر و نفوذ بڑھ رہا ہے۔ عرب ممالک میں بھی اس میں دلچسپی بڑھ رہی ہے اور ایم ٹی اے انٹرنیشنل وہاں بہت سی پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کا ذریعہ بن رہا ہے۔ ذیل میں صرف عربوں کی طرف سے موصول ہونے والے بہت سے خطوط اور پیغامات میں سے چند ایک نمونۃً قارئین کی خدمت میں پیش ہیں جن سے ایم ٹی اے کے ذریعہ پیدا ہونے والے عالمی روحانی انقلاب کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس نعمت کی قدر کرنے کی توفیق بخشے اور ایم ٹی اے کا دائرہ فیض وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جائے۔ (مدیر)

ایم ٹی اے کے پروگراموں نے نمازی بنا دیا

مکرم طہ القرق صاحب اردن سے اپنے ۹ دسمبر ۱۹۹۵ء کے خط میں لکھتے ہیں:

بیس روز قبل ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ مجھے رات کے وقت ملنے آیا اور جماعت کا لٹریچر طلب کیا۔ اس نے اپنا قصہ یوں بیان کیا کہ جب میں سات آٹھ برس کا تھا تو نماز وغیرہ کا پابند تھا۔ ایک روز ہمارے سکول میں دینیات کے استاد نے ہندوستان میں موجود ادیان کا تعارف کروایا تو میں نے کہا کہ یہ تو بڑی اچھی باتیں ہیں۔ اس نے کہا تم کافر ہو گئے ہو اور مجھے کان سے پکڑ کر ہیڈ ماسٹر کے پاس لے گیا۔ اس نے بھی کفر کا فتویٰ قائم رکھا اور مجھے کہا کہ کل اپنے والد کو ساتھ لے کر آنا۔ ہیڈ ماسٹر کا رویہ بدستور وہی رہا۔ اس وقت سے میں نے نماز وغیرہ چھوڑ دی اور تب سے میں خدا کی تلاش میں ہوں تاکہ اسکی عبادت کر سکوں لیکن مجھے خدا نہیں ملا۔ پھر ایک روز مجھے ایم ٹی اے دیکھنے کا اتفاق ہوا اور اس کے پروگرام سے متاثر ہو کر نماز پڑھنے لگا۔

اب یہ شخص ہمارے ساتھ نماز جمعہ بھی پڑھتا ہے۔ جو کتب مجھ سے لے کر گیا اپنے دوستوں اور ہمسایوں کو دی ہیں۔ علماء سے شدید متنفر ہے۔ اس کے لئے درخواست دعا ہے۔

ایک دوسرے شخص مروان شحادہ نے ایم ٹی اے دیکھ کر حلمی شافعی صاحب کو خط لکھا تھا۔ اس نے بھی مجھ سے رابطہ کیا۔ اس طرح اللہ کے فضل سے ایم ٹی اے کے ذریعہ احمدیت کی عمدہ رنگ میں تبلیغ ہو رہی ہے۔ الحمدللہ۔

—○○○—

مسلمانوں کی حقیقی نمائندگی کا اہل ٹی وی

مراکش سے ایک عرب دوست عدنان صاحب، ۸ ستمبر ۱۹۹۵ء کے خط میں لکھتے ہیں:

"میں نے دین کا بہت مطالعہ کیا ہے۔ میرے دل میں ایم ٹی اے دیکھنے کے بعد شدید رغبت ہے کہ میں اس جماعت میں شامل ہو جاؤں۔ سب سے بڑی بات جو مجھے اپیل کرتی ہے وہ قرآن کی آیات کی تفسیر میں عقل و حکمت کا استعمال ہے۔ آپ اندھی نقل کی پیروی نہیں کرتے۔ اور جماعت کا ہدف مسلمانوں کو متحد کرنا ہے ....۔

ہماری نیتیں خدا کے فضل سے صاف ہیں اور ہمیں جماعت احمدیہ پر بڑا فخر ہے۔ اس زمانہ میں صرف یہی ایک مسلمان ٹی وی ہے جو مسلمانوں کی حقیقی نمائندگی کا اہل ہے۔

—○○○—

جہالت کو زائل کرنے والا ٹی وی

مکرم عبدالحمید الردیغی صاحب لکھتے ہیں:

"میں مراکشی عرب ہوں۔ ۹ سال سے اٹلی میں مقیم ہوں۔ قریباً ایک ماہ قبل اچانک آپ کا ایم ٹی اے چینل مل گیا۔ اور اس دن سے یہ مبارک پروگرام "لقاء مع العرب" دیکھ رہا ہوں۔ یہ پروگرام بہت ہی پسند آیا اور یہ بہت ہی مبارک ہے۔

قبل ازیں میں نے نہ کبھی اس چینل کا ذکر سنا تھا، نہ ہی جماعت کا، نہ حضرت امام مہدیؑ کے ظاہر ہو چکنے کا اور ان کے خلیفہ رابع کا۔ میں تو وہی جاہلانہ عقیدہ رکھتا تھا کہ وہ قیامت کے دن گھوڑے پر ظاہر ہونگے اور کفار کی گردنیں کاٹیں گے۔ میں نے یہ باتیں بچپن سے ہی سنی تھیں۔ اب اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں کہ میں یہ کیا جاہلانہ اعتقاد رکھتا تھا۔ اصل روشن حقیقت سے میں بالکل بے خبر تھا جس کا پتہ اب ایم ٹی اے کے ذریعہ لگا ہے۔

مجھے ایم ٹی اے کے ذریعہ وہ باتیں سننے کا موقعہ ملا ہے جو میں نے قبل ازیں نہیں سنیں۔ میری پیاس اور بھوک ان کے لئے اور بڑھ گئی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں ان کے ذریعہ اپنی عقل، دل، ایمان، تقویٰ اور جان اور روح کو اور سب جوارح کو غذا مہیا کروں۔ اور جہالت سے دور ہو جاؤں۔ اور خدا اور رسول نے جیسا چاہا ہے ویسا سچا مسلمان ہو جاؤں"۔

—○○○—

ایم ٹی اے کے پروگراموں کی مسلمانوں کو ضرورت ہے

مکرم جمال اغزول صاحب آف مراکش، جن کا ایک خط حضور انور ایدہ اللہ نے گزشتہ سال عیدالفطر کے موقعہ پر پڑھ کر سنایا تھا، لکھتے ہیں:

"خاکسار اپنے والدین اور گھر والوں کے ساتھ ایم ٹی اے دیکھتا اور بہت خوش ہوتا ہے۔ ایم ٹی اے ایسے پروگرام دیتا ہے جس کی مسلمانوں کو ضرورت ہے۔ جبکہ دوسرے ٹی وی اخلاق خراب کرنے والے پروگرام دیتے ہیں۔ خصوصاً یورپ والے تو خاص طور پر ہمارے نوجوانوں کو گمراہ کرنے کے لئے گندے پروگرام ہمارے ملکوں کی طرف نشر کرتے ہیں

امید ہے عربی کے مزید پروگرام بھی حضور پیش کرنے کی طرف توجہ دلائیں گے کیونکہ عربوں کو ان پروگرام کی اشد ضرورت ہے۔

یہ پروگرام دیکھ کر حضور کی شخصیت اور علم کا میں مزید سے مزید تر گرویدہ ہو رہا ہوں"۔

—○○○—

یوکرین سے ایک عرب خاتون حضور ایدہ اللہ کے نام اپنے خط میں لکھتی ہیں:

"آپ سے اس خط کے ذریعہ تعارف کا شرف پا رہی ہوں۔ میں مراکش کی رہنے والی ہوں اور یوکرین میں یونیورسٹی میں شہری ہوابازی کی تعلیم پا رہی ہوں۔ فارغ وقت میں ایم ٹی اے دیکھتی ہوں۔ آپ کے پروگراموں سے میں بہت ہی لطف اندوز ہوتی ہوں۔ بعض دفعہ تو عربی میں اور بعض دفعہ یہاں ایک طالب علم کے ذریعہ، جو اردو اور عربی اور روسی زبان بھی جانتا ہے۔

آپ کی طبیعت مجھے بہت پسند ہے خصوصاً آپ کا سا انکسار میں نے کہیں اور نہیں دیکھا۔ میں احمدیت کے بارہ میں مزید جاننا بھی چاہتی ہوں۔

—○○○—

Bathrobe, Towel, Bedsheet مثلاً Haustextile

اور ٹیکسٹائل کی نئی و پرانی مشینری کی خرید و فروخت کا قابل اعتماد مرکز

Rodermark Heimtextilien GMBH

پاکستان کا سفر اپنی قومی ائرلائن پی آئی اے سے کیجئے اور عام کرایہ سے دس فیصد رعایت پر ٹکٹ حاصل کیجئے۔

فرینکفرٹ کراچی فرینکفرٹ ۱۱۰۰ مارک

فرینکفرٹ لاہور اسلام آباد فرینکفرٹ ۱۵۰۰ مارک

لاہور اسلام آباد براستہ کراچی معہ واپسی ۱۳۵۰ مارک

فیملی ٹکٹ پر مزید دس فیصد رعایت

(جرمنی کے مختلف شہروں میں سب ٹریول ایجنٹوں کی ضرورت ہے)

اس کے علاوہ دستاویزات کا جرمن ترجمہ، جرمنی میں مستقل قیام کے ویزہ فیملی ویزہ کے حصول، جرمن شہریت حاصل کرنے کے طریق کار سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے بروقت قانونی مشورہ حاصل کیجئے

IRFAN KHAN
Reiseburo Rodermark und Unternehmer Gesellschaft
Tel: 06074-881256, 881257
Fax: 06074-881258

جماعت احمدیہ انڈونیشیا کے ایک بزرگ مبلغ

حضرت مولانا عبدالواحد صاحب مرحوم کا ذکر خیر

حضرت مولانا عبدالواحد صاحب مرحوم آف انڈونیشیا نے ۱۹۲۵ء میں حضرت مولانا رحمت علی صاحب مبلغ انڈونیشیا کے ذریعہ احمدیت قبول کی۔ پھر آپ قادیان آگئے جہاں آپ نے آٹھ سال تک فاضل عربی کی تعلیم حاصل کی اور پھر دو سال تک مبلغین کلاس میں پڑھتے رہے اور پھر اپنی وفات (۱۹۸۲ء) تک نہایت اخلاص اور وفا کے ساتھ وقف زندگی کے عہد کو نبھایا۔ انڈونیشیا کے ابتدائی بزرگ واقف زندگی مبلغین میں آپ ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی تمام اولاد دیندار اور مخلص اور فدائی احمدی ہے۔ آپ کے بچوں میں سے سب سے بڑے بیٹے مکرم عبدالقیوم صاحب کی زبانی آپ کی زندگی کے بعض دلچسپ اور ایمان افروز واقعات ذیل میں ہدیہ قارئین ہیں۔ [مدیر]:

—○○○○—

یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ میں ایک واقف زندگی مبلغ سلسلہ کا بیٹا ہوں۔ میرا مشاہدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ واقفین کی خود نصرت اور حفاظت فرماتا ہے اور انہیں کئی رنگ میں برکتوں سے نوازتا ہے۔ صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ انسان اخلاص کے ساتھ اپنے عہد وقف زندگی کو نبھائے اور سو فیصد خدمت دین کے لئے وقف ہو۔ مجھے یاد ہے جب ہم بچے تھے ایک دفعہ میری دو تین بہنیں شدید بیمار تھیں۔ والد صاحب نے ایک تبلیغی سفر پر جانا تھا۔ آپ پروگرام کے مطابق سفر پر روانہ ہوئے۔ والدہ صاحبہ نے کہا کہ آپ سفر پر جا رہے ہیں، بچے بیمار ہیں، ان کا کیا بنے گا؟ فرمانے لگے میں خدا کے کام پر جا رہا ہوں وہ خود ان کا محافظ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور بہت جلد بہنیں بیماری سے شفایاب ہو گئیں۔

ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے گیارہ بہن بھائی تھے۔ مجھ سے بڑی ایک بہن ہے باقی سب مجھ سے چھوٹے ہیں۔ مبلغ کی اولاد ہونے کے لحاظ سے بظاہر ہمارا رہن سہن نسبتاً سادہ اور غریبانہ تھا لیکن آج ہم گیارہ میں سے سات بہن بھائی یونیورسٹی گریجوئیٹ ہیں۔ ایک بھائی عزیزم عبدالباسط، جامعہ احمدیہ ربوہ کے فارغ التحصیل، واقف زندگی اور مبلغ سلسلہ ہیں۔ اور میری ایک ہمشیرہ مکرم سیوطی عزیز صاحب مبلغ سلسلہ سے بیاہی ہوئی ہیں۔

۱۹۶۴ء میں جب میں انجینئر بنا اس دور میں گریجوئیشن بھی بہت بڑی بات تھی۔ مجھے یاد ہے اس وقت انڈونیشیا میں ہماری جماعت میں صرف تین آدمی انجینئر تھے۔ ایک ہمارے موجودہ امیر مکرم شریف لوبس صاحب، دوسرے انیس ایوب صاحب (موجودہ صدر انصاراللہ، انڈونیشیا) جو ہمارے مبلغ مکرم مولانا ابوبکر ایوب صاحب مرحوم کے بیٹے ہیں اور تیسرا یہ خاکسار۔ گویا جماعت میں کل احمدی انجینئر کا دو تہائی مبلغین کے بیٹے تھے۔ میں نے جب ہائی سکول پاس کیا تو اعلیٰ معیار کے سکولز میں داخلہ کے لئے فیس بھی میرے پاس نہ تھی۔ والد صاحب نے مجھے ایک ایسے ہی سکول میں جانے کے لئے فرمایا اور فرمایا کہ تم جاؤ اور داخلہ کے لئے کوشش کرو۔ تمہیں وہاں سے سکالرشپ مل جائے گا۔ "لیکن کیسے"؟ میں نے کہا۔ "میں تعلیم میں تو اتنا برا نہیں لیکن پہلے سال میں تو ویسے بھی وہاں کسی کو سکالرشپ نہیں ملتا بلکہ اگر کوئی ان کے معیار پر پورا اترے تو تیسرے سال کے بعد وظیفہ ملتا ہے"۔ والد صاحب فرمانے لگے "تم دیکھنا تمہیں وظیفہ ملے گا"۔ میں نے کہا "یہ ناممکن ہے ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اور پھر میں کسی منسٹر کی اولاد تو ہوں نہیں کہ کوئی سفارش چل جائے۔ اور آپ کو یہاں کوئی بھی نہیں جانتا، مجھے وظیفہ کیسے مل سکتا ہے"۔ مگر بعد کے حالات نے ثابت کیا کہ ایسی سوچ میری نادانی تھی اور جیسا والد صاحب نے فرمایا تھا اسی طرح ہوا۔ تین ماہ بعد شیل آئل کمپنی کی طرف سے مجھے پیشکش ہوئی کہ اگر تم انجینئر بنو تو ہم تمہیں چار گنا زیادہ سکالرشپ دیں گے۔ پھر میں نے اس رقم سے ایک موٹر سائیکل خریدا، حالانکہ کبھی خواب میں بھی یہ نہ سوچا تھا کہ ایک غریب مبلغ کا بیٹا موٹر سائیکل بھی لے سکے گا۔ یقیناً یہ والد صاحب کی دعاؤں اور توکل علی اللہ کا ایک نشان تھا۔

جب مجھے کمپنی کی طرف سے مزید اعلیٰ تعلیم کے لئے فرانس بھیجا گیا تو میں نے والد صاحب کو لکھا کہ میرے لئے یہاں سے ڈگری لینا ممکن نہیں کیونکہ ہمارے ملک کا ریاضی کا معیار بہت کم ہے اور یہاں کا معیار بہت بلند ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ میں اس کمی کو پورا نہیں کر سکوں گا۔ محترم والد صاحب نے جواباً لکھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تم امتحان میں پاس ہو جاؤ گے۔ تم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو دعا کے لئے خط لکھو اور پھر دیکھو کہ کیا جواب آتا ہے۔ میں نے حضور کی خدمت میں خط لکھا تو وہاں سے جواب آیا کہ تم پڑھتے جاؤ مگر چندہ باقاعدگی سے ادا کرو۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور چندوں میں بھی التزام اختیار کیا۔ اور اللہ کا فضل اس طرح نازل ہوا کہ اس سال جتنے لوگ اس خاص امتحان میں شامل ہوئے ان میں سے صرف میں واحد طالب علم تھا جس نے وہ امتحان پاس کیا۔ اور پورے انڈونیشیا میں میں وہ پہلا انڈونیشین ہوں جس نے وہ خاص ڈگری حاصل کی۔ الحمدللہ۔

جب میں انجینئر بنا تو والد صاحب بہت خوش ہوئے۔ پھر میرے دو اور بھائی بھی انجینئر بنے، میری دو بہنیں بھی انجینئر ہیں، ایک بھائی اکانومسٹ ہیں اور ایک سائنس دان۔

جہاں تک میں نے نظر دوڑائی ہے میں نے دیکھا ہے کہ اکثر مبلغین کے بچے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت کامیاب زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام کی ان مبلغین اور ان کی اولادوں کے حق میں دعاؤں کا ہی ثمر ہے۔

مبلغ سلسلہ ہونا ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔ اگر واقف زندگی اپنا تمام تر توکل اللہ تعالیٰ پر رکھے اور پورے اخلاص، محنت اور وفا کے ساتھ خدمت دین میں مصروف رہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بڑی غیرت رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک قابل احترام منصب ہے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ ایک فیملی نے محترم والد صاحب کو دعوت پر بلایا۔ ان لوگوں کا عام رویہ مبلغ کے ساتھ ٹھیک نہ تھا۔ والد صاحب نے وہاں جانے سے پہلے گھر میں ذکر فرمایا کہ یہ فیملی کچھ ذلیل ہوگی کیونکہ انہوں نے مبلغ سے تکریم کا سلوک نہیں کیا۔ ایسا ہی ہوا اور اس خاندان میں بعض ایسے واقعات ہوئے جس سے انہیں بہت ذلت اور خفت کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ کچھ ہی دنوں کے بعد اس فیملی کی عورت والد صاحب کے پاس آئی اور روتے ہوئے معافی کی طلب گار ہوئی۔

والد صاحب چونکہ خود واقف زندگی تھے اور وقف کی برکتوں کا ہر آن مشاہدہ کرتے تھے اس لئے ان کی شدید خواہش تھی کہ آپ کے بچوں میں سے بھی کوئی مبلغ بنے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ میں اپنے بیٹے عبدالباسط کو مبلغ دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ یہ دعا کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خدایا مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک میں اپنے بیٹے کو بطور مبلغ نہ دیکھ لوں۔ اللہ تعالیٰ نے عجیب طریق پر آپ کی خواہش کو پورا فرمایا۔ جب عزیزم عبدالباسط جامعہ احمدیہ ربوہ سے شاہد کرنے کے بعد انڈونیشیا آیا تو اتنے خوش ہوئے کہ کہنے لگے کہ اب میں اس دنیا سے جانے پر مطمئن اور تیار ہوں۔ اسی سال سنٹرل جاوا میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جب عبدالباسط نے تقریر کی اس وقت والد صاحب ایک کونے میں بیٹھے اپنے مبلغ بیٹے کی تقریر سن رہے تھے۔ باسط نے تقریر ختم کی تو ساری جماعت کے دوست والد صاحب کو مبارک باد دینے لگے۔ اس کے ایک ہفتہ بعد والد صاحب کی وفات ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند سے بلند تر فرماتا چلا جائے۔

میرے والد صاحب ہمیں فرمایا کرتے تھے کہ دیکھو اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو تو جماعت کو کبھی نہ چھوڑنا اور دوسرے یہ کہ کبھی جماعت کی جائیداد سے یا فنڈز سے ذاتی فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرنا۔ تمہاری کوشش ہمیشہ یہ ہونی چاہیئے کہ حسب توفیق جماعت کو مالی قربانی پیش کرو اور کبھی جماعت سے مالی فوائد لینے کی تمنا نہ کرو۔ اور تیسری نصیحت آپ یہ فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی جماعت کے بزرگان سے ملو تو کوشش کرو کہ کبھی خالی ہاتھ نہ ملو۔ بلکہ کچھ نہ کچھ ہدیہ ضرور پیش کرو۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران حالات ایسے ہوئے کہ مرکز سے والد صاحب کو الاؤنس نہ مل سکا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے والد صاحب کو اجازت دی کہ خود ہی تجارت کر کے کمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس ارشاد میں اتنی برکت دی کہ جنگ کے بعد والد صاحب کے پاس تجارت کے نتیجہ میں کافی رقم جمع ہو چکی تھی۔ جب مرکز سے رابطہ ہو کر الاؤنس ملنے لگا تو والد صاحب نے فوراً تجارت ختم کر دی اور ہمہ وقت خدمت دین میں مصروف ہو گئے۔ اور والدہ صاحبہ کے پاس بھی جو اس دور میں زیورات وغیرہ تھے انہوں نے وہ سب بانڈونگ میں مسجد کے لئے زمین خریدنے کی غرض سے دے دیئے۔ کیونکہ وہ بحیثیت ایک مبلغ کی بیوی کے اپنے ذاتی تجربہ سے جانتی تھیں کہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے کمی نہیں آتی اور اللہ تعالیٰ خود ضروریات کا کفیل ہوتا ہے۔

مجھے ایک اور واقعہ یاد آ رہا ہے۔ جب ہم چھوٹے چھوٹے تھے ایک روز میری والدہ صاحبہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ جہاز پر بیٹھ کر یورپ اور امریکہ وغیرہ گئی ہیں۔ والدہ صاحبہ نے جب یہ خواب ہم سب بچوں کو سنایا تو ہم ہنسنے لگے کہ امی آپ کیا باتیں کر رہی ہیں۔ آج شام کے کھانے کے لئے گھر میں چاول تو ہیں نہیں اور آپ یورپ اور امریکہ جانے کے خواب دیکھ رہی ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے احسانات کا شکر کیسے ادا کیا جا سکتا ہے۔ ان کی یہ خواب بھی بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ والدہ صاحبہ کو سپین کی مسجد کے افتتاح کی تقریب میں شمولیت کی توفیق ملی۔ آپ ربوہ، قادیان، برطانیہ، اور امریکہ کے سالانہ جلسوں میں بھی شامل ہوئیں اور حج کرنے کی سعادت بھی آپ کو نصیب ہوئی۔

والد صاحب ہمیں کہا کرتے تھے کہ میں تو موجود نہ ہوں گا لیکن تمہاری والدہ تم لوگوں سے خوشی کے دن دیکھے گی۔ اللہ تعالیٰ کے ہم پر بہت احسانات ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ محترم والد صاحب کے وقف زندگی کے ثمرات و برکات ہیں اور ان کی قربانیوں اور دعاؤں کے پھل ہیں جو ہم کھا رہے ہیں۔ ہماری والدہ صاحبہ اب کافی ضعیف ہیں۔ تمام احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت والی لمبی زندگی دے۔ ہم سب بہن بھائیوں اور ہماری اولاد کی طرف سے ان کی آنکھیں ہمیشہ ٹھنڈی رہیں اور ہم نسلاً بعد نسل جماعت احمدیہ اور خلافت حقہ کے ساتھ دلی خلوص اور محبت کے ساتھ وابستہ رہتے ہوئے مقبول اور بہترین خدمت دین کی توفیق پاتے رہیں۔

اخبار الفضل کی اہمیت

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۹ دسمبر ۱۹۵۴ء کو ربوہ سے اخبار "الفضل" کی اشاعت کے آغاز پر فرمایا:

"الفضل آج ربوہ سے اخبار شائع کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا ربوہ سے نکلنا مبارک کرے اور جب تک یہاں سے نکلنا مقدر ہے اس کو اپنے صحیح فرائض ادا کرنے کی توفیق دے۔ اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔ جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہیئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان امور پر عمل کرنے کی توفیق بخشے"۔

آپ کے ملک کے ایسے ہونہار احمدی طلباء و طالبات یا ایسے احمدی مرد و خواتین جو علم کے میدان میں، کھیل کے میدان میں یا خدمت انسانیت کے مختلف میدانوں میں ملکی یا بین الاقوامی سطح پر نمایاں کامیابی حاصل کر کے شہرت پا چکے ہیں ان کے تعارف اور انٹرویوز پر مشتمل مضامین ہمیں بھجوائیں۔

(ادارہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

دنیا بھر میں شائع ہونے والے جماعتی اخبارات و رسائل کے دلچسپ مضامین اور اہم خبروں کا خلاصہ قارئین الفضل انٹرنیشنل کے لئے اس کالم میں پیش کیا جاتا ہے۔ انگریزی یا اردو کے علاوہ دیگر زبانوں میں شائع شدہ رسائل بھجوانے والوں سے التماس ہے کہ براہ کرم "الفضل ڈائجسٹ" کی طرز پر مضامین کا خلاصہ اردو میں بھی تحریر فرمایا کریں نیز رسالہ کی ایک کاپی بھی ضرور ارسال فرمائیں۔

— ★ ★ ★ —

محترم میجر جنرل ڈاکٹر نسیم احمد صاحب کے والد ڈاکٹر عبداللہ صاحب کوئٹہ میں پریکٹس کرتے تھے اور وہاں امیر جماعت بھی تھے۔ بہت پروقار شخصیت کے مالک تھے۔ ۱۹۶۰ء میں جب محترم نسیم صاحب ڈاکٹر بننے کے بعد کوئٹہ گئے تو وہاں کے ڈاکٹرز نے انہیں اپنے اجلاس میں بلاکر کہا کہ آپکے والد صاحب بہت بڑے ڈاکٹر اور ہماری تنظیم کے صدر ہیں لیکن وہ صرف ایک روپیہ فیس لیتے ہیں جس سے ہماری فیس خود بخود ۵۰ پیسے ہو جاتی ہے۔ انکی شخصیت کی وجہ سے ہم یہ بات خود ان سے عرض نہیں کرسکتے۔ اسلئے یہ کام ڈاکٹر نسیم صاحب کے سپرد کیا گیا۔ چنانچہ سردیوں کی ایک شام وہ اپنے والد کے کلینک پر حاضر ہوئے تو ڈاکٹر عبداللہ صاحب ذکرالٰہی میں مصروف تھے۔ سارا دن کوئی مریض نہیں آیا تھا، کلینک بند کرنے سے پہلے انہوں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور خدا کا شکر ادا کیا کہ آج کوئٹہ کے سب لوگ صحت سے ہیں۔ یہ دیکھ کر ڈاکٹر نسیم صاحب پریشان ہوگئے کہ اس دعا کے بعد وہ فیس میں اضافہ کے لئے کیسے کہہ سکتے ہیں۔ جب گھر کی طرف روانہ ہوئے تو آپکے ذہن میں ایک اور ترکیب آئی اور کہنے لگے ابا جان آپکو پیدل چلنے میں تکلیف ہوتی ہے آپ کار لے لیں۔ مقصد یہ تھا کہ کار خریدنے کے لئے رقم کا سوال ہوگا تو فیس بڑھانے کا مشورہ دے دوں گا۔ لیکن انکے والد رک گئے اور فرمایا "میاں نسیم تم میرے خدا کب سے بن گئے ہو جس دن عبداللہ کو کار کی ضرورت ہوگی اس کا مولا کریم اس کا انتظام فرما دے گا"۔ چنانچہ توکل اور خدمت انسانیت کے اس سبق کو ڈاکٹر نسیم صاحب نے ہمیشہ یاد رکھا۔

محترم ڈاکٹر نسیم صاحب کا ذکرخیر محترم محمد سعید احمد صاحب روزنامہ "الفضل" ۱۲ مئی میں کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر بریگیڈیئر نوری صاحب جو اپنا چندہ تحریک جدید پہلے ہی شرح سے زیادہ دیا کرتے تھے، انہوں نے ایک خواب کی بنا پر چندہ دگنا کردیا اور سوچا کہ شاید راولپنڈی کی جماعت میں اب ان کا چندہ ہی سب سے زیادہ ہوگا۔ جب انہوں نے سکرٹری مال سے تصدیق چاہی تو انہیں حیرت ہوئی کہ مکرم ڈاکٹر نسیم صاحب اب بھی سرفہرست تھے۔

مضمون نگار لکھتے ہیں کہ گزشتہ تیس سالوں میں ڈاکٹر نسیم صاحب سے انکی سینکڑوں ملاقاتیں ہوئیں لیکن ان کے مونہہ سے کبھی کسی کی غیبت نہیں سنی بلکہ وہ دوسروں کی برائی میں سے بھی کوئی نہ کوئی اچھی بات نکال لیتے تھے البتہ ہر اس بات کو اخفاء میں رکھتے جس سے خود انکی تعریف کا پہلو نکلتا ہو۔

— ★ ★ ★ —

۱۹۰۸ء میں پنڈی بھٹیاں کے حضرت میاں محمد مراد صاحب چند دوستوں کے ہمراہ آریوں اور عیسائیوں کے جلسوں میں شامل ہوئے تو اسلام سے متنفر ہوگئے۔ ایک مالدار ہندو نے انہیں ہندو ہو جانے کی صورت میں مالی فوائد کا لالچ بھی دیا۔ اتفاقاً انکی ملاقات کسی مسلمان تحصیلدار سے ہوئی جنہوں نے انکے خیالات معلوم کرکے کہا کہ "میں تو احمدی نہیں . . . تم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی کتابیں پڑھو کیونکہ انکے سوا کوئی بھی ایسے اعتراضات کا جواب نہیں دے سکتا۔" چنانچہ آپ نے کتب کا مطالعہ شروع کیا اور پھر ایک خواب کے نتیجہ میں اپنے بھائی اور استاد کے ہمراہ پیدل قادیان پہنچے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دست مبارک پر بیعت کرلی۔

تبلیغ کرنے کے جرم میں آپ پر بہت ظلم کیا گیا۔ کئی بار سر بازار پیٹا گیا۔ بائیکاٹ کیا گیا۔ انکے بچوں کو پیٹا جاتا اور فقط احمدی ہونے کی وجہ سے سکول میں فیل کردیا جاتا۔ قتل کے بھی ارادے ہوئے لیکن انکے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ جلد ہی مختلف مقامات پر کئی افراد احمدی ہوئے جن میں حضرت مسیح موعودؑ کے حالات تالیف کرنے والے حضرت شیخ عبدالقادر صاحب کے علاوہ محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد کے والد محترم اور دو چچا بھی شامل تھے۔ ان بھائیوں کو تبلیغ کرنے پر ان کے والد نے حضرت میاں محمد مراد صاحب کو تین دفعہ زدوکوب کیا۔ بعد میں ایک دفعہ حضرت میاں صاحب نے محترم مولانا دوست محمد صاحب کے دادا سے کہا "آپ نے مجھے تین دفعہ پیٹا اور آپکے تین بیٹے احمدی ہوگئے۔ آپ تین دفعہ اور مارپیٹ کرلیں تا بقیہ تین بھی احمدیت قبول کرلیں"۔ آپکے حالات زندگی محترم عبدالحمید چودھری صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ۱۹ مئی میں شامل اشاعت ہیں۔

— ★ ★ ★ —

ماہنامہ **"نوائے ظفر" نیویارک مئی ۹۶ء** کی ایک خبر کے مطابق احمدیہ مسلم سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے زیر انتظام نیویارک یونیورسٹی میں "اسلام میں عورت کا مقام" کے موضوع پر سیمینار منعقد ہوا۔ محترم مختار احمد چیمہ صاحب مربی سلسلہ اور محترمہ مریم چودھری صاحبہ نے تقاریر کیں اور سوالات کے جوابات دیئے۔ سیمینار کی مفصل رپورٹ یونیورسٹی کے روزنامہ "واشنگٹن سکوائر نیوز" نے صفحہ اول پر شائع کی۔

— ★ ★ ★ —

"اخبار احمدیہ" لندن مئی، جون ۹۶ء میں شائع شدہ ایک خبر کے مطابق آکسفورڈ یونیورسٹی میں L'Chaim سوسائٹی کے زیر اہتمام ایک مباحثہ میں محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن نے اسلام کی نمائندگی کی۔ اڑھائی گھنٹہ جاری رہنے والے اس مباحثہ میں عیسائیت اور یہودیت کے نمائندگان بھی شامل ہوئے جنہیں اپنی مذہبی تعلیمات کی روشنی میں پانچ سوالات کا جواب دینا تھا۔

— ★ ★ ★ —

جماعت احمدیہ غانا کے ماہنامہ **"گائیڈنس" اپریل، مئی ۹۶ء** کی ایک خبر کے مطابق احمدیہ مشن کے زیر اہتمام غانا میں ساتویں ہسپتال کا افتتاح عمل میں آیا۔ اس موقعہ پر محترم عبدالوہاب آدم صاحب امیر غانا کے علاوہ علاقہ کے ایم پی اور پیراماؤنٹ چیف اور ضلعی افسر صحت نے بھی خطاب کیا اور جماعتی خدمات کو سراہا۔

— ★ ★ ★ —

مجلس انصاراللہ امریکہ کے سہ ماہی **"النحل" بہار ۹۶ء** کے شمارہ میں انصاراللہ امریکہ کے سالانہ اجتماع سے محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ امریکہ کے خطاب کا خلاصہ دیا گیا ہے۔ آپ نے بیان کیا کہ جب آپ ریونیو کمشنر کی تربیت حاصل کر رہے تھے تو آپکے ایک ساتھی محترم عطاء محمد لغاری (موجودہ صدر پاکستان کے انکل) نے درثمین کے چند نعتیہ اشعار کو جنہیں آپ گنگنا رہے تھے، دوبارہ سننے کی خواہش ظاہر کی اور ان اشعار کا ان پر اس قدر اثر ہوا کہ ایک روز کہنے لگے کہ میں مرزا صاحب کو مجدد ماننے کے لئے تیار ہوں لیکن نبی ماننا ذرا مشکل ہے۔

— ★ ★ ★ —

اسی شمارہ میں محترم عطاء الجلال نورالدین صاحب آف ڈیٹن اپنی قبول احمدیت کی داستان بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قبول احمدیت سے قبل وہ کئی سماجی برائیوں کا شکار تھے۔ دو شادیاں ناکام ہوچکی تھیں۔ شراب نوشی کے علاج کے لئے ایک مرکز میں داخل ہوئے تو وہاں محترم مظفر احمد صاحب ظفر نائب امیر امریکہ سے ملاقات ہوئی جنہوں نے مطالعہ کے لئے قرآن کریم دیا۔ سورہ فاتحہ ہی کا مطالعہ کیا تھا کہ ہستی باری تعالیٰ کے قائل ہوئے اور جلد ہی بیعت کرکے مسجد ڈیٹن میں خلوت نشین ہوئے۔ ۸۰ء میں ربوہ جاکر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی صحبت سے فیض پایا۔ بعد ازاں قادیان کی زیارت بھی کی۔

— ★ ★ ★ —

مجلس انصاراللہ ناروے کے شائع کردہ **"طاہر سووینئر ۹۵ء"** میں مجلس انصاراللہ ناروے کی تاریخ (۸۰ء تا ۹۴ء) اور سکنڈے نیوین اجتماعات (۸۷ء تا ۹۴ء) کے ریکارڈ کو محفوظ کیا گیا ہے۔

— ★ ★ ★ —

اس کالم کے لئے موصول شدہ دیگر رسائل میں آسٹریلیا سے شائع ہونے والا ماہنامہ **"الھدیٰ" مئی ۹۶ء، جولائی ۹۶ء**، کیرالہ (انڈیا) سے طبع ہونے والا ماہنامہ **"ستھیادوتن" جون ۹۶ء**، جرمنی، سوئٹزرلینڈ اور آسٹریا میں تبلیغ کے لئے جرمن زبان میں زیورک سے شائع ہونے والا ماہنامہ **"الاسلام" جون ۹۶ء**، خدام الاحمدیہ پاکستان کا بچوں کے لئے ماہنامہ **"تشحیذالاذہان" جون ۹۶ء**، مجلس انصاراللہ پاکستان کا ماہنامہ **"انصاراللہ" جولائی ۹۶ء** اور بریڈفورڈ جماعت کا ماہنامہ **"البصیرت" جون ۹۶ء** شامل ہیں۔

مکتوب آسٹریلیا

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

آپ کے (Genes) آپ کی ملازمت کو بھی خطرہ میں ڈال سکتے ہیں

جینز (Genes) پر جو نت نئی تحقیقات ہو رہی ہیں ان سے بعض موروثی بیماریوں کا بھی علم ہوا ہے اور جن لوگوں کے خون میں ایسے جینز دریافت ہوتے ہیں جن سے بعض بیماریوں کے پیش آنے کا خطرہ ہوتا ہے تو آجر انہیں ملازمت میں لینے سے کتراتے ہیں۔ یہ بیماریاں کئی قسم کی ہو سکتی ہیں مثلاً نفسیاتی اور ذہنی بیماریاں، امراض قلب اور کینسر وغیرہ۔

امریکہ میں ایک سوشل ورکر کے خاندان میں کسی کو ایک نفسیاتی مرض تھی تو اس کا علم ہونے پر اس سوشل ورکر کو ملازمت سے فارغ کر دیا گیا۔ امریکہ کی ائر فورس میں ایک ملازم کو بھی یہی تکلیف ہونے کا ۵۰ فیصد امکان تھا تو اس کو بھی ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا۔

امریکہ میں سرکاری ہسپتال اور علاج کی سہولتیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس لئے اکثر کمپنیوں کو پرائیویٹ طور پر ہیلتھ انشورنس لینی پڑتی ہے۔ اگر یہ انشورنس کمپنیاں جینز کی بنیاد پر بیمہ کرانے سے انکار کر دیں یا ان کے لئے بیمہ اتنا مہنگا کر دیں کہ وہ کروا نہ سکیں تو ایسے غریب لوگ عام علاج معالجہ کی سہولت سے محروم ہو جائیں گے اور ہسپتالوں سے ایمرجنسی کے علاوہ انہیں کوئی سہولت میسر نہیں آسکے گی۔ اس چیز نے امتیازی سلوک برتنے کا ایک نیا دروازہ کھول دیا ہے اور یہ خطرناک رو جو چل پڑی ہے اسے جین ازم (Gene—ism) کا نام دیا گیا ہے اور اس سے عوام میں خوف و ہراس کی لہر دوڑ گئی ہے۔

باپ کی وفات کے کئی سال بعد پیدا ہونے والا ٹیسٹ ٹیوب بے بی اپنے باپ کا وارث ہو گا

تسمانیہ (آسٹریلیا) کی ہائی کورٹ کا فیصلہ

تسمانیہ (آسٹریلیا) کے ایک میاں بیوی کے تین بچے پہلے سے موجود تھے۔ پتہ نہیں ان کو کیا سوجھی کہ انہوں نے چار عدد جنین (Embryos) لیبارٹری میں منجمد کروا دیئے۔ ان میں سے دو کو استعمال کر کے ۱۹۹۴ء میں بیوی نے ایک بچے کو جنم دیا۔ اپریل ۱۹۹۵ء میں خاوند انتقال کر گیا۔ اب اس کی بیوہ اس ایک اور بچے کو جنم دینا چاہتی ہے۔ اس کے خاوند کا ترکہ ایک لاکھ نواسی ہزار ڈالر کا ہے۔ لہذا ماں نے مناسب سمجھا کہ پانچویں بچے کی تیاری سے قبل عدالت سے یہ فیصلہ کروالیا جائے کہ ہونے والا بچہ بھی اپنے آنجہانی باپ کا وارث ہو گا۔ تسمانیہ ہائی کورٹ تک معاملہ پہنچا اور جسٹس سلائیسر (J. Slicer) نے فیصلہ دیا کہ بچہ پیدائش کے بعد ماں سے علیحدہ وجود اختیار نہ کرے لیکن چونکہ یہ فیصلہ پہلے سے موجود ہے کہ باپ کی وفات کے بعد پیدا ہونے والا بچہ ورثہ پائے گا لہذا اگر تم کسی مزید بچے کو جنم دو تو وہ باپ کے ترکہ میں سے حصہ پائے گا۔ بعض دوسری ریاستیں اس فیصلے سے متفق نہیں۔ ریاست وکٹوریہ کے ایک افسر نے کہا ہے کہ فیصلہ میں ایک وفات شدہ شخص کو زندہ کی طرح تسلیم کیا گیا ہے جس کو ہم درست نہیں سمجھتے۔

Muslim Television Ahmadiyya Programme Schedule for Transmission

01/08/96 - 14/08/96

Thursday 1st August 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Durr-i-Sameen Part 1 - (R)
02.30	A Sitting with Ilyas Munir Sahib
03.00	Urdu Class with Huzur (R)
04.00	Learning Arabic (R)
04.30	Arabic Programme - Qaseedah/Nazm
05.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih IV -31.7.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - (R)
07.00	Al Maidah - "Ras Malai"(R)
08.00	Sindhi Programme -
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Programme - Speech "Hadhrat Masih-i-Maud ke Ishq-i-Rasool' by F.Ayaz Ahmad
11.00	Urdu Class with Huzur (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - Various Programme
13.00	Chinese Programme: Essence of Islam
14.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih - 1.8.96 (N)
15.00	Quiz Prog - on Islami Usul ki Philosophy -
15.30	Reply to Allegations - Session 1 - 18.1.94
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Huzur's meeting with Bosnian's - 5.7.93
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - (N)
19.00	German Programme -1) Begegnung mit Huzur 2) Cooking Programme
20.00	Urdu Class with Huzur (N)
21.00	Bazm-e-Moshaira: An Evening with Ch. M. Ali - 21.8.95 - Part 1
22.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih - 1.8.96 (R)
23.00	Learning Norwegian
23.30	Various Programme

Friday 2nd August 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Quiz Programme - on Islami Usul ki Philosophy
02.30	Reply to Allegations - Session 1- 18.1.94(R)
03.00	Urdu Class with Huzur (R)
04.00	Learning Norwegian (R)
04.30	Various Programme
05.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih IV 1.8.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - (R)
07.00	Bazm-e-Moshaira: An Evening with Ch. M. Ali - 21.8.95 - Part 1(R)
08.00	Pushto Programme -
09.00	Liqaa Ma'al Arab -(R)
10.00	Bangla Programme - Urdu Programme
11.00	Urdu Class with Huzur (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon - Live -By Hadhrat Khalifatul Masih IV - 2.8.96
14.15	Various Programme
15.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with Urdu Speaking Friends
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Turkish Programme
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner
19.00	German Programme 1)Kinder Program 2)Lajna Discussion
20.00	Urdu Class with Huzur
21.00	Medical Matters by Dr Mujeeb-ul-Haq
21.30	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with Urdu Speaking Friends
22.30	Friday Sermon (R) - by Hadhrat Khalifatul Masih IV 2.8.96
23.30	Learning French

Saturday 3rd August 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	MTA Variety
03.00	Urdu Class with Huzur
04.00	Learning French
04.30	Various Programme
05.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with Urdu Speaking Friends
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner
07.00	Medical Matters with Dr Mujeeb-ul-Haq
08.00	Friday/ Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - 2.8.96
09.00	Liqaa Ma'al Arab
10.00	Bangla/Urdu Programme
11.00	Urdu Class with Huzur
12.00	Tilawat , Hadith, News
12.30	Question Time with Hadhrat Khalifatul Masih IV- Nasirat Ijtema - 28.10.95
14.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV
15.00	Various Programme
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Arabic Programme
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner
19.00	German Programme 1)Tic Tac 2)A visit of Huzur
20.00	Urdu Class with Huzur
21.00	Islamic Teachings
22.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV
23.00	Learning Chinese
23.30	Hikayat-e-Shereen

Sunday 4th August 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	Reply to Allegations - Session No. 1
03.00	Urdu Class with Huzur
04.00	Learning Chinese
04.30	Hikayat-e-Shereen
05.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner
07.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
07.30	Various Programme
08.00	Sindhi Programme
09.00	Liqaa Ma'al Arab
10.00	Bangla / Urdu Programme
11.00	Urdu Class with Huzur
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Question Time with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 26.3.95
14.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with English Speaking Friends
15.00	Documentary on The Promised Messiah
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Albanian Programme
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner
19.00	German Programme 1) Sport Program 2) Children Programme
20.00	Urdu Class with Huzur
21.00	Letter from London - by Ameer Sahib 4.6.95
21.30	Address by Hadhrat Khalifatul Masih IV
23.30	Learning Norwegian

Monday 5th August 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	Documentary on The Promised Messiah
03.00	Urdu Class with Huzur
04.00	Learning Norwegian
04.30	Various Programme
05.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with English Speaking Friends
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner
07.00	A Letter from London by Ameer Sahib 4.6.95
08.00	Saraiky Programme
09.00	Liqaa Ma'al Arab
10.00	Urdu Prog: Speech "Seerat-un-Nabi " Part III - by Maulana Abdul Basit Shahid
11.00	Urdu Class with Huzur
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner -
13.00	Indonesian Programme.Q/A 20.7.89
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 5.8.96 (N)
15.00	Atfal Sports Rabwah
16.30	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.30	Turkish Programme -
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner -
19.00	German Programme -1)Ihre Fragen 2) Willkommen in Deutschland
20.00	Urdu Class with Huzur
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
21.30	Philosophy of the Teachings of Islam -
22.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV- 5.8.96 (R).
23.00	Learning French
23:30	Various Programme

Tuesday 6th August 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Atfal Sports Rabwah(R)
03.30	Urdu Class with Huzur (R)
04.30	Learning French (R)
05.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV- 5.8.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - (R)
07.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
07.30	Philosophy of the Teachings of Islam -
08.00	Pushto Programme -
09.00	Liqaa Ma'al Arab -(R)
10.00	Bangla Prog: Huzur's meeting with Somalian's
11.00	Urdu Class with Huzur(R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 20.5.95, Urdu - UK
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV -6.8.96 (N)
15.00	Medical Matters : Kidney and Thyroid Problem - Part 2
15:30	Conversation with a new convert - Abdul Qayyum
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (New)
17.00	Norwegian Programme - Islami Usul Ki Philosophy
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner -
19.00	German Programme -1)Kindersendung 2)Rede v Herrn Hadaytullah Hubsch
20.00	Urdu Class with Huzur (N)
21.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
21.30	Various Programme
22.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 6.8.96 (R)
23.00	Learning Chinese
23.30	Hikayat-e-Shereen (N)

Wednesday 7th August 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -(R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Medical Matters - Kidney and Thyroid Problem - Part 2 (R)
02.30	Conversation with a new convert -(R)
03.00	Urdu Class with Huzur (R)
04.00	Learning Chinese - (R)
04.30	Hikayat-e-Shereen (R).
05.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 6.8.96(R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner -
07.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
07.30	Various Programme
08.00	Russian Programme
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Bangla Prog: Mulaqat with Bangla Friends
11.00	Urdu Class with Huzur (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner -
13.00	African Programme
14.00	Natural Cure - Homeopathy With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 7.8.96 (N)
15.00	Durr-i-Sameen - Part 2
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	French Programme
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner -
19.00	German Programme 1) Quiz Show Lajna 2) Zeit zum Diskutieren
20.00	Urdu Class with Huzur (N)
21.00	MTA Life Style - Al Maidah -
22.00	Natural Cure - Homeopathy With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 7.8.96 (R)
23.00	Learning Arabic
23.30	Arabic Programme: Qaseedah/Nazm

Thursday 8th August 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Durr-i-Sameen - Part 2
03.00	Urdu Class with Huzur (R)
04.00	Learning Arabic (R)
04.30	Arabic Programme - Qaseedah/Nazm
05.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 7.8.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner -
07.00	MTA Lifestyle - Al Maidah -
08.00	Sindhi Programme -
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Prog: Speech "Dushmanoon say Husn-i-Salook" by Abdul Sami Khan
11.00	Urdu Class with Huzur (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - Various Programme
13.00	Chinese Programme:
14.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih - 8.8.96 (N)
15.00	Quiz Prog - on Islami Usul ki Philosophy -
15.30	Reply to Allegations - Session 2 - 19.1.94
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Bosnian Programme -
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner -
19.00	German Programme -1)Begegnung mit Huzur 2) Cooking Programme
20.00	Urdu Class with Huzur (N)
21.00	Bazm-e-Moshaira: with Ch M. Ali - Part 2
22.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih - 8.8.96 (R)
23.00	Learning Norwegian
23.30	Various Programme

Friday 9th August 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Quiz Programme -
02.30	Hua Mein Terey Fazlon ka Munadi (R)
03.00	Urdu Class with Huzur (R)
04.00	Learning Norwegian (R)
04.30	Various Programme
05.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 8.8.96(R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - (R)
07.00	M.T.A Entertainment -(R)
08.00	Pushto Programme -
09.00	Liqaa Ma'al Arab -(R)
10.00	Bangla Programme - Urdu Programme
11.00	Urdu Class with Huzur (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon - Live -By Hadhrat Khalifatul Masih IV - 9.8.96
14.15	Various Programme
15.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with Urdu Sperking Friends
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Turkish Programme
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner
19.00	German Programme 1)Kinderquiz 2)Lajna Discussion
20.00	Urdu Class with Huzur
21.00	Medical Matters - with Dr Mujeeb-ul-Haq
21.30	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with Urdu Speaking Friends
22.30	Friday Sermon (R) - by Hadhrat Khalifatul Masih IV 9.8.96
23.30	Learning French

Saturday 10th August 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	MTA Variety
03.00	Urdu Class with Huzur
04.00	Learning French
04.30	Various Programme
05.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with Urdu Speaking Friends
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner
07.00	Medical Matters with Dr Mujeeb-ul-Haq
08.00	F/ S by Hadhrat Khalifatul Masih IV
09.00	Liqaa Ma'al Arab
10.00	Bangla/Urdu Programme
11.00	Urdu Class with Huzur
12.00	Tilawat , Hadith, News
12.30	Question Time with Hadhrat Khalifatul Masih IV 2.6.95
14.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV
15.00	Various Programme
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Arabic Programme
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner
19.00	German Programme 1)Tic Tac 2)A visit of Huzur
20.00	Urdu Class with Huzur
21.00	Islamic Teachings
22.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV
23.00	Learning Chinese
23.30	Hikayat-e-Shereen

Sunday 11th August 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	Reply to Allegations - Session 2 - 19.1.94
03.00	Urdu Class with Huzur
04.00	Learning Chinese
04.30	Hikayat-e-Shereen
05.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner
07.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
07.30	Various Programme
08.00	Sindhi Programme
09.00	Liqaa Ma'al Arab
10.00	Friday /Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV- 24.5.96 - 'Jihad against Falsehood'
11.00	Urdu Class with Huzur
12.00	Tilawat, Hadith, News
13.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - 24.5.96
14.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with English Speaking Friends
15.00	Around The Globe:
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Albanian Prog: Q/A Session 1.9.94 - Part 3
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner
19.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV 24.5.96 - German Translation
20.00	Urdu Class with Huzur
21.00	Letter from London by Ameer Sahib 1.7.95
21.30	Address by Hadhrat Khalifatul Masih IV
23.30	Learning Norwegian

Monday 12th August 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner- (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Around The Globe - (R)
03.00	Urdu Class with Huzur (R)
04.00	Learning Norwegian (R)
05.00	Mulaqat - with Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - (R)
07.00	A Letter From London by Ameer Sahib
08.00	Siraiky Programme -
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Programme - Speech "Seerat-un-Nabi" by Hafiz Muzaffar Ahmad
11.00	Urdu Class with Huzur(R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner-
13.00	Indonesian Programme
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV -12.8.96 (N)
15.00	M.T.A. Sports - Badminton Match
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	Turkish Programme-
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - (N)
19.00	German Programme 1)Sport Program 2)Ich Zeig dir was
20.00	Urdu Class with Huzur (N)
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
21.30	Philosophy of the Teachings of Islam -
22.00	Tarjumatul Quran Class with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 12.8.96 (R)
23.00	Learning French
23.30	Various Programme

Tuesday 13th August 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	M.T.A. Sports - Badminton Match
03.00	Urdu Class with Huzur(R)
04.30	Learning French
05.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV -12.8.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - (R)
07.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
07.30	Philosophy of the Teachings of Islam - (R)
08.00	Pushto Programme -
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Bangla Programme / Urdu Programme
11.00	Urdu Class with Huzur (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV with Non -Ahmadi Guests- 21.10.95 - Urdu - UK
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV -13.8.96 (N)
15.00	Medical Matters - Kidney and Thyroid Problem - Part 3
15.30	A Talk with a New Convert -Sheikh Iyaz Ahmad
16.00	Liqaa Ma'al Arab No. (N)
17.00	Norwegian Programme - Islami Usul Ki Philosophy
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - (N)
19.00	German Programme -1) Ihre Fragen 2) Willkommen in Deutschland
20.00	Urdu Class with Huzur (N)
21.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
21.30	Various Programme
22.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 13.8.96 (R)
23.00	Learning Chinese
23.30	Hikayat-e-Shereen (N)

Wednesday 14th August 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Medical Matters - Kidney and Thyroid Problem - Part 3
02.30	A Talk with a New Convert -
03.00	Urdu Class with Huzur(R)
04.00	Learning Chinese (R)
04.30	Hikayat-e-Shereen (R)
05.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 13.8.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - (R)
07.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
07.00	Various Programme
08.00	Russian Programme
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Bangla Programme / Urdu Programme
11.00	Urdu Class with Huzur (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner -
13.00	African Programme
14.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 14.8.96 (N)
15.00	Durr-i-Sameen - Part 3
15.30	Various Programme
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	French Programme
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - (N)
19.00	German Programme1) Kindersendung 2) Islamische Presseschau
20.00	Urdu Class with Huzur(N)
21.00	M.T.A Life Style -
22.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih 14.8.96 (R)
23.00	Learning Arabic
23.30	Arabic Programme - Qaseedah/Nazm

Please note: Programmes and Timings may change without prior notice. All times are given in British time.
For more information please phone or fax.
+ 44 .181 .874 .8344

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)

ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095

Vol. 3 Friday, July 26, Friday, August 2, 1996 No. 30 . 31

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد ۔ مؤرخ احمدیت)

"ہم نام نہاد مسلمان ہیں یا یہود"

پاکستان کی نام نہاد "تحریک خلافت" کے علمبردار ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا اعتراف حق:

"ہماری کیفیت اس وقت بالکل وہی ہے جس کا نقشہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک حدیث مبارک (رواہ احمد و ابو داؤد عن ثوبانؓ) میں کھینچا تھا کہ "مجھے اندیشہ ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ نہایت کثیر تعداد میں ہونے کے باوجود تمہاری حیثیت سیلاب کے ریلے کے اوپر کے جھاگ سے زیادہ نہیں رہے گی"

ان "لطیف" حقائق پر مستزاد یہ تلخ واقعات تو نگاہوں کے عین سامنے موجود ہیں کہ مغرب ہو یا مشرق، اس وقت ساری دنیا میں مسلمان شدید ترین مصائب و آلام سے دوچار ہیں۔ چنانچہ مشرق میں بھارت اور کشمیر، اور مغرب میں بوسنیا ہرزیگووینا تو بالفعل ع "ہوگیا مانندِ آب ارزاں مسلماں کا لہو" کا نقشہ پیش کر ہی رہے ہیں، باقی عالم اسلام بھی یا افغانستان اور تاجکستان کی طرح خانہ جنگی کے عذاب میں مبتلا ہے یا سورۃ النحل کی آیت ۱۱۲ میں وارد شدہ الفاظ "لِبَاسَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ" کے مطابق بھوک اور خوف کے لباس میں ملبوس نظر آتا ہے، اور جہاں بظاہر ان دونوں میں سے کوئی صورت موجود نہیں ہے بلکہ دولت کی ریل پیل اور عمارتوں کی شان و شوکت یورپ ہی نہیں امریکہ کا مقابلہ کرتی نظر آتی ہے وہاں بھی "ذلت و مسکنت" کی یہ صورت بہ تمام و کمال موجود ہے کہ بین الاقوامی سطح پر نہ عزت ہے نہ وقار، اور خود داخلی سطح پر بھی نہ حقیقی آزادی حاصل ہے نہ واقعی اختیار۔ چنانچہ ایک جانب "ذلت" کی انتہا یہ ہے کہ مغرب کے اخبارات و جرائد میں ان دولتمند ترین مسلمانوں کا تذکرہ بالعموم تمسخر اور استہزاء کے ساتھ ہوتا ہے، تو دوسری جانب "مسکنت" اس حد کو پہنچ چکی ہے کہ بھارت میں بابری مسجد کے گرائے جانے پر پچاس سے زائد نام نہاد مسلمان حکومتوں میں سے کسی ایک کو بھی یہ جرأت نہیں ہوئی کہ بھارت کی حکومت سے یہ ہی کہہ سکتی کہ اگر مسجد فی الفور دوبارہ تعمیر نہ کی گئی تو ہم سفارتی یا تجارتی تعلقات منقطع کرلیں گے۔ گویا عزت و وقار کے ساتھ ساتھ غیرتِ ملی کا جنازہ بھی نکل چکا ہے اور سوا ارب سے زیادہ افراد پر مشتمل عالمی ملت اسلامیہ اس وقت بالفعل ع "حمیت نام ہے جس کا گئی تیمور کے گھر سے" کا نقشہ پیش کررہی ہے، تو سوچئے کہ الفاظ قرآنی "ان پر ذلت اور مسکنت مسلط کردی گئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے" کے مصداق اس وقت ہم نام نہاد مسلمان ہیں، یا یہود؟"

(ندائے خلافت، ۴ تا ۱۰ جون ۱۹۹۶ء صفحہ ۵)

مسلمانان عالم کے اس دردناک نقشہ کے پیش نظر اگر حضرت مسیح موعودؑ کی درج ذیل مقدس تحریر کا مطالعہ کیا جائے تو سلسلہ احمدیہ کی حقانیت پر دن چڑھ جاتا ہے۔ فرماتے ہیں:

"میں عین ضرورت کے وقت خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ جب کہ اس زمانہ میں بہتوں نے یہود کا رنگ پکڑا۔ اور نہ صرف تقویٰ طہارت کو چھوڑا بلکہ ان یہود کی طرح جو حضرت عیسیٰؑ کے وقت میں تھے۔ سچائی کے دشمن ہوگئے۔ تب بالمقابل خدا نے میرا نام مسیح رکھ دیا۔ نہ صرف یہ کہ میں اس زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہوں بلکہ خود زمانہ نے مجھے بلایا ہے"۔

(پیغام صلح صـ ۶۴ ۔ طبع اول، اشاعت ۱۹۰۸ء)

مولوی کی کہانی مولوی ہی کی زبانی

جناب مولوی عبدالقادر صاحب امام بادشاہی مسجد لاہور کے ایک انٹرویو کا اقتباس:

"معاشرے میں ہر طبقے کی انجمن ہے جو اپنے حقوق کے لئے جدوجہد کرتی ہے۔ ڈاکٹروں کی ایسوسی ایشن، مزدوروں کی، طالب علموں کی، عورتوں حتیٰ کہ ہجریوں کی انجمن ہے مگر مولویوں کی کوئی ایسی تنظیم نہیں۔ یہ کوئی طبقہ ہی نہیں بن سکے۔ انہیں طبقہ بننے بھی نہیں دیا گیا۔ امامت مسجد کے لئے سرکاری سرپرستی ختم ہو گئی۔ لوگوں نے کہا کہ صرف نماز ہی پڑھنا ہے کسی بھی داڑھی والے کو آگے کھڑا کر دیتے ہیں۔ چھوٹی بستیوں میں امام کی تنخواہ ۳۰ روپے ماہانہ ہے یہ صرف برصغیر میں ہے۔ سعودی عرب، مصر وغیرہ میں کسی جاہل آدمی کو آگے کھڑا نہیں کریں گے۔ جب امام مسجد نے دیکھا کہ میں کسی فضیلت کے قابل نہیں، میری ذات، میری اولاد کا کوئی دفاع نہیں تو اس کے اندر قوم کے خلاف ایک ردعمل پیدا ہوا۔ اس طرح ایک ایک فاصلہ مولوی اور لوگوں میں پیدا ہوگیا۔ ظلم یہ ہوا کہ مولوی کو کمی کی فہرست میں رکھا گیا۔ یہ بہت بڑی تذلیل ہے۔ عورتیں مولویوں سے شادی کرنا پسند نہیں کرتیں۔ مجبوری ہو جائے تو وہ اپنے بچوں کو اس سے بچاتی ہیں"۔

(ہفت روزہ تصویر پاکستان، ۱۷ مئی ۹۶ء صـ ۷)

فتویٰ فروشوں کا اڈہ ۔ چنیوٹ

اخبار "نوائے وقت" کے نامہ نگار جناب شہزاد اکبر اپنے مکتوب چنیوٹ میں لکھتے ہیں:

"کل تک قادیانیوں کو کافر قرار دلوانے والے آپس میں الجھ گئے اور ایک دوسرے پر کفر کے فتویٰ صادر کرنا شروع کر دیا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس وقت مذہبی کشیدگی اس انتہا تک پہنچ چکی ہے کہ کوئی دوسرے کو دیکھنا پسند نہیں کر رہا بلکہ تعلقات بھی اب منافقت کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں"۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۸ اپریل ۱۹۹۶ء صـ ۵ و صـ ۸)

ایک مردِ خدا

اس سال جو متعدد نئی کتب جماعت کی طرف سے شائع ہوئی ہیں ان میں سے کتاب A Man of God کا اردو ترجمہ "ایک مرد خدا" بھی ہے۔

اس کتاب کے مصنف ایک انگریز Iain Adamson ہیں جو برطانیہ کے مشہور صحافی اور متعدد کتب کے مصنف ہیں۔ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی برطانیہ تشریف آوری پر جب انہوں نے حضور سے ملاقات کی تو یہ فیصلہ کیا کہ حضور کے بارہ میں ایک کتاب لکھیں اور اپنے طور پر اپنے خرچ پر اس کی طباعت کر کے وسیع پیمانے پر اس کی اشاعت کریں۔

A Man of God کتاب کے لئے مسٹر ایڈمسن نے حضور سے بھی متعدد مرتبہ انٹرویو کر کے حضور کی زندگی کے بارے میں سوالات پوچھے۔ اور اگرچہ خود عیسائی ہیں لیکن حضور کی شخصیت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ کتاب لکھتے وقت اپنے ذاتی عقائد کو پس پشت ڈال کر حضور کے خیالات و عقائد اور نظریات کو نہایت عقیدت مندانہ انداز میں پیش کرنے میں انتہائی دیانت داری اور غیر جانبداری سے کام لیا ہے۔

A Man of God کتاب اس قدر مقبول ہوئی کہ مصنف نے اس کے تین ایڈیشن شائع کئے ہیں۔ کتاب کے دیگر زبانوں میں تراجم کرنے کی بھی مصنف نے بخوشی اجازت دے دی ہے۔ چنانچہ اس کا اردو ترجمہ مکرم چوہدری محمد علی صاحب نے کیا ہے جو "ایک مرد خدا" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ طباعت نہایت دیدہ زیب ہے اور رعایتی قیمت پر دستیاب ہے تاکہ آپ خود بھی پڑھ سکیں اور غیروں کو تحفۃً بھی دے سکیں۔ ــ ○ ○ ــ

Absolute Justice, Kindness & Kinship

The Three Creative Principles

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۸۲ء کے موقع پر اردو میں عدل، احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کے موضوع پر خطاب فرمایا تھا یہ اس کا انگریزی ترجمہ ہے۔

دیگر نئی شائع شدہ اور پرانی کتب کے حصول کے سلسلہ میں مزید معلومات کے لئے وکالت اشاعت، اسلام آباد ٹلفورڈ سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل
کی سالانہ زر خریداری

برطانیہ پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

تحریک پاکستان اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری

جناب سید عبدالقدیر صاحب ۱۹۴۳ء کے ایک جلسہ احرار کی روداد بیان فرماتے ہیں:

"سید عطاء اللہ شاہ بخاری مجلس احرار کے نامور خطیب اور اپنی پرسوز خوش الحانی کی بناء پر ہردلعزیز تھے۔ ان کا نام ہی کسی جلسہ میں تل بھر جگہ نہ بچنے کی ضمانت تھا۔ یہ باون یا ترپن سال پہلے کی بات ہے غالباً ۱۹۴۳ء میں جالندھر میں مجلس احرار کے جلسے کا اعلان ہوا۔ جلسہ گاہ کھچا کھچ بھری تھی اور عطاء اللہ شاہ بخاری بول رہے تھے۔ موضوع پاکستان تھا اور انہوں نے اپنے زور خطابت میں کہا کہ "ہمارے دکھوں او مصائب کا علاج پاکستان نہیں اور پاکستان نہیں بنے گا"۔ قوم بیدار ہو چکی تھی اور ہم جیسے پندرہ سولہ لڑکوں میں پاکستان کا خون سرایت کر چکا تھا۔ ہم میں سے احسان محسن (مرحوم) غصے میں چلایا "آپ جھوٹ بول رہے ہیں" کارکنان احرار ہماری طرف لپکے مگر شاہ صاحب نے انہیں خاموش کروا دیا اور یوں گویا ہوئے "ہاں میں جھوٹا ہوں اس لئے کہ میں حافظ قرآن ہوں، میں جھوٹا ہوں کہ میری بیوی حافظ قرآن ہے، میں جھوٹا ہوں کہ میری بیٹی حافظ قرآن ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ پاکستان نہیں بنے گا، ہرگز نہیں بنے گا۔ اگر یہ بن پایا اور میں زندہ رہا تو میرے منہ پر آکر تھوک دینا اور میں زندہ نہ ہوا تو میری قبر پر آکر پیشاب کر دینا"۔ اس کے بعد احراری کارکنوں نے ہم پر طعن و ملامت کی اور ہمارے سمیت بہت سے اور نوجوان جلسے سے اٹھ آئے۔ یہ آنکھوں دیکھا اور کانوں سنا واقعہ ہے"۔

(روزنامہ خبریں، ۳۰ جون ۱۹۹۶ء)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

سیٹنگ و ڈیزائننگ ۔ خلیفہ رواح الدین احمد